اِقبال

اِختتامی دَور

۱۹۳۱ء سے ۱۹۳۸ء تک

خرم علی شفیق

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

اقبال اکادمی پاکستان

اقبال اکادمی پاکستان2012
© خرم علی شفیق
(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

(اقبال)

☆ سازِ خاموش ہوں مگر ابھی ایک نغمہ مجھ میں باقی ہے۔ جو دوبارہ میرا پردہ اٹھا دے، مجھے اُس کے پاس لے چلو۔

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

پہلی بات

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

فہرس

ہر اِک مقام سے آگے گُزر گیا مہِ نو

باب ۱ ستاروں سے آگے
باب ۲ اقبال کا مقام ۹
باب ۳ طارق بن زیاد کا ساحل
باب ۴ حکیم سنائی کا مقبرہ
باب ۵ صفات کا صنم خانہ
باب ۶ جاوید منزل
باب ۷ میدانِ جنگ
باب ۸ سورج کی سرزمین
باب ۹ بارگاہِ رسالتؐ

ضمیمہ ۱ اقبال کی بیاضیں
ضمیمہ ۲ اقبال کی تصانیف
حاشیے
کتابیں

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

باب ۱

ستاروں سے آگے

[جنوری ۱۹۳۱ء سے یورپ کے لیے روانگی تک]

☆

علامہ اقبال بدستور پنجاب یونیورسٹی کے فیلو تھے۔ ۱۹۱۰ء میں نامزد ہوئے تھے۔ پھر تجدید ہوتی رہی۔ آخری دفعہ پچھلے ہی برس ۱۶ مارچ کو آیندہ تین برس کے لیے پھر نامزد ہوئے تھے۔ اُس برس نومبر تک باقاعدگی سے میٹنگوں میں شریک ہوتے رہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ اب سینٹ کی کاروائیوں سے مطمئن نہیں تھے۔ بہرحال ۱۹۳۱ء یا اس کے بعد کبھی پنجاب یونیورسٹی کی سینٹ کی کسی میٹنگ میں ان کی شمولیت کے شواہد موجود نہیں۔

یونیورسٹی اُن قواعد کی پابند تھی جو انڈین یونیورسٹی ایکٹ ۱۹۰۴ء کے تحت لارڈ کرزن کے زمانے میں طے پائے تھے۔ ان کے مطابق فیلو تین برس کے لیے مقرر ہوتے تھے مگر کانووکیشن کے علاوہ کسی دوسری باقاعدہ میٹنگ میں شرکت نہ کرنے کی صورت میں چانسلر کے حکم پر ہٹائے جا سکتے تھے۔ ''علامہ اقبال ۱۹۳۰ء میں دوبارہ فیلو نامزد ہوئے تھے،'' ایک محقق نے بعد میں لکھا۔ ''۱۹۳۳ء تک وہ فیلو تو رہے ہوں گے مگر... ۱۹۳۱ء سے ان کی سینٹ کے اجلاسوں میں شمولیت کا سراغ نہیں ملتا۔ اس لیے اس سن کے بعد ان کا یونیورسٹی سے فیلوشپ کا تعلق ختم ہی سمجھنا چاہئیے۔''

ڈاکٹر ملک حسن اختر (۱۹۸۸)، ص ۸۸-۸۷

☆

۱۸ جنوری کو انجمن حمایت اسلام کی جنرل کونسل کا اجلاس ہوا۔ خان بہادر شیخ امیر علی صدارت کر رہے تھے۔ علامہ اقبال پھر جنرل کونسل کے رُکن منتخب کیے گئے۔

محمد حنیف شاہد (۱۹۷۶)، ص ۱۸۱۔ ان کا ماخذ انجمن کی قلمی روداد ہے۔

سر اکبر حیدری انگلستان سے واپس آنے والے تھے۔ پچھلے برس ۷ ستمبر کو حضور نظام سے عطیہ لینے کے لیے وفد بھیجنے کی جو تجویز منظور ہوئی تھی اُس کے مطابق دوبارہ وفد مقرر ہوا۔ علامہ اقبال کا نام شامل تھا۔

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

محمد حنیف شاہد (۱۹۷۶)، ص ۱۸۱۔ ان کا ماخذ انجمن کی قلمی روداد ہے۔

☆

اس برس علامہ اقبال پنجاب یونیورسٹی کے لیے جو پرچے جانچنے والے تھے وہ یہ تھے:

بی اے آنرز	جنرل فلاسفی دوسرا پرچہ
ایم اے	فارسی دوسرا پرچہ
ایم اے	فارسی پانچواں پرچہ
ایم اے	فارسی چھٹا پرچہ
ایم اے	فلسفہ چوتھا پرچہ
ایم اے	فلسفہ چھٹا پرچہ
بی او ایل	فارسی پرچہ بی اور سی
ایم او ایل	فارسی پہلا پرچہ

ڈاکٹر ملک حسن اختر (۱۹۸۸)، ص ۱۳۳۔ ان کا ماخذ پنجاب گزٹ کی مختلف اشاعتیں ہیں۔

☆

ہارٹوگ کمیٹی (Hartog Committee) کی عبوری رپورٹ (Interim Report) شائع ہوئی۔ علامہ اقبال کی نگاہ میں اِس کی بعض تجاویز ہندوستان کی ملّتِ اسلامیہ کی مشکلات کے صحیح ادراک پر مبنی تھیں:

> There can be no doubt that if in provinces where the educational progress of the Muhammadan community is impeded by religious difficulties, such arrangements for religious instruction can be made as will induce that community to send its children to ordinary schools, the public system will gain both in economy and efficiency and much will be done to free the community from the handicap and the reproach of educational backwardness.
>
> We are fully aware that such arrangements are not easy to make and that in other countries they have given rise to

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

much controversy.... But in our opinion the time is ripe and more than ripe for a determined effort to devise practical plans (pp. 204-05).

...If therefore special arrangements inside the public system were made now, and possibly for some time to come, to enable the Muhammadan community to take its full share in the life and in the advance of the nation, this would not, in our opinion, be inconsistent either with sound democratic or sound educational principles. We wish we could say that no reservations are necessary and we should certainly wish that they should be as small as possible. As complications of an educational system they are undesirable in themselves, but since, in our belief they represent a necessary alternative to leaving the Muhammadan community in its present backward state, and leaving it to take the poor changes afforded by a system of segregate institutions, we have no hesitation in embracing that alternative as justifiable on broad grounds of national policy. (p.206)

سیاسی ہڑبونگ کے زمانے میں توقع نہیں تھی کہ حکومت اِس طرف توجہ دے سکے۔ علامہ کے خیال میں مسلمانوں کو خود اِن تجاویز پر عمل شروع کر دینا چاہیے تھا۔

خطبۂ صدارت آل انڈیا مسلم کانفرنس ۲۱ مارچ ۱۹۳۲ء Sherwani

☆

یوں معلوم ہوا جیسے ہندوستان کی زمین مسلمانوں پر تنگ کی جا رہی ہو۔ بنارس میں مسلمان قتل کیے گئے۔ آگرہ میں قتل ہوئے۔ پھر مرزاپور میں مسلمانوں کا خون بہایا گیا۔ اس کے بعد کانپور میں زبردست بلوہ ہوا۔ علامہ اقبال کے خیال میں یہ ایک وسیع ہندو سازش کی کڑیاں تھیں۔ ہندوستان کے مسلمانوں کو چیلنج تھا کہ وہ ایک ایک کر کے اس ملک سے نابود کر دیے جائیں گے اور کوئی ان کی امداد کرنے والا نہ ہوگا۔

علامہ اقبال کی اپیل مطبوعہ انقلاب، ۱۴ جولائی ۱۹۱۳ء بحوالہ گفتار اقبال

اس مرحلے پر یہ سوال ضرور پوچھا جا سکتا تھا کہ بعض مسلمان جو کانگریس کا ساتھ دیتے ہوئے اسلامی

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

قومیت کی بجائے ہندی قومیت کی حمایت کرتے تھے اور نیشنلسٹ کہلاتے تھے، کہیں اُس کی وجہ یہ تو نہیں تھی کہ وہ واقعی ہندوؤں سے خوفزدہ ہو کر سمجھنے لگے تھے کہ مسلم قوم کا اتحاد نہیں بلکہ صرف ہندوؤں کی خوشنودی ہی سلامتی کی ضمانت دے سکتی تھی؟

☆

۲ مئی تھی۔ لاہور میں موچی دروازے کے باہر باغ میں مسلمانوں کا جلسہ تھا۔ علامہ اقبال نے صدارت کرتے ہوئے کہا:

> یہ جلسہ متعدد جلسوں کے سلسلے کی پہلی کڑی ہے جو اس نازک زمانہ میں مسلمانوں کو بیدار کرنے کے بعد ان میں روح حیات پھونکنے کے لیے کیے جائیں گے تاکہ وہ سیاسیات کے میدان عمل میں اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکیں۔

تقریریں شروع ہوئیں۔ بعض مقرروں نے شکایت کی کہ مسلمانوں کے درمیان اتفاق موجود نہیں ہے۔ یہ بات خواہ ہمدردی میں کہی گئی ہو مگر علامہ کے اُس موقف کے خلاف تھی کہ ۱۹۲۹ء کی دہلی تجاویز جنہوں نے محمد علی جناح کے چودہ نکات کی صورت اختیار کی تھی، مسلمانوں کی متفقہ رائے کا درجہ رکھتی تھیں۔ آخر میں علامہ نے کہا:

> بعض تقریروں میں ظاہر کیا گیا ہے کہ مسلمانوں میں اتحاد نہیں۔ لیکن میرے خیال میں مذہب کے فروعی اختلافات تو کسی قدر موجود ہیں لیکن سیاسی اتحاد بہت حد تک موجود ہے۔ گاندھی جی نے مسلم کانفرنس دہلی کے متعلق کہا تھا کہ مسلمانوں کا مطالبہ متحدہ نہیں۔ لیکن وہ حق بجانب نہ تھے۔ میں اُس صحبت میں موجود تھا اور میں نے کہا تھا کہ ہندوؤں کا ایک طبقہ جداگانہ انتخاب مانگتا ہے، دوسرا مخلوط انتخاب کا حامی ہے اور تیسرا 'سوشل ڈیموکریسی' چاہتا ہے۔ جب ہندوؤں میں اس قدر اختلاف ہے تو مسلمانوں کے معمولی اختلاف پر ایک بہانہ بنا لینا اگر منافقت نہیں تو کیا ہے۔
>
> [جہاں تک مذہبی اختلاف کا تعلق ہے] یہ اختلاف نہیں بلکہ مذہب سے دلچسپی اور محبت رکھنے کا ثبوت ہے۔ سیاسیات کے متعلق مسلمانوں میں اتحاد ہے۔ آل

(c) 2014, Iqbal Academy, Pakistan (www.allamaiqbal.com)

انڈیا[مسلم] کانفرنس کی قرارداد اور لکھنؤ کانفرنس (جو دو ہفتوں کی پیدایش ہے) کی قرارداد کی تیرہ تیرہ دفعات ایک ہی ہیں۔ صرف چودھویں دفعہ میں اختلاف ہے۔ وہ [نیشنلسٹ مسلمان] مخلوط انتخاب کو بالغوں کے حق رائے دہی سے مشروط کرتے ہیں۔ مولانا ظفر علی خان دس سال کے لیے جداگانہ انتخاب کے حامی ہیں اور اس کے بعد بھی بالغوں کے حق رائے دہی کی شرط لگاتے ہیں اور زمیندار کی اشاعت دیروزہ میں لکھتے ہیں کہ بالغوں کا حق رائے دہی ابھی ممکن ہی نہیں۔ جداگانہ انتخاب سے پہلے مخلوط انتخاب کا کافی تجربہ ہو چکا ہے۔ سر علی امام، جو لکھنؤ کانفرنس کے صدر تھے، اس تجربے کی بنا پر اس وفد میں لارڈ منٹو کے پاس گئے تھے، جس نے مسلمانوں کی حالت زار کا حوالہ دے کر جداگانہ انتخاب کا مطالبہ کیا تھا۔ چنانچہ لارڈ منٹو ان کے دلائل سے متاثر ہو کر جداگانہ انتخاب نافذ کرنے پر تیار ہو گئے۔

پہلے معلوم کرنا چاہیے کہ قوم پرستی کا مفہوم کیا ہے۔ نیشنلزم کا جو تجربہ یورپ میں ہوا اس کا نتیجہ بے دینی اور لامذہبی کے سوا کچھ نہیں نکلا۔ وہی ہندوستان میں ہو رہا ہے۔ رسول عربی صلعم کا وہ حکم موجود ہے جس میں فرمایا گیا تھا کہ آج میں نسل، ذات پات اور برادری کے تمام امتیازات کو پاؤں کے نیچے کچلتا ہوں۔ تم سب مسلمان ہو اور یہی تمھارا صحیح نام ہے۔ ہندوستان میں جس قدر اقوام ہیں، سب چاہتی ہیں کہ ان کی خصوصیات باقی رہیں، اس لیے مسلمان بھی یہی چاہتے ہیں۔ مسلمان دوسروں پر حکومت نہیں چاہتے اور نہ یہ چاہتے ہیں، دوسرے ان پر حکمران ہوں اور وہ ان کے غلام بنے رہیں۔ مسلمان نوجوانوں کو چاہیے کہ سب سے زیادہ قربانی کرنے کو تیار رہیں۔

جلسے میں نعرۂ تکبیر گونجے۔ اس کے بعد علامہ نے کہا:

میں مسلمان نوجوانوں سے کہتا ہوں کہ قومیت کا صحیح تخیل معلوم کریں۔ ہندوؤں کو بھی معلوم ہونا چاہیے کہ یورپ کا تخیل آزادی اور مذہبیت ہے۔ مسلم نوجوانوں کو چاہیے کہ منظم ہو جائیں اور یہ کوششیں اس لیے ہیں کہ آپ گونڈ اور بھیل بن جائیں۔ ابھی آپ

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

کو ایک شدید جنگ میں قربانیاں کرنی ہیں اور وہ سرمایہ داری کی لعنت کے خلاف جنگ ہے۔ اس لیے آپ کو چاہیے کہ اس کے لیے بھی ہر قسم کی قربانی کرنے کو تیار رہیں۔ اگر کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ کوئی دوسری قوم یا انگریز اس کی دستگیری کرے گا تو وہ بد بخت ہے۔ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جاؤ ورنہ تمھیں کوئی حق نہیں کہ زندہ رہو۔

گفتار اقبال بحوالہ انقلاب: ۵/مئی ۱۹۳۱ء

☆

بھوپال کے فرمانروا نواب حمیداللہ اُسی بیگم صاحبہ بھوپال کے جانشین تھے جنھوں نے علامہ شبلی نعمانی کی سیرت النبیؐ کے لیے وظیفہ جاری کیا تھا، علامہ اقبال کی 'اسرارِ خودی' کی حمایت پندرہ برس پہلے اُس وقت کی تھی جب ہندوستان کے اہلِ علم و عرفان نے اس کے خلاف محاذ بنایا ہوا تھا اور جو قومی محبت کی تحریک میں علیگڑھ کی ہمنوا رہی تھیں۔ اب نواب بھوپال نے جداگانہ انتخاب اور مخلوط انتخاب کی حمایت کرنے والے مسلمان رہنماؤں کے درمیان اتحاد پیدا کرنے کے لیے کانفرنس منعقد کی۔ علامہ اقبال بھی بھوپال گئے۔

۱۰ مئی کو کانفرنس ہوئی۔ علامہ اقبال، میاں سر محمد شفیع، نواب اسماعیل اور مولانا شوکت علی دہلی تجاویز کے حامی تھے جو محمد علی جناح کے چودہ نکات کی صورت میں ہندوستان کے مسلمانوں کی متفقہ رائے کی حیثیت اختیار کر چکی تھیں۔ ڈاکٹر انصاری اور تصدق احمد خاں شروانی نیشنلسٹ سوچ کی عکاسی کر رہے تھے۔ ''جب واقعات کا سامنا ہوا تو ہمیں معلوم ہوا کہ دونوں فریقوں میں تھوڑا اختلاف رائے ہے،'' علامہ کا بیان ہے۔ انہیں اُمید تھی کہ جس انداز میں یہ کام شروع ہوا ہے، شاید یہ اختلاف بھی جاتا رہے۔ طے پایا کہ اب اپنی اپنی جماعتوں کی مجلس عاملہ سے رجوع کیا جائے۔ یکم جون کو پھر ملاقات ہو۔

۱۳ مئی کو علامہ اقبال اور نواب محمد اسماعیل خاں کا بیان بحوالہ گفتار اقبال

بیان

ہم ۱۰ رمئی کو بھوپال میں ایک غیر رسمی جلسہ میں جمع ہوئے تاکہ ان اختلافات کو مٹائیں جن کی بنا پر مسلمان اس وقت دو سیاسی طبقوں میں تقسیم ہو رہے ہیں۔ ہمارا مقصد ہندو مسلم سوال کے حل کرنے میں آسانیاں پیدا کرنا

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

تھا۔ ہماری متفقہ رائے ہے کہ اس منزل پر بحث وتمحیص کی تفصیلات شائع کرنا مفادِ عامہ کے لیے اچھا نہیں ہوگا۔ ہم خوشی سے بیان کرتے ہیں کہ طرفین کے درمیان انتہائی خوشگوار اور دوستانہ جذبات میں گفتگو ہوتی رہی۔ دورانِ گفتگو یہ امر عیاں تھا کہ حاضرین میں سے ہر ایک کی یہی آرزو اور خواہش ہے کہ ایسے فیصلے پر پہنچ جائیں جو مسلمانوں کے اتحاد کا ذریعہ بن جائے اور انھیں اس قابل بنا دے کہ وہ متحد ہو کر ملک کی سیاسی ترقی اور نشوو ارتقا میں حصہ لے سکیں۔ جون کا پہلا ہفتہ گفت وشنید کی تجدید کے لیے مقرر کیا گیا ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ اس وقت آخری اور تسلی بخش فیصلہ ہو جائے گا۔

ڈاکٹر سر محمد اقبال

میاں سر محمد شفیع

مولانا شوکت علی

تصدق احمد خاں شروانی

گفتار اقبال بحوالہ انقلاب: ۱۵/مئی ۱۹۳۱ء

☆

اخبارات میں شائع ہوا کہ بھوپال کانفرنس میں علامہ اقبال، نواب اسماعیل، مولانا شوکت علی اور میاں سر محمد شفیع جداگانہ انتخابات کے حامی رہے اور ڈاکٹر انصاری اور تصدق احمد خاں شروانی مخلوط انتخابات کی حمایت میں ڈٹے رہے۔

۱۳ مئی کو نواب محمد اسماعیل خاں کے ساتھ واپس آتے ہوئے دہلی کے ریلوے اسٹیشن پر اسٹیٹسمین کے نمایندے سے ملاقات میں علامہ اور نواب صاحب نے وضاحت کی کہ یہ خبر درست نہیں۔

گفتار اقبال بحوالہ انقلاب: ۱۷/مئی ۱۹۳۱ء

اُس روز لاہور کے نواح میں مغل پورہ انجینئرنگ کالج کے مسلمان طلبہ کو کوئی مسئلہ درپیش تھا۔ پرنسپل کیپٹن وٹیکر سے ملاقات کی۔ اُس نے کہا کہ وہ مسلمان قوم کا مخالف ہے اور اُن سے لڑنے کو تیار ہے۔

گفتار اقبال

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

☆

شملہ سے ایسوسی ایٹڈ پریس نے بھوپال کانفرنس کے متعلق اطلاع اخبارات کو فراہم کی۔ ڈاکٹر انصاری اور شعیب قریشی شملہ پہنچتے ہی گاندھی جی کے مکان پر گئے تھے۔ ان سے کہا تھا کہ بھوپال کانفرنس میں شامل ہونے والوں نے ایک عارضی میثاق مترتب کرلیا جس میں جداگانہ اور مخلوط انتخاب والوں کا مزاج پایا جاتا ہے۔ تقریباً دس برس نافذ رہے گا۔ اُس کے بعد ہر جگہ مخلوط انتخاب جاری کر دیا جائے گا۔

۱۵ مئی کو علامہ نے غالباً لاہور سے تردیدی بیان جاری کیا:

> ...چونکہ میں بھی مدعو تھا، اس لیے میں یہ ظاہر کر دینا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اگر ڈاکٹر انصاری اور مسٹر شعیب نے بھوپال کانفرنس کے غیر مباحث کو بمنزلہ عارضی میثاق پیش کیا ہے تو انھوں نے یقیناً نہ صرف ان لوگوں کے ساتھ، جن کے ساتھ انھوں نے گفت وشنید کی بلکہ تمام مسلم قوم کے ساتھ برائی کی۔ میں اسے کامل طور پر واضح کرنا چاہتا ہوں کہ عارضی میثاق کی قسم کی کوئی چیز حاضرین جلسہ کے خیال میں بھی نہیں آئی تھی۔ اس جلسہ میں اس سے زیادہ کوئی کارروائی نہیں ہوئی کہ نام نہاد مسلم نیشنلسٹوں کو انتخابات کے متعلق آل انڈیا مسلم کانفرنس کے فیصلوں کے قریب تر لانے کے لیے بعض تجاویز پیش کی گئیں تاکہ یہ لوگ پھر کامل مسلم قوم میں شامل ہونے کے قابل ہوسکیں، جس نے جداگانہ انتخاب کے بدستور بحال رکھنے کا ایسا فیصلہ صادر کیا ہے جس میں کسی قسم کے مغالطہ کی گنجایش باقی نہیں رہتی۔ اس جلسے میں ان تجاویز پر عمداً کوئی بحث نہیں کی گئی کیونکہ فیصلہ ہوچکا تھا کہ ان تجاویز کے رد یا قبول کرنے کے لیے مختلف مسلم سیاسی جماعتوں کی مجالس عاملہ کے روبرو انھیں پیش کیا جائے۔ ایسی تجاویز کو گاندھی جی کے پاس بھاگے بھاگے لے جانے، جن پر کسی قسم کی بحث بھی نہیں ہوئی اور انھیں عارضی میثاق کے نام سے تعبیر کرنے سے شبہ پیدا ہوتا ہے کہ بھوپال کانفرنس کو پروپیگنڈے کے طور پر استعمال کیا جارہا ہے۔ اگر اس کی کوئی حقیقت ہے تو مجھے کامل یقین ہے کہ بھوپال یا شملہ میں دوسرا جلسہ کرنا نہ صرف مفید نہ ہوگا بلکہ لازمی طور پر مسلمانانِ ہند کے

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

مفاد کے لیے ضرر رساں ہوگا۔

گفتار اقبال بحوالہ انقلاب: ۱۷/مئی ۱۹۳۱ء۔

یوں بھوپال کانفرنس کا آیندہ اجلاس منسوخ ہوا جو یکم جون کو ہونا تھا۔ اِس بیان میں سب سے اہم نکتہ یہ تھا کہ علامہ کے خیال میں مسلمانوں کے متفقہ فیصلے سے اختلاف رکھنے والے ''کامل مسلمان قوم'' میں شامل نہ تھے۔ آیندہ چند برسوں کے مختلف بیانات سے بتدریج واضح ہونے والا تھا کہ اسلام کا دعویٰ کرنے والوں میں کم سے کم تین گروہ اِس اصول کی رُو سے ''کامل مسلمان قوم'' میں شامل نہ تھے بلکہ اتحاد میں رخنہ پیدا کرنے کے ذمہ دار تھے:

۱ نیشنلسٹ مسلمان یعنی جو مسلم قومیت کی بجائے ہندی قومیت کو ٹھوس حقیقت جانتے تھے

۲ احمدی یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار

۳ بعض اصلاحی تحریکیں جو بظاہر شریعت پر زیادہ شدت کے ساتھ عمل کی دعوت دیتی تھیں

علامہ نے انہیں کھل کر منافق نہیں کہا مگر اس موضوع پر علامہ کی تمام تحریروں کو سامنے رکھ کر یہ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ اُن کے ذہن میں یہ تینوں گروہ سورۂ بقرہ کی اِن آیات کا مصداق تھے، ''جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم اُس طرح ایمان کیوں نہیں لاتے جیسے دوسرے لائے ہیں تو کہتے ہیں کیا ہم جاہلوں میں سے ہو جائیں۔'' مسلمانوں کے اتحاد میں رخنہ پیدا کرنا خواہ اُس کے لیے مذہبی تقدس ہی کی آڑ کیوں نہ لی جائے بہرحال نفاق کی ایک صورت سمجھا جا سکتا تھا۔

جیسا کہ متن میں ظاہر کیا گیا ہے، یہ میرا قیاس ہے۔ اگر کسی قاری کو اتفاق نہ ہو تو وہ اِسے میری ذاتی رائے سمجھ سکتا ہے۔ اس قیاس یا رائے کا انحصار علامہ اقبال کی جن تحریروں پر ہے اُن میں بالخصوص 'اسلام اور احمدیت' اور 'اسلام اور علاقائی قومیت' شامل ہیں۔

☆

The Emergence of Life - Being a Treatise of Mathematical Philosophy and Symbolic Logic by Which New Theory of Space and Time is Evolved.

John Butler Burke

[Excerpt]

Whether indeed such an apparently fantastic notion, at any

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

rate, to the scientific mind, as to the resurrection of the body, the most wonderful and I should say, almost incredible mystery of theological teaching, one of the most outstanding tenets of the Christian faith insisted upon by St. Paul and firmly held even to this day by some of the most earnest and devout scholars of our time, would ever admit of a scientific explanation, seems to me in the light of this consideration to be not altogether eliminated from the class of possible and rational reliefs. Absurd as it may seem, to take an extreme case, as that tile atoms that compose the body of a person who had been shattered to smithereens by an explosion in the trenches, would by any possibility ever recombine, except what would truly be called a miracle, there is nothing in the light of these reflections, to hinder the monads from adopting the right "time and tune" that would enable it once more to respond to one and all of tile monads that had served as the chamber of its material environment.

یہ کتاب علامہ اقبال کے مجموعۂ کتب میں شامل ہے۔ انہوں نے اپنے مضمون 'Corporeal Resurrection' مطبوعہ ستمبر ۱۹۳۲ء میں یہ اقتباس پیش کیے۔ Sherwani

اِس طرح مصنف نے دکھایا تھا کہ حیات بعدُ الموت کا عقیدہ بالکل ہی خلافِ عقل نہیں ہے۔ عیسائیت میں اس عقیدے کی بنیاد وہ تاریخی روایت تھی جس کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام مصلوب ہونے کے بعد قبر سے اُٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ مصنف کے ذہن میں یہی روایت رہی ہوگی لیکن قرآن کی روشنی میں دیکھا جاتا تو بات ایک مرحلہ مزید آگے بڑھ سکتی تھی۔

قرآن انسانوں کو کسی تاریخی روایت کی بنیاد پر نہیں بلکہ روزمرہ مشاہدے کی روشنی میں حیات بعدُ الموت کی حقیقت پر غور کرنے اور اُس پر ایمان لانے کی دعوت دیتا تھا۔ مرنے کے بعد پیدا ہونا کسی گزرے ہوئے زمانے کی واپسی نہیں تھا جیسا کہ نیٹشے وغیرہ کے فلسفے میں تھا اور نہ ہی یہ جنموں کا چکّر تھا جیسا کہ ہندومت کی بعض تشریحات میں پیش کیا جاتا تھا۔ قرآن کے مطابق زندگی مسلسل آگے بڑھ رہی تھی۔ مرنے کے بعد دوبارہ پیدا ہونا انسان کے لیے زندگی کے نچلے درجے اور بلند درجات تک پہنچنے کا ذریعہ تھا۔

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

یہ خیالات اقبال کے ہیں جو اُن کے مضمون 'Corporeal Resurrection' میں اس کتاب کے مندرجہ بالا اقتباس پر تبصرے سے اخذ کیے گئے ہیں۔ مضمون ستمبر ۱۹۳۲ء میں شائع ہوا۔ Sherwani

☆

حضور

[ترجمہ]

گو کہ جنت اسی کی ایک تجلی ہے مگر روح دوست کو دیکھے بغیر چین نہیں پاتی۔
ہم اپنی اصل سے غافل اور دور ہیں۔ طائر ہیں اور آشیانہ گم کر بیٹھے ہیں
علم کی فطرت میں اگر ٹیڑھ ہے اور سرشت میں بدی تو وہ سب سے بڑی آڑ ہے ہماری آنکھ کے آگے
علم کا مقصود اگر نگاہ ہے تو وہ راستا بھی بن جاتا ہے اور راہبر بھی
وہ تمہارے سامنے وجود کا خول رکھ دیتا ہے تا کہ تم پوچھو کہ کیا ہے اس دکھلاؤ کا بھید!
اس طرح وہ راستے کو ہموار کر دیتا ہے، اس طرح وہ شوق بیدار کر دیتا ہے
وہ تمہیں درد و داغ اور تاب و تب بخشتا ہے۔ آدھی راتوں کو اٹھ کر رونا عطا کرتا ہے۔
علم رنگا رنگ ظہور کے اس جہان کی حقیقت کھولتا ہے، دیدہ و دل اس سے پرورش پاتے ہیں
تمہیں جذب و شوق کے مقام پر لاتا ہے، پھر جبریل کی طرح چھوڑ کر پیچھے ہٹ جاتا ہے
عشق کب کسی کو خلوت میں لے جاتا ہے، وہ تو اپنی آنکھ سے بھی غیرت کھاتا ہے
اس کی ابتدا رفیق بھی ہے اور طریق بھی۔ اس کی انتہا؟ ہمراہی کے بغیر راہ چلنا!

میں اس سب حور و قصور سے درگزرا اور روح کی کشتی نور کے سمندر میں جھونک دی
میں جمال کی دید میں غرق تھا، ہر پل منقلب مگر اٹل
میں کائنات کے باطن میں محو ہو گیا تھا، مجھے زندگی رباب کی طرح دکھائی دی

وہ جس کا ہر تار ایک نیا رباب تھا، اس کا ہر نغمہ دوسرے سے زیادہ لہو برسانے والا تھا
ہم سب آگ اور نور کا ایک خاندان ہیں: آدم، سورج، چاند، جبریل اور حور
روح کے آگے آئینہ سا لٹکا دیا گیا۔ حیرت کو یقین کے ساتھ گوندھ دیا گیا
آج کی صبح جس کا نور ظاہر ہے۔ اس کے حضور میں حاضر ہیں ماضی اور مستقبل
حق اپنے سب اسرار سمیت ظاہر میری آنکھ سے خود کو دیکھ رہا ہے
اس کی دید ایک چڑھاؤ ہے بے اتار، اس کی دید تن کی قبر سے اٹھ کھڑا ہونا ہے
بندہ اور مولا دونوں ایک دوسرے کی گھات میں ہیں، دونوں ذوقِ نظر کے ہاتھوں بے تاب ہیں
زندگی جہاں بھی ہو، جستجو ہے۔ یہ نکتہ حل نہیں ہوا کہ شکار میں ہوں کہ وہ!

عشق نے روح کو لذتِ دیدار بخشی، میری زبان کو جرأتِ گفتار عطا کی:
"اے کہ دونوں جہان آپ کی بدولت روشنی اور نظر والے، اک ذرا اس خاکداں کو دیکھیے!
جو بندۂ آزاد کو سازگار نہیں اس کے سنبل سے کانٹے کی نوک پھوٹتی ہے
حاکم عیش و طرب میں ڈوبے رہتے ہیں اور محکوم گھڑیاں گن گن کر کاٹتے ہیں
آپ کی دنیا ملوکیت کے ہاتھوں تباہ، سورج کی آستین میں کالی رات چھپی ہے
فرنگیوں کی دانش محض غارتگری ہے۔ کفر کے کتنے ہی اڈے حیدرِ کرارؓ کی غیر موجودگی میں خیبر کے قلعے بن گئے
وہ جو کلمہ گو ہے، بے یار و مددگار ہے، اس کا فکر مرکز سے محروم ہو کر ڈانواڈول اور بے مہار ہے
چار موتیں اس سخت جان کے درپے ہیں: سود خور، حکمراں، مُلّا اور پیر۔
ایسی دنیا آپ کو کب زیب دیتی ہے! اس کی تخلیق ایک دھبہ ہے جو آپ کے دامن پر پڑا ہے۔"

ندائے جمال

حق کے قلم نے خیر اور شر کی عبارتوں میں سے جو ہمارے لیے بہتر تھا، لکھ دیا
اے جوانمرد! تمہیں کیا پتہ ہے کہ موجود ہونے کا کیا مطلب ہے؟ ذاتِ حق کے جمال سے بہرہ یاب

(c) 2014. Iqbal Academy, Pakistan (www.allamaiqbal.com)

ہونا!

تخلیق؟ کسی دلبر کی تلاش! خود کو دوسرے پر کھول دینا!

کائنات کے یہ سارے ہنگامے ہمارے جمال کے بغیر وجود میں نہ آتے

زندگی، فانی بھی ہے اور دائمی بھی۔ یہ ساری کی ساری تخلیقی قوت ہے اور عشق

تم زندہ ہو؟ عشق بنو، تخلیقی قوت کا مسلسل اظہار کرنے والے بنو۔ ہماری طرح آفاق پر کمند ڈالنے والے ہو جاؤ۔

اسے ختم کر دو جو تمہارے ڈھب کا نہیں۔ اپنے باطن سے دوسرا عالم ایجاد کرو۔

بندۂ آزاد کے لیے بوجھ ہے دوسروں کی دنیا میں جینا

ہر وہ شخص جو تخلیق کی قوت نہیں رکھتا ہماری نظر میں بس کافر و زندیق ہے

اُس نے ہمارے جمال سے اپنا حصہ نہ لیا، شجرِ حیات کا پھل نہ پایا

اے مردِ حق! تلوار کی طرح کاٹ دار بنو۔ اپنی دنیا کی آپ تقدیر ہو جاؤ۔

زندہ رود

اس دکھاوے کی دنیا کا چلن کیا ہے، یہی نا کہ جو پانی ندی سے چھلک گیا، واپس نہیں آتا

زندگی کو تکرار کا دماغ نہیں، اس کی فطرت دہراؤ سے مانوس نہیں

آسمان تلے اس کے لیے ناروا ہے پلٹ آنا۔ جب کوئی قوم گر گئی تو پھر اٹھی نہیں

جب کوئی ملت مردہ ہو گئی تو پھر قبر سے نہیں اٹھتی، اس کے پاس چارہ ہی کیا ہے سوائے قبر اور صبر کے

ندائے جمال

زندگانی محض سانس کی آمد و شد نہیں، اس کی اصل تو بس خدا ہے جو حی و قیوم ہے

اس کے ساتھ روح کی نزدیکی جس نے کہا: 'میں تو تیرے قریب ہوں' ہمیشہ کی زندگی سے بہرہ یاب ہونا ہے

فرد توحید کی بدولت لاہوتی ہو جاتا ہے۔ ملت توحید کی برکت سے جبروتی ہو جاتی ہے

بایزیدؒ، شبلیؒ اور ابوذرؓ اسی توحید کے نتیجے میں پیدا ہوئے ہیں۔ امتوں کو طغرل اور سنجر اسی کی دین ہیں

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

تجلی کے بغیر آدم کو ثبات نہیں، ہماری جلوہ فرمائی فرد و ملت کی زندگی ہے
دونوں توحید سے کمال پکڑتے ہیں۔ زندگی اس کے لیے جلال ہے، اس کے لیے جمال
یہ سلیمان کا رنگ ہے اور وہ سلمانؓ کا: وہ سراپا فقر ہے اور یہ سلطانی
وہ توحید کا مشاہدہ کرتا ہے، یہ خود توحید بن جاتا ہے۔ دنیا میں سنگت اُس کی پکڑو، جینا اس کے ساتھ رکھو۔

اے کلمہ گو! ملت کیا ہے؟ ہزاروں آنکھوں کے ساتھ اک نگاہ رہنا
اہلِ حق کی حجت اور دعویٰ ایک ہوتا ہے: "ہمارے خیمے الگ ہیں مگر دل ایک ہیں۔"

(عربی کہاوت)

ذرے یک نگاہی سے سورج! یک نگاہ بن جاؤ تا کہ حق آشکار ہو جائے
یک نگاہی کو حقارت سے مت دیکھو۔ یہ توحید کی تجلیات میں سے ہے
جب کوئی ملت توحید میں غرق ہو جاتی ہے تو اُسے قوت اور غلبہ میسر آ جاتا ہے
روحِ ملت کا وجود انجمن سے ہے۔ روحِ ملت بدن کی محتاج نہیں
کیونکہ اس کے وجود کی نمود صحبت سے ہے لہٰذا جب صحبت کا شیرازہ بکھرا، وہ فنا ہو گئی
تم مردہ ہو؟ یک نگاہی سے زندہ ہو جاؤ۔ بے مرکزی چھوڑ دو اور پائندہ ہو جاؤ۔
فکر و عمل کی وحدت پیدا کرو تا کہ دنیا میں تمہارے نام کا سکّہ چلنے لگے۔

زندہ رود

میں کون ہوں؟ آپ کون ہیں؟ کائنات کہاں ہے؟ ہمارے اور آپ کے بیچ دوری کیوں ہے؟
میں کس لیے تقدیر کے پھندے میں جکڑا ہوا ہوں؟ بتائیے! آپ کو فنا نہیں، میں کیوں مرجاتا ہوں؟ بتائیے۔

ندائے جمال

تم چہار سمتی دنیا میں رہتے ہو۔ جو کوئی اس میں کھپ جاتا ہے؟ اسی میں مر جاتا ہے
تم زندگی چاہتے ہو تو خودی کو آگے لاؤ۔ مشرق و مغرب کو اپنے اندر گم کر لو۔

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

پھر تم دیکھو گے کہ میں کون ہوں اور تم کون ہو۔ تم دنیا میں کیسے مرے اور کیسے جیے۔

زندہ رود

اس نادان کی التجا سن لیجیے۔ تقدیر کے چہرے پر سے پردہ اٹھا دیجیے۔
میں نے روس اور جرمنی کا انقلاب دیکھا ہے، مسلمان کی روح میں برپا ہلچل مشاہدہ کی ہے
مغرب و مشرق کی تدبیریں دیکھ چکا ہوں، آپ اب مجھ پر اُن کی تقدیریں کھول دیجیے!

تجلی جلال کا نزول

اچانک میں نے اپنی دنیا کو دیکھا، اپنے اس زمین و آسمان کو!
میں نے اسے شفق رنگ نور میں ڈوبا دیکھا، عناب کی طرح سرخ پایا
ان تجلیات سے جو سرایت کر گئی تھیں میری روح میں، میں کلیم اللہؑ کی طرح گر پڑا جلوہ مست ہو کر
اس کے نور نے ہر چھپے ہوئے کو ظاہر کر دیا۔ میری زبان سے بولنے کی سکت اچک لی
غیر مادی اور لطیف عالم کے باطن سے بلند ہوئی ایک نوائے سوزناک:

مشرق سے گزر جاؤ اور مغرب سے مسحور نہ ہو کہ یہ سارا پرانا اور نیا جَو برابر مول بھی نہیں رکھتا۔
وہ نگیں جو تم نے شیطانوں کے ہاتھ ہار دیا ہے، جبریل امیں کے پاس بھی نہیں رکھوایا جا سکتا
زندگی انجمن سجاتی ہے اور خود پر آنکھ جمائے رکھتی ہے۔ اے کہ تم قافلے میں شامل ہو، سب سے جدا رہو، سب کے ساتھ چلو!
تم نورانی سورج سے زیادہ روشن بنائے گئے ہو۔ اس طرح جیو کہ ذرے ذرے میں روشنی پہنچا دو۔
گھاس کی پتی کی طرح کہ ہوا کے راستے میں آ پڑی تھی، سکندر اور دارا اور قباد اور خسرو سب اڑ گئے
ہماری تنگ ظرفی سے میکدہ بدنام ہو گیا۔ ایک پیالہ لو، ہوش کے ساتھ پیو اور رخصت ہو جاؤ۔

ترجمہ احمد جاوید سے لیا گیا ہے بعض تبدیلیوں کے ساتھ

☆

مغل پورہ کے میکلیگن انجینیئرنگ کالج کے پرنسپل کیپٹن وٹیکر نے مسلمانوں کے خلاف جو باتیں کی تھیں

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

اُن سے دل برداشتہ ہو کر ۵۹ طلبہ کالج چھوڑنے پر تیار ہو گئے تھے۔ بعض اخباروں کے دفاتر میں گئے۔ علامہ اقبال کے پاس بھی آئے۔

''مغل پور کالج ایک پروفیشنل کالج ہے،'' علامہ کا خیال تھا۔ ''اس میں داخل ہونے سے مسلمانوں کے بہت سے مفاد وابستہ ہیں۔'' حکومت نے تحقیقات کے لیے جو کمیٹی مقرر کی تھی اُس کے ارکان مسلمانوں کے نزدیک بھروسے کے قابل نہیں تھے۔ اسلامی انجمنوں اور اخباروں نے کمیٹی کے بائیکاٹ کے لیے آوازیں بلند کیں۔

علامہ اقبال کی تقریر ۳ جولائی ۱۹۳۱ء بحوالہ گفتار اقبال

۳ جون کو موچی دروازے کے باہر باغ میں جلسہ ہوا۔ صدارت کرتے ہوئے علامہ اقبال نے اُسی نکتے پر زور دیا جو کچھ عرصے سے اُن کی سیاست کا محور بنا ہوا تھا:

> برادرانِ اسلام! گذشتہ چالیس پچاس سال سے مسلمانوں کے متعلق ہندوستان میں جس قسم کے خیالات ظاہر کیے جا رہے ہیں، ان میں مسلمانوں کے لیے عبرت و بصیرت کا ایک مستقل سرمایہ موجود ہے۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ ان واقعات کا پیغام سمجھیں۔ چونکہ مسلمان منتشر ہیں اس لیے یہاں کی ہر قوم مسلمانوں سے عناد رکھتی ہے۔ یہ صورتِ حال قابلِ افسوس ہے... تم آج تک اپنی مصیبت کے علاج کے لیے ہزاروں تدبیریں کر چکے ہو، اب ایک تدبیر محمد عربی صلعم کی بھی آزماؤ۔ حضور صلعم فرماتے ہیں 'اتحاد اُمتی حجة قاطعة'۔ ایک دفعہ اتحاد کر کے دیکھو اگر چہ اب تک کی تمام تدابیر ناکام ثابت ہو چکی ہیں لیکن حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کا بتلایا ہوا یہ نسخۂ شفا کبھی ناکام نہیں ہوگا۔ اتحاد کامیابی کا سرچشمہ ہے اور حصولِ اتحاد کا راز 'و اعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعا' کی اطاعت میں مضمر ہے۔ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ 'لا الہ الا اللہ محمد رسول اللّٰہ' ہی وہ رسی ہے۔ اگر یہ دل میں اُتر جائے تو دونوں جہان کی کامیابیاں تمھارے قدموں میں ہیں ع
>
> لا الٰہ گوئی بگو از روئے جان
>
> تاز اندام تو آید بوئے جان

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

لا الہ از غیر حق نا آگہیست
اندرون درویشی و شاہنشاہیست
زیستن با سوز او قہاری است
لا الہ ضرب است وضرب کاری است

گفتار اقبال بحوالہ انقلاب: ۵جون ۱۹۳۱ء۔

یہ اشعار جاوید نامہ کے تتمہ 'خطاب بہ جاوید' سے تھے۔ ممکن ہے انہی دنوں لکھے جا رہے ہوں۔

☆

جاوید سے خطاب
نئی نسل سے ایک گفتگو

یہ باتوں کے گل بوٹے بنانا بے سود ہے۔ جو دل کی تھاہ میں چھپا ہوا ہے، باہر نہیں آتا

گرچہ میں نے سیکڑوں بھید کھول کر رکھ دیئے مگر میرے باطن میں ایک راز پوشیدہ ہے جو کتاب میں نہیں آ سکتا

اگر بیان کروں تو وہ اور الجھ جائے گا۔ تحریر و تقریر اُسے اور چھپا دیتی ہے

تم اس کی حرارت کو میری نگاہ سے حاصل کرو یا میری آہ صبحگاہی سے!

تمہیں پہلا سبق تمہاری ماں نے دیا۔ تمہاری کلی اس کی نسیم سے کھلی

اس کی ہوا سے تم نے بہار پکڑی۔ اے ہماری پونجی! تمہارا مول اسی کے دم سے ہے

تم نے اس سے ابدی دولت پائی، اس کے منہ سے لا الہ الا اللہ سیکھا

بیٹے! عین الیقین کا مزا مجھ سے حاصل کرو۔ لا الہٰ میں جلنا مجھ سے سیکھو۔

تم لا الہٰ کہنے والے ہو؟ دل کی لے پر کہو تا کہ تیرے روم روم سے روح پھوٹنے لگے

مہر و ماہ لا الہٰ کی حرارت سے گردش میں ہیں۔ میں نے یہ آنچ پہاڑ میں بھی دیکھی ہے اور گھاس کی سوکھی

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

پتی میں بھی

لا الہٰ کے یہ دو بول نری گفتار نہیں ہیں، لا الہٰ تو بس ایک تلوار ہے جس سے کہیں پناہ نہیں

اس کی حرارت کے ساتھ زندگی کرنا قہاری ہے، لا الہٰ ضرب ہے اور کاری ضرب ہے

مومن اور دوسروں کے آگے غلامی کا پٹکا باندھنا! مومن اور غداری، افلاس اور نفاق!

ایک دمڑی کے عوض اس نے دین وملت کو بیچ دیا، گھر کا اثاثہ بھی پھونک ڈالا اور گھر بھی۔

اس کی نماز میں کبھی توحید کا رنگ تھا مگر اب نہیں رہا۔ اس کے ماتھا ٹیکنے میں سرفرازی تھی مگر اب نہیں رہی۔

اس کے صوم وصلوٰۃ میں نور نہ رہا۔ اس کی کائنات میں کوئی چمک دمک نہ رہی۔

وہ کہ جس کا سب کچھ اللہ تھا اب مال کی محبت اور موت کا خوف اس کے لیے فتنہ بن گیا ہے

اس کی وہ مستی اور وہ ذوق وسرور رخصت ہو گیا۔ مسلمانی در کتاب ہے اور مسلمان در گور

اس نے دورِ حاضر کے ساتھ صحبت اختیار کی، دین کی بات دو پیغمبروں سے حاصل کی

وہ ایرانی تھا اور یہ ہندوستانی۔ اُس نے حج سے منہ پھیر لیا تھا اور اِس نے جہاد سے

جب جہاد اور حج واجب کی قبیل سے نہیں رہے تو نماز روزے کے جسم سے روح نکل گئی

جب نماز اور روزے بے روح ہو گئے تو فرد ایک سا نہ رہا اور قوم اتھل پتھل ہو کر رہ گئی

سینے قرآن کی حرارت سے خالی۔ ایسے آدمیوں سے کیا بھلائی کی امید!

مسلمان خودی سے بیگانہ ہو گیا۔ المدد اے خضر کہ پانی سر سے اونچا ہو گیا

وہ سجدہ جس سے زمین کانپ جاتی ہے، چاند اور سورج جس کے اشارے پر چلتے ہیں

اگر اس سجدے کی چھاپ پتھر پر پڑ جائے تو وہ دھواں بن کر ہوا میں اڑ جائے

آج وہ سجدہ محض ماتھا ٹیکنا بن کر رہ گیا ہے، اس میں بڑھاپے کی کمزوری کے سوا کچھ نہیں رہا

سبحان ربی الاعلیٰ کی وہ شان کہاں ہے۔ یہ اس کا گناہ ہے یا ہماری کوتاہی؟

ہر کوئی اپنے راستے پر اڑا چلا جا رہا ہے۔ ہماری اونٹنی بے مہار ہے اور واہی تباہی پھرنے والی

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

قرآن رکھنے والا اور ذوق طلب سے خالی! حیرت ہے پھر حیرت ہے

اگر خدا تمھیں آنکھ دے تو اس زمانے کو دیکھو جو ابھی آنے کو ہے

عقلیں بے باک اور دل پتھر۔ آنکھیں شرم وحیا سے عاری اور سامنے کی چیزوں میں گم

علم اور فن، دین اور سیاست، عقل اور دل جوڑا جوڑا کر کے پانی اور مٹی کے طواف میں مشغول

ایشیا، وہ سورج کی جنم بھومی بس دوسروں کو تکتا رہتا ہے اور اپنے آپ سے یکسر غافل

اس کا دل نت نئے احوال سے خالی، اس کی کل پونجی کو کوئی جَو برابر بھی نہیں آنکتا

اس دنیا میں اس کے دن رات ساکن، یخ بستہ اور حرکت کے ذوق سے خالی

ملاؤں کے جال میں آیا ہوا اور بادشاہوں کا شکار اس کے فکر وتخیل کا ہرن لنگڑا لولا

عقل، دین، دانش، ناموس اور غیرت سبھی فرنگی حاکموں کے شکار بند سے بندھے ہوئے

میں نے اس کے افکار وخیالات کی دنیا پر شبخون مارا اس کے اسرار کا پردہ چاک کر دیا

سینے بیچ دل لہو کر دیا تب کہیں جا کر اس کی دنیا کو بدلا

میں نے اپنے زمانے کے مزاج کے مطابق دو باتیں کہی ہیں: دو دریا دو کوزوں میں بند کر دیئے ہیں

پیچ در پیچ بیان اور نکیلا کلام تاکہ لوگوں کے عقل ودل شکار کروں

تہہ دار بات مغربی رنگ میں ہے [تلمیح بہ کتاب تشکیل جدید] اور دوسرا کلام چنگ کے تاروں سے نکلا ہوا

نالۂ مستانہ ہے

اس کی اصل ذکر سے نکلی ہے اور اس کی فکر سے۔ اے پسر! خدا کرے تو اس ذکر وفکر کا وارث ہو جائے

میں ندی ہوں، دو سمندروں سے پھوٹی ہوں۔ میری جدائی جدائی بھی ہے اور میرا وصل بھی

کیونکہ میرے دور کا مزاج بدل گیا ہے، میری خلاق طبیعت نے ایک اور ہنگامہ برپا کیا ہے

نوجوان پیاسے ہیں اور ان کا پیالہ خالی پڑا ہے۔ ان کے منہ پر نکھار ہے، دل میں اندھیرا اور دماغ میں

چمک

یہ بے بصیرت ہیں اور بے یقین اور ناامید۔ ان کی آنکھ نے دنیا میں کچھ نہیں دیکھا

لاخیرے، اپنے آپ سے منکر اور غیر پر ایمان رکھنے والے۔ گرجا بنانے والا ان کی مٹی سے اینٹیں ڈھالتا

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

ہے

روایتی مدرسہ اپنے مقصود سے بے خبر ہے۔ روح کی کشش تک اس کی پہنچ نہیں

اس نے روحوں پر سے فطرت کا نور دھوڈالا، اس کی شاخ سے ایک خوش رنگ پھول نہ پھوٹا

ہمارا معمار اینٹ کو ٹیڑھا کر کے رکھ رہا ہے۔ وہ شاہین بچے کو بطخ بننا سکھا رہا ہے

جب تک علم زندگی سے آنچ نہیں پکڑتا دل احوال کی لذت سے محروم رہتا ہے

علم تو بس تمہارے مقامات کی شرح ہے اور تمہاری پوشیدہ نشانیوں کی تفسیر

حس کی آگ میں جلنا چاہیے تاکہ تو اپنی چاندی کو تانبے سے الگ کر کے جان لے

حق کا علم پہلے حسی ہے اور آخر میں وجدانی اس کی انتہا شعور میں نہیں سماتی

تم اہل ہنر سے سیکڑوں کتابیں پڑھتے ہو، وہ درس بہت اچھا ہے جو تمہیں کسی نگاہ سے حاصل ہو

ہر شخص اس مے سے کہ نظر سے لنڈھائی جاتی ہے، کسی اور ہی ڈھب سے مست ہو جاتا ہے

صبح کی ہوا کے جھونکے سے چراغ گل ہو جاتا ہے اور اسی جھونکے سے گل لالہ کے پیالے میں شراب بھر جاتی ہے

کم کھانے، کم سونے اور کم بولنے والے بنو۔ پرکار کی طرح اپنے ہی گرد گھومنے والے بنو۔

ملا کے نزدیک خدا کا انکار کرنے والا کافر ہے، میرے نزدیک اپنا انکار کرنے والا زیادہ بڑا کافر ہے

وہ تو وجود مطلق کا انکار کر کے جلد باز ہو گیا۔ یہ جلد باز بھی ہے، ظالم بھی ہے اور جاہل بھی

اخلاص کے چلن کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ بادشاہ اور حاکم کے ڈر سے آزاد ہو جاؤ

غصہ ہو یا خوشی، انصاف کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ افلاس ہو یا تونگری، میانہ روی کا دامن مت چھوڑو

حکم دشوار ہے؟ بھاگنے کی راہ مت تلاش کرو۔ اپنے دل کے علاوہ کوئی قندیل مت ڈھونڈو

روح کی حفاظت بے حساب ذکر و فکر میں ہے۔ جسم کا بچاؤ جوانی میں نفس کو قابو میں رکھنے سے ہے۔

عروج و زوال کی اس دنیا میں حاکمیت جسم و جاں کی حفاظت کے بغیر ہاتھ نہیں آتی

چلنے اور چلتے رہنے کی لذت ہی سفر کا مقصود ہے۔ اگر تمہاری آنکھ آشیانے پر لگی ہے تو پر مت کھولو

چاند اس لیے گھومتا رہتا ہے کہ کہیں ٹک سکے۔ آدمی کے سفر میں پڑاؤ منع ہے

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

زندگی تو بس اڑان کی مستی ہے، ٹھکانا کرنا اس کی فطرت کو راس نہیں

کوے اور گدھ کا رزق قبر کی مٹی میں ہے۔ بازوں کا رزق چاند اور سورج کی اقلیم میں ہے

دین کی حقیقت! سچ بولنا، حلال کھانا، خلوت ہو یا جلوت، اس جمال حقیقی کے مشاہدے میں رہنا

دین کی راہ میں ہیرے کی طرح سخت بن کر جیو۔ اللہ سے لو لگاو اور مطمئن ہو کر زندگی گزارو

میں تمہیں دین کے بھیدوں میں سے ایک بھید بتاتا ہوں۔ سلطان مظفر کا ایک واقعہ تمہیں سناتا ہوں

اخلاص عمل میں یکتا، بایزیدؒ کے مرتبے کا ایک عظیم بادشاہ

اس کے پاس ایک گھوڑا تھا، بیٹوں کی طرح عزیز، جنگ میں اپنے مالک کی طرح ہر طرح کی سختی اٹھانے والا

عربی اصیلوں میں سے ایک سبزہ رنگ، وفادار، بے عیب اور نسل کا کھرا

اے دانا! مرد مومن کو پیارا کیا ہے سوائے قرآن، تلوار اور گھوڑے کے

میں اس اصیل کے گن کیا بتاؤں۔ پہاڑ کا پہاڑ مگر سطح آب پر ہوا کی طرح چلنے والا

جنگ کے دن نظر سے زیادہ چست اور تیز، پہاڑوں اور گھاٹیوں میں چکرانے والا ہیبت ناک جھکڑ

اس کی دوڑ میں جنگ کی ساری ہولناکیاں پوشیدہ۔ پتھر اس کی ٹاپ سے ریزہ ریزہ

ایک دن وہ انسان کی طرح عالی مرتبہ جانور پیٹ کے درد سے بے حال ہو گیا

ایک سلوتری نے شراب سے اس کا علاج کیا، بادشاہ کے گھوڑے کو توڑ مروڑ دینے والی تکلیف سے نجات دلا دی

حق پر نظر رکھنے والے بادشاہ نے اس اصیل گھوڑے کو پھر کبھی طلب نہ کیا۔ تقوے کی راہ! ہمارے راستے سے الگ ہے

اے تجھے اللہ قلب و نظر عطا فرمائے، ایک مرد مسلماں کی بندگی تو دیکھ!

دین تو سر سے پاؤں تک آتش طلب میں جلنے کا نام ہے۔ اس کی انتہا عشق ہے اور ابتدا ادب

پھول کی عزت اس کے رنگ و بو سے ہے، بے ادب رنگ و بو سے بھی محروم ہے اور آبرو سے بھی

جب کسی نوجوان کو ادب سے عاری دیکھتا ہوں، میرا دن، رات کی طرح تاریک ہو جاتا ہے

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

رنج اور غصے کو ہوا دیتا ہے میرے سینے میں اور مجھے رسول اللہؐ کا دور یاد آ جاتا ہے

اپنے عہد پر پشیماں ہو جاتا ہوں، بیتے ہوئے زمانوں میں منہ ڈھانپ لیتا ہوں

عورت کی عفت کا پردہ یا تو شوہر ہے یا قبر کی مٹی۔ مرد کی عصمت ہے: برے دوست سے اپنا بچاؤ

برا بول منہ پر لانا غلط ہے: کافر ہو یا مومن سب خدا کی مخلوق ہے

آدمیت، آدمی کا احترام ہے: آدمی کے مقام سے باخبر ہو جاؤ

آدمی ایک دوسرے سے ربط ضبط کی بنیاد پر کھڑا ہے، دوستی کی راہ پر قدم رکھو۔

بندہ عشق، خدا سے طریق زندگی سیکھتا ہے: کافر اور مومن دونوں پر شفقت رکھتا ہے

کفر و دیں کو دل کے پھیلاؤ میں گم کر لو۔ دل اگر دل سے بھاگنے لگے تو افسوس ہے دل پر

اگرچہ دل جسم کا اسیر ہے، یہ ساری کائنات دل کی کائنات ہے

چاہے تم جاگیرداروں میں سے کیوں نہ ہو فقر کو مت چھوڑو، مت چھوڑو

اس کی حرارت تمہاری روح میں دبی دبی سی موجود ہے۔ یہ پرانی شراب تمہارے پرکھوں کی میراث ہے

دنیا میں درد دل کے علاوہ کوئی دولت نہ مانگو۔ نعمت اللہ سے مانگو، بادشاہ سے مت مانگو!

کتنے ہی حق اندیش اور دانا و بینا آدمی مال و دولت کی بہتات سے اندھے ہو جاتے ہیں

مال و دولت کی کثرت دل سے گداز چھین لیتی ہے، تکبر پیدا کر دیتی ہے اور دل کو عاجزی سے خالی کر دیتی ہے

میں برسوں دنیا میں گھومتا پھرتا رہا ہوں، میں نے مال داروں کی آنکھ میں نمی نہیں دیکھی

میں اس پرنثار جو درویشوں کی طرح جیا، تف ہے اس پر جس نے خدا سے غافل ہو کر زندگی گزاری

مسلمانوں میں مت ڈھونڈو وہ ذوق وشوق، وہ یقین، وہ طمطراق، وہ ذوق وشوق

یہ سب کے سب دین کی حقیقت سے بے خبر ہیں، یہ تمام کینے والے لوگ ہیں، کینے والے

خیر اور بھلائی خواص پر حرام ہو گئی، صدق وصفا کو میں نے بس عوام میں پایا ہے

دین والوں کو کینے والوں سے الگ کر کے جانو۔ خدا کو دوست ڈھونڈو اور اس کی سنگت پکڑ لو

گدھوں کا طور طریق اور ہے، شاہین کی اڑان کا دبدبہ اور ہے

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

مردِ حق آسمان سے بجلی کی طرح نازل ہوتا ہے، مغرب و مشرق کے شہر اور بیابان اس کا ایندھن ہے

ہم اب تک کائنات کے اندھیروں میں ٹامک ٹوئیے مار رہے ہیں، وہ کائنات کا نظام چلانے میں شریک ہو

وہ کلیمؑ ہے، وہ مسیحؑ ہے، وہ خلیلؑ، وہ محمدؐ ہے، وہ قرآن ہے، وہ جبرئیل

اہل دل کی کائنات کا سورج! اس کے نور سے اہل دل کی زندگی!

وہ پہلے تو تمہیں اپنی آگ میں جلاتا ہے، پھر سلطانی سکھاتا ہے

ہم سب اس کے سوز سے صاحب دل ہیں ورنہ تو ہم مٹی اور پانی کا جھوٹا نقش ہیں

مجھے ڈر ہے کہ یہ زمانہ جس میں تم پیدا ہوئے ہو، بدن میں غرق ہے اور روح سے بے خبر

روح کی نایابی کی وجہ سے جب جسم عام ہو جاتا ہے تو مرد حق اپنے آپ میں چھپ جاتا ہے

کوئی کھوج اسے نہیں پاتی اگر چہ وہ آنکھوں کے سامنے ہی رہتا ہے

تم مگر اسے پانے کی دھن سے دستبردار مت ہونا چاہے تمہارے کام میں سیکڑوں گرھیں پڑ جائیں

اگر تمہیں کسی کامل کی صحبت نہ ملے تو باپ دادا کا جو کچھ میرے پاس ہے تم لے لو،

مرشد رومیؔ کو راستے کا ساتھی بنا لو تا کہ خدا تمہیں سوز و گداز بخش دے

کیونکہ رومیؔ مغز اور چھلکے میں تمیز کرنا جانتا ہے۔ دوست کی گلی میں اس کا قدم خوب جم کر پڑتا ہے

یاروں نے اس کی شرح تو کر دی مگر خود اسے کسی نے نہ دیکھا۔ اس کی اصلیت ہرن کی طرح ہم سے دور بھاگ گئی

اس کے کلام سے بدن کا ناچ تو سیکھ لیا، روح کے رقص کی طرف سے آنکھیں سی لیں

بدن کا رقص مٹی کو چک پھیریاں دیتا ہے، روح کا رقص افلاک کو الٹ کر رکھ دیتا ہے

معرفت اور حکومت روح کے رقص سے ہاتھ آتی ہے، زمین بھی قبضے میں آ جاتی ہے اور آسمان بھی

فرد اس سے جذب کلیم کا مالک، ملت اس سے ملک عظیم کی وارث!

روح کا رقص سیکھنا کارے دارد، غیر اللہ کو پھونک ڈالنا بڑا کام ہے

جب تک جگر حرص اور غم کی آگ میں پھنکتا رہے گا، بیٹا! روح رقص نہیں کرے گی

غم ایمان کی کمزوری ہے اور جی کا روگ، اے جوان! غم آدھا بڑھاپا ہے
تجھے معلوم ہے کہ لالچ نہ ٹلنے والا افلاس ہے۔ میں تو اس کا غلام ہوں جو خود پر غالب ہے
اے میری بیکل روح کے چین! تم اگر روح کے رقص سے بہرہ یاب ہو جاؤ
تو میں تمہیں دین مصطفیٰؐ کی حقیقت بتا رہا ہوں۔ تمہارے لیے قبر میں سے بھی دعا کر رہا ہوں۔

ترجمہ بعض تبدیلیوں کے ساتھ احمد جاوید سے لیا ہے۔

☆

لاہور کے مسلمانوں نے علامہ اقبال کی نصیحت پر عمل کیا۔ میکلیگن کالج کے معاملے کی تحقیقات میں غیر معتبر کمیٹی کا بائیکاٹ کیا۔ اُس کے سامنے شہادتیں پیش نہ کیں۔ متحد ہو کر کے لیے حکومت پنجاب کے سامنے چار مطالبات پیش کیے:

۱ تحقیقاتی کمیشن کا تقرر
۲ پہلے کمیشن پر عدم اعتماد
۳ اپنے منتخب کردہ آدمی کو رکن بنانے کا مطالبہ
۴ میکلیگن کالج کے امتحان کا التوا

علامہ اقبال انگریز افسروں سے ملے۔ ان سے کہا کہ مسلمان حق پر ہیں اور فتح ہمیشہ حق کی ہوتی ہے۔ علامہ کے خیال میں تحقیقاتی کمیشن کے سامنے یہ معاملات پیش ہونے چاہیے تھے کہ کیا وٹیکر نے وہ الفاظ استعمال کیے جن سے متاثر ہو کر ۵۹ طلبہ نے کالج چھوڑنے کی درخواست دی، اور کیا یہ صحیح ہے کہ وہ مسلمانوں کو ہر طرح نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا رہتا تھا، ان کے داخلے میں رکاوٹیں پیدا کرتا تھا اور غیر مسلم طلبہ ان نقصانات سے مبرا رہتے تھے؟ نیز یہ فیصلہ کرنا تھا کہ داخلے کا معاملہ پرنسپل ہی کے ہاتھ میں رہے یا علیحدہ بورڈ مقرر ہو۔

علامہ اقبال کی تقریر ۳ جولائی ۱۹۳۱ء بحوالہ گفتار اقبال

☆

مغل پورہ کے میکلیگن کالج کے معاملے میں حکومت نے مسلمانوں کے تقریباً سبھی مطالبات منظور کیے تھے۔ سرگودھا کے ایڈووکیٹ شیخ عبدالغنی کو مسلمان رکن کے طور پر کمیشن میں نامزد کیا گیا۔

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

۳جولائی کو موچی دروازے کے باہر باغ میں مسلمانوں کا عظیم الشان جلسہ ہوا۔ مولانا داؤدی غزنوی صدارت کر رہے تھے۔ قرارداد پیش کی:

> چونکہ حکومت نے مسلمانوں کی ایجی ٹیشن سے متاثر ہوکر مسلمانوں کے تجویز کردہ نمایندہ کو تحقیقاتی کمیٹی میں شامل کرلیا ہے اور چونکہ اس سے صورت حالات میں تبدیلی پیدا ہوگئی ہے، اس لیے مسلمانان لاہور کا یہ جلسہ فیصلہ کرتا ہے کہ بہ حالاتِ موجودہ اس تحقیقاتی کمیٹی کے سامنے پرنسپل وٹیکر کے خلاف شہادت پیش کی جائے اور اعلان کرتا ہے کہ اگر دوران تحقیقات یا اس کے بعد تحقیقاتی کمیٹی کے رویہ کے متعلق کسی قسم کی شکایت پیدا ہوئی تو مسلمانوں کو حق حاصل ہوگا کہ طلبہ کے حقوق کے تحفظ کے لیے مناسب کارروائی کریں۔

علامہ اقبال نے قرارداد کی حمایت کرتے ہوئے وہ نکتہ پھر دہرایا جو اُن کی سیاست کا محور تھا۔ اُن کے نزدیک یہ کامیابی اِس بات کا عملی ثبوت تھی کہ مسلمانوں کا اتحاد فتح کی ضمانت ہوتا ہے:

> سب سے پہلے جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے میں نے عرض کیا تھا کہ مسلمانوں کا اتحاد حضور صلعم کے مطابق برہان قاطع ہے۔ آپ نے اس امر میں خلوص نیت سے عمل کیا اور اس کا نتیجہ آپ نے دیکھ لیا۔ مسلمانوں کے سامنے عنقریب بہت بڑے امور پیش ہونے والے ہیں جن کا تعلق آپ کی اجتماعی زندگی سے ہے۔ ان کا تقاضا ہے کہ اسی طرح سے ثابت قدم رہیں اور میری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ آپ کو اسی طرح اتحاد نصیب کرے، جس طرح قرون اولیٰ کے مسلمانوں کو نصیب ہوا تھا۔ اے لاہور کے مسلمانو! میں آپ کو آپ کے اتحاد پر مبارک باد دیتا ہوں اور ساتھ ہی حکومت کی دانش مندی کی بھی داد دیتا ہوں کہ اس نے آپ کے اتحاد سے متاثر ہوکر آپ کے مطالبات تسلیم کر لیے... میں آپ سے پھر درخواست کرتا ہوں کہ آپ نے جس خودداری کا ثبوت دیا ہے اسی کے ماتحت اب بھی ہر ممکن کوشش کیجیے۔

گفتار اقبال بحوالہ انقلاب: ۵جولائی ۱۹۳۱ء۔

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

☆

۱۳ جولائی تھی۔ سری نگر کے میسوما بازار میں احتجاج کرنے والوں کا کوئی شمار نہ تھا۔ خواتین تک گھروں سے نکل آئی تھیں۔ احتجاج اِس بات پر ہو رہا تھا کہ مہاراجہ کے سپاہیوں نے فائرنگ کر کے اِکیس لوگوں کو ہلاک کر دیا تھا جو مہاراجہ کو عوام کی شکایات سے آگاہ کرنا چاہتے تھے۔ پچھلی صدی میں جن انسانوں کو مہاراجہ نے بھیڑ بکریوں کی طرح انگریز سے خریدنے کے بعد ہمیشہ جانور ہی سمجھا تھا اُن میں انسانی عظمت کی لہر بیدار ہو گئی تھی۔

☆

کشمیر کی خبروں کی تفصیلات ابھی لاہور نہ پہنچی ہوں گی۔ ابھی بنارس، آگرہ، مرزا پور اور کانپور کے فسادات میں تباہ ہونے والے مسلمانوں ہی کی چارہ جوئی نہ ہو سکی تھی۔ ۱۴ جولائی کو اُنہی کی مدد کے لیے علامہ اقبال اور دوسرے مسلمان رہنماؤں کی طرف سے مشترکہ اپیل اخبارات میں شائع ہوئی۔

خاص بات یہ تھی اپیل میں پنجاب، صوبہ سرحد اور سندھ کے مسلمانوں سے خطاب کیا گیا تھا۔ یہ اُس مجوزہ اسلامی ریاست کے علاقے تھے جس کے قیام کی پیش گوئی علامہ اقبال نے چند ماہ پہلے دسمبر میں الٰہ آباد میں کی تھی۔

اپیل

برادرانِ ملت! آپ متواتر کان پور کے فساد کے حالات اخبارات میں پڑھ چکے ہیں۔ کان پور کا بلوہ کوئی معمولی بلوہ نہ تھا، بلکہ وہ ایک وسیع ہندو سازش کا آخری مظاہرہ تھا۔ بنارس، آگرہ اور مرزا پور کے بعد کان پور میں مسلمانوں کا قتلِ عام ہندوستان کے مسلمانوں کو چیلنج تھا کہ وہ ایک ایک کر کے اس ملک سے نابود کر دیے جائیں گے اور کوئی ان کی امداد کرنے والا نہ ہوگا۔ بنارس میں مسلمان مارے گئے اور دوسرے مسلمانوں نے ان کی مدد نہ کی اور متعصب ہندوؤں نے ایک یادداشت لکھ لی کہ مسلمانوں کا خون ہندوستان میں بہت ارزاں ہے۔ آگرہ میں مسلمان مارے گئے اور کسی نے ان کی مدد نہ کی۔ اور مہاسبھائی ذہنیت والوں نے ایک اور یادداشت لکھ لی کہ مسلمانوں کا خون بہت ہی ارزاں ہے۔ مرزا پور میں مسلمان مارے گئے اور کسی مسلمان نے ان کی مدد نہ کی اور

(c) 2014 Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

مہاسبھا کی ذہنیت والوں نے ایک اور یادداشت لکھ لی کہ مسلمانوں کا خون بہت ہی ارزاں ہے۔اس کے بعد کان پور کی باری آئی اور اس میں غدر سے زیادہ دل ہلا دینے والے واقعات ظاہر ہوئے۔ پوربیوں نے انگریزوں سے غدر میں وہ کچھ نہ کیا تھا جو اس شہر میں دوسرے ہندوؤں نے مسلمانوں سے کیا ہے۔

جس طرح جنگلی جانوروں کے ایک گلے میں گھس کر شکاریوں کا گروہ بے تحاشا بندوقیں چلانا شروع کرتا ہے،اسی طرح کان پور میں ہوا۔مسلمانوں کے ہزار ہا مکانات جلا دیے گئے۔کئی محلے ایسے ہیں کہ ان میں شاید ہی کوئی مکان سلامت کھڑا ہو۔نقصان بھی کوئی معمولی نہیں۔ بلکہ ہر مکان کی چھتیں اور دروازے جلا دیے گئے۔ اور دیواریں توڑ دی گئیں۔ پیشہ وروں کے آلات بڑے بڑے ہتھوڑوں سے کوٹ کوٹ کر بیکار کر دیے گئے۔ ایک درزیوں کے علاقہ میں سلائی کی مشینوں کے کچلے ہوئے ڈھیر اب تک نظر آ رہے ہیں۔ بے کس مسلمانوں کو مارا ہی نہیں گیا بلکہ ان پر تیل ڈال کر ان کو جلایا بھی گیا اور بعض جگہ تو سسکتے ہوئے زندہ آدمی بھی جلا دیے گئے۔کئی مکانوں میں اب تک جلے ہوئے چیتھڑے ملتے ہیں جو ان لوگوں کی یادگار ہیں جنھیں جلایا گیا۔کئی گھروں اور مساجد میں اب تک خون کے چھینٹے ان دردناک حوادث کو یاد دلا رہے ہیں جن میں غریب مسلمانوں کو مار مار کر ان کے سر پھوڑ دیے گئے۔مسلمان آگے ہی غریب ہیں لیکن اس بلوہ میں مسلمانوں کو لوٹ مار سے بھی دوچار ہونا پڑا۔تیس مسجدیں کلی طور پر یا جزوی طور پر توڑ دی گئیں، گنبد توڑے گئے، منارے گرائے گئے اور دروازے جلا دیے گئے۔کئی جگہ قرآن کریم کی بھی بے حرمتی کی گئی۔اس میں کوئی شک نہیں کہ جوش میں آ کر مسلمانوں نے بھی ہندوؤں کا مقابلہ کیا ہے اور ہندوؤں اور ہندوؤں کی عمارتوں کا بھی نقصان ہوا ہے۔لیکن اس کی مقدار مسلمانوں کے نقصان کی مقدار سے بہت کم ہے۔اور پھر ہندو مالدار بھی ہیں۔

اس بلوہ کے بعد پھر متعصب ہندو دلوں میں خوش ہیں کہ گو اس دفعہ مسلمانوں نے کروٹ بدلی تھی۔لیکن صرف ایک ہمدردی کا پیغام دے کر وہ پھر سو گئے ہیں۔تین مہینے فساد کو ہو گئے ہیں، ہزاروں بے خانماں ہو رہے ہیں، سیکڑوں یتیم اور بیوائیں بھوکوں مر رہی ہیں۔لیکن ان کا کوئی پرسان حال نہیں۔ ہندوؤں کا یہ حال ہے کہ ایک معمولی سی مجلس میں ان کا بیس ہزار روپیہ جمع ہو گیا لیکن مسلمانوں نے اب تک سارے ہندوستان سے اٹھائیس ہزار روپیہ جمع کیا ہے۔اور اس میں سے بھی اکثر کان پور اور اس کے گرد و نواح کا ہے۔ پنجاب، صوبہ سرحد اور سندھ نے اب تک شاید کل ایک ہزار روپیہ دیا ہے۔حالانکہ صرف تیس مساجد کی تعمیر اور مرمت ہی پر

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

ایک دو لاکھ روپیہ خرچ ہوگا اور جو سیکڑوں مقدمات ہوں گے ان کا خرچ اور ان لوگوں کی امداد پر جن کے آلات اور مشینیں توڑ کر انھیں نکما کر دیا گیا ہے اس پر الگ خرچ ہوگا۔ کل اندازہ مبصروں نے کم سے کم پانچ لاکھ کیا ہے۔ اس دس لاکھ ہو جائے تو کچھ تعجب نہیں۔

ہم لوگ، جن کے دستخط آپ نیچے ملاحظہ فرمائیں گے، تمام مسلمانان پنجاب، صوبہ سرحد و سندھ سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ ہر شہر اور ہر قصبہ اور ہر گاؤں میں چندہ جمع کر کے 'کان پور مسلم ریلیف فنڈ' کے سیکرٹری امین برادرز کے نام پر یا اس کمیٹی کے حق میں چارٹرڈ بنک کے نام بھجوائیں۔ اگر ان صوبوں کے شہری ہمت کریں تو خدا کے فضل سے بہت سا چندہ ہو سکتا ہے اور آیندہ کے لیے دشمنان اسلام کی شرارتوں کا سد باب ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اگر کان پور کے مسلمانوں کی امداد ہوئی تو یقیناً وہ لوگ یہ محسوس کریں گے کہ مسلمانوں کو ایک ایک کر کے مارنا آسان نہیں ہے۔ ایک جگہ کے مسلمانوں کو ہم نے مارا تو سب مسلمان ان کی پشت پر ہوں گے اور مسلمان بجائے تباہ ہونے کے ہوشیار ہو جائیں گے۔ لیکن اگر مسلمانوں نے اس موقع پر پوری توجہ نہ کی تو دشمن اور بھی ہوشیار ہو جائیں گے اور سمجھ لیں گے کہ مسلمانوں کو اکیلا اکیلا مار لینا آسان کام ہے۔ ہر ایک مسلمان کو اپنی جان کی فکر ہے اور اپنے ہمسایہ سے غافل ہے۔ خدانخواستہ یہ خیال اگر دشمنوں کے دل میں پختہ ہو گیا تو وہ دن ہر مسلمان کے لیے مصیبت کا ہوگا اور سپین والا نظارہ ہندوستان میں نظر آنا کچھ بعید نہ ہوگا۔

اب بھی کافی دیر ہو چکی ہے اور تین ماہ تک مساجد کا شکستہ حالت میں رہنا دشمنان اسلام کی خوشی کا موجب ہو رہا ہے۔ پس آپ جلد اٹھیں اور دشمنان اسلام کو بتا دیں کہ مسلمان ہندوستان کے ہر گوشہ کے مسلمان کہلانے والے کی حفاظت کے لیے اسی طرح بے چین ہو جاتا ہے جس طرح اپنے عزیز ترین رشتہ دار کے لیے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہر جگہ کی مخلص عورتیں بھی اس کام کے لیے آمادہ ہو جائیں تو عورتوں ہی سے اس قدر رقم جمع کی جا سکتی ہے جو مساجد کی تعمیر کے لیے کافی ہو۔ پس امید ہے کہ ہر جگہ کی تعلیم یافتہ مسلم خواتین اپنی بہنوں میں یہ تحریک پھیلا کر اس نیک کام میں حصہ لیں گی اور بیداری کا ثبوت دیں گی۔

ہم نے اس اپیل میں پنجاب، صوبہ سرحد اور سندھ سے خطاب کیا ہے۔ اگر دوسرے صوبوں تک بھی جنھوں نے اس تحریک کی طرف اب تک توجہ نہیں کی، ہماری آواز پہنچے تو ہم امید کرتے ہیں کہ وہ بھی اس کام میں کسی سے پیچھے نہیں رہیں گے۔

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

گفتار اقبال بحوالہ انقلاب: ۱۴ جولائی ۱۹۳۱ء۔

☆

جموں و کشمیر کے عوام مسلمان تھے۔ مہاراجہ ہندو تھا۔ ہندوستان میں ہندوؤں نے مہاراجہ کی حمایت میں مظاہرے کیے۔ کشمیری عوام کو شر پسند اور فسادی قرار دیا۔

مگر علامہ اقبال کا خیال کشمیر کے مسلمانوں کے بارے میں یہ تھا، ''اُن لوگوں کا اچانک یوں دوبارہ زندہ ہو جانا جن میں خودی کا شعلہ قریباً بجھ چکا تھا، اُن تمام مصائب کے باوجود جو اِس کے ساتھ آئے ہیں، اُن سب کے لیے خوشی کی بات ہے جو ایشیا کی جدید اقوام کی داخلی جدوجہد کے بارے میں بصیرت رکھتے ہیں۔''

خطبۂ صدارت آل انڈیا مسلم کانفرنس ۲۱ مارچ ۱۹۳۲ء Sherwani

☆

ستاروں میں زندگی (*Life in the Stars*) شائع ہوئی۔ سر فرانسیس ینگ ہسبنڈ (Sir Francis Younghusband) جنہوں نے تیرہ برس قبل برطانوی فوجی دستے کی قیادت کرتے ہوئے تبت میں خون کے دریا بہائے تھے، اپنی قوم کو دعوت دے رہے تھے کہ دنیا میں امن قائم کرنے کے لیے اُٹھے۔

۳۰ جولائی کو علامہ اقبال کا کھلا خط سول اینڈ ملٹری گزٹ (*The Civil and Military Gazzette*) میں انگریزی میں شائع ہوا:

۱ برطانوی قوم یقیناً بعض ایسے اوصاف رکھتی ہے کہ ایک پرامن دنیا کے قیام کے لیے انسانیت کی رہنمائی کر سکے مگر اِس کے لیے قوموں کو برابری کی سطح پر آنا ضروری ہے۔

۲ برطانیہ اور ہندوستان کے درمیان موجودہ رنجش تاریخی عمل کا حصہ ہے۔ یہ ایک ری ایڈجسٹمنٹ (readjustment) کا زمانہ ہے جو بخیریت گزر جائے گا اگر فریقین نے سمجھداری اور زندہ دلی سے کام لیا۔

۳ خود ہندوستان میں مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان ری ایڈجسٹمنٹ کی ضرورت ہے۔ آیندہ راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں انگریزوں نے مسلمانوں کے مطالبات نظرانداز کرتے ہوئے اقتدار ہندوؤں کے سپرد کرنے کی کوشش کی تو مطلب یہ ہوگا کہ انگریز حکومت ہندوستان کے داخلی

(c) 2014 Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

تنازعات سے ناجائز فائدہ اُٹھا رہی ہے۔ ایسا ہوا تو ہندوستان کے مسلمان اپنی نجات کے لیے روس کی طرف دیکھنے پر مائل ہو سکتے ہیں۔

۴ رُوسی قوم بنیادی طور پر مذہبی رجحانات رکھتی ہے لہٰذا ہمیشہ الحاد کی آغوش میں نہ رہے گی۔ بالشوزم میں خدا کا تصور شامل کر لیا جائے تو اِسلام سے بہت قریب آ جاتا ہے لہٰذا امکان ہے کہ مستقبل میں روس اسلام پر یا اسلام روس پر غالب آ جائے۔

To Sir Francis Younghusband

[Excerpt]

...A great many of us here, including myself, believe that England is capable of leading humanity in that direction. The tremendous common sense of her people, her political wisdom based on a sound knowledge of human nature, the calmness and dignity of her people, her moral superiority over others in many essential respects, her wonderful control of the material forces at her command, the many humanitarian movements which are in existence in the country today and the general discipline which one observes in every department of British life are all facts which no outside observer can fail to recognise. It is the harmonious combination of these qualities of character in the British race which has been the cause of its ascendency in the world.

I am looking forward to the day when the disputes between England and India will be settled and the two countries will begin to work together not only for their mutual benefit but for the great good of mankind.

There is no need for pessimism on either side. There are people who seem to be overwhelmed by the strength and apparent universality of the bad feelings which exist between the two countries today. I am not one of them.

In my judgement they are normal and inevitable accompaniment of an age of readjustment and will pass away without irremediable disaster to anybody, if we keep our heads and our sense of humour and have the self-control to resist the appeal to hatred or pride, violence or intolerance to which they are always trying to allure us.

The periods of readjustment are the common-places of history. They have been going on ever since time began. The history of Europe deals with little

(c) 2014. Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

else. And readjustment is no less inevitable between the East and the West though the transition there has naturally taken longer to work out.

It is no doubt true that we in this country need readjustment between ourselves. We cannot look forward to international peace unless and until our own house is set in order and we learn to live in harmony with one another... While realising the seriousness and importance of the Hindu-Muslim problem, with which this country is confronted today, and the practical difficulties involved in finding a satisfactory solution of it, I cannot allow myself to believe, as many people unfortunately do both here and in England, that all human efforts directed to uniting the two communities are doomed to failure.

I am not ashamed to say that in solving this problem we may need the assistance of Britain guided by the best of motives.

Any attempt on the part of Great Britain at the next Round Table Conference to take an undue advantage of communal split will ultimately prove disastrous to both countries. If you transfer political authority to the Hindu and keep him in power for any material benefit to Great Britain, you will drive the Indian Muslim to use the same weapon against the Swaraj or Anglo-Swaraj Government as Gandhi did against the British Government.

Moreover, it may result in the whole of Muslim Asia being driven into the lap of Russian communism which would serve as a coup de grace to British supremacy in the East.

I do not myself believe that the Russians are by nature an irreligious people. On the contrary, I think that they are men and women of strong religious tendencies and the present negative state of Russian mind will not last indefinitely, for no system of society can rest on an atheistic basis. As soon as things settle down in that country and its people have time to think calmly, they will be forced to find a positive foundation for their system.

Since Bolshevism plus God is almost identical with Islam, I should not be surprised if, in the course of time, either Islam would devour Russia or Russia Islam. The result will depend, I think, to a considerable extent on the position which is given to the Indian Muslims under the new constitution... I shall have no objection to be ruled by the Hindu if he has the tact and the ability to govern, but I cannot worship two gods. It must be either him alone or the British alone, but not the two together.

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

...I imagine that some people would say: "It is all very well to indulge in such pious hopes but look at the continual quarrelling and disturbance, at non-cooperation and civil disobedience, at the repression of the British authorities, at the terrorism by the extremists in Bengal and at the Cawnpore riots." Well, what do you expect? Democracy means rows. If anybody thinks that approach to democracy means sailing into a kind of lotus land, he cannot have read a word of history. The truth is exactly the opposite.

Democracy lets loose all sorts of aspirations and grievances which were suppressed or unrealised under autocracy; it arouses hopes and ambitions often quite unpractical and it relies not on authority but on argument or controversy from the platform, in the Press, in Parliament, gradually to educate people to the acceptance of a solution which may not be ideal but which is the only practical one in the circumstances of the time... We certainly have had the growing pains of democracy, but I do not think that there is a person in England or here who will not agree that as a result everybody in India and Britain alike understands what the real problems of Indian self-government are far better than they did ten years ago. And they have had all this painful but salutary education without destroying the structure of government itself.

Democratic government has attendant difficulties but these are difficulties which human experience elsewhere shows to be surmountable, It is, and has always been, a question of faith. Our faith too depends on affection and understanding... To the recognition of a common ideal and to the avoidance of friction in advancing along the path of self-rule let us here and in the West address ourselves.

The Cvil and Milltary Gazette, 30th July, 1931

Sherwani

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

باب۲

اقبال کا مقام

[یورپ کے لیے روانگی سے فروری ۱۹۳۲ء تک]

☆

۲۸ستمبر کو اقلیت کمیٹی(Minorities Committee) کی پہلی میٹنگ ہوئی۔علامہ اقبال اسی کمیٹی کے رکن تھے۔گاندھی جی نے اصرار کیا کہ مسلم وفد کی طرف سے کانگریسی رہنما ڈاکٹر انصاری کی شمولیت پر جو پابندی عائد تھی وہ اٹھالی جائے۔

مسلم وفد نے انکار کردیا۔طے پایا کہ نجی طور پر فرقہ وارانہ مسئلے کا تصفیہ کرلیا جائے۔میٹنگ روک دی گئی۔

خطبۂ صدارت آل انڈیا مسلم کانفرنس ۲۱ مارچ ۱۹۳۲ء Sherwani

☆

یکم اکتوبر کو اقلیت کمیٹی کی دوسری میٹنگ ہوئی۔گاندھی جی نے وعدہ کیا تھا کہ وہ ذاتی طور پر مسلمانوں کے مطالبات کی تائید کریں گے اور کانگریس، ہندوؤں اور سکھوں کو بھی آمادہ کرنے کی کوشش کریں گے اگر مسلمان تین باتیں قبول کرلیں:

۱ انتخابات میں ہر بالغ شخص کو ووٹ ڈالنے کا حق ہو

۲ اچھوتوں کی کوئی خصوصی نمایندگی نہ ہو

۳ کانگریس کے سوراج کے مطالبے کی حمایت

پھر طے پایا کہ نجی طور پر فرقہ وارانہ مسئلے کا تصفیہ کرلیا جائے۔میٹنگ پھر روک دی گئی۔

خطبۂ صدارت آل انڈیا مسلم کانفرنس ۲۱ مارچ ۱۹۳۲ء Sherwani

☆

وعدے کے برخلاف گاندھی جی نے مسلمانوں کے مطالبات کانگریس کے سامنے پیش کرنے سے انکار کر

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

دیا۔ صرف ہندوؤں اور سِکھوں کے نمایندوں سے بات کی جنہوں نے صاف انکار کر دیا۔

۷ اکتوبر کو دوسرکردہ ہندو رہنماؤں نے تجویز کیا کہ پورے معاملے کے تصفیے کے لیے سات ثالث مقرر کر لیے جائیں۔ ہندوؤں اور سِکھوں کے نمایندوں نے یہ تجویز بھی رد کر دی۔

۱۸ اکتوبر کو اقلیت کمیٹی کی تیسری میٹنگ ہوئی۔ گاندھی جی نے انگریز سرکار کے سامنے اعتراف کیا کہ فرقہ وارانہ سمجھوتہ کروانے میں ناکام رہے ہیں۔ ناکامی کی وجہ یہ بتائی کہ انگریز سرکار نے کانفرنس میں ایسے لوگ بلائے ہیں جو نمایندہ حیثیت نہیں رکھتے۔ میاں محمد شفیع نے اِس غیر مناسب تبصرے پر احتجاج کیا۔ گاندھی جی کے مطالبات قبول کرنے سے انکار کیا۔ میٹنگ کسی نتیجے پر پہنچے بغیر ختم ہو گئی۔

خطبۂ صدارت آل انڈیا مسلم کانفرنس ۲۱ مارچ ۱۹۳۲ء Sherwani

☆

انگلستان میں انتخابات ہونے والے تھے۔ گول میز کانفرنس کا کام ملتوی ہو گیا۔ ۱۵ اکتوبر کو نجی طور پر گفتگوؤں کا آغاز ہوا۔

''اِن گفتگوؤں کی ایک نمایاں چیز پنجاب کے متعلق سر جیوفری کاربٹ کی اسکیم تھی،'' بعد میں علامہ اقبال نے (انگریزی میں) کہا۔ ''اِس اسکیم میں جو میری اُس اسکیم سے کافی ملتی جلتی تھی جو میں نے آل انڈیا مسلم لیگ سے خطاب میں پیش کی تھی، تجویز کیا گیا تھا کہ پنجاب سے انبالہ ڈویژن نکال کر یہاں مخلوط انتخابات اختیار کر لیے جائیں۔ اِسے بھی سِکھ اور ہندو نمایندوں نے رد کر دیا جنہیں مخلوط انتخابات کی صورت میں بھی پنجاب میں مسلمانوں کی اکثریت گوارا نہ تھی۔''

خطبۂ صدارت آل انڈیا مسلم کانفرنس ۲۱ مارچ ۱۹۳۲ء Sherwani

☆

''چونکہ یہ تمام گفتگوئیں بھی لاحاصل نکلی تھیں،'' علامہ اقبال نے بعد میں گول میز کانفرنس کی اقلیت کمیٹی کی نجی گفتگوؤں کا تذکرہ کرتے ہوئے (انگریزی میں) کہا، ''ہندوستانی اقلیتیں جو ہندوستان کے نصف کے قریب ہیں، اُن کے نمایندوں نے ہندوستانی اقلیتوں کے معاہدے (Indian Minorities Pact) کے امکانات پر ایک دوسرے سے مذاکرات شروع کیے۔'' ۱۲ نومبر کو سِکھوں کے سوا باقی تمام اقلیتوں کے نمایندوں

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

نے ایک معاہدے پر دستخط کر دیے۔

اگلے روز اقلیت کمیٹی کی آخری میٹنگ تھی۔معاہدہ رسمی طور پر برطانوی وزیر اعظم کے سپرد کر دیا گیا۔

خطبۂ صدارت آل انڈیا مسلم کانفرنس ۲۱ مارچ ۱۹۳۲ء Sherwani

☆

لندن میں اقبال لٹریری ایسوسی ایشن قائم کی گئی۔ارکان کے اصرار پر علامہ اقبال نے جاوید نامہ کا ایک خلاصہ انہیں زبانی لکھوایا۔

Javid Nama

The book (جاویدنامہ) opens with a Munajat (مناجات) and begins with the Poet standing on the sea-shore about evening time, reading a few verses from Rumi. This makes the soul of Rumi to appear. The Poet puts all sorts of questions to the Spirit of Rumi, the principal question being as to how the Soul of Man passes beyond Space and Time. The idea is to give a kind of philosophy of Mi'raj (معراج). Then appears the Spirit of Space-Time, which is pictured by the Poet as a double-faced angel, one of the two faces as dark and sleeping and the other as bright and awake. This spirit exercises some kind of charm on the Poet and carries him up. Both the Spirits of Rumi and the Poet swim in Space and continue to do so until the mountains of the Moon become visible. Here they hear a song from the Stars-a sort of welcome given to human beings who have the courage to pass beyond Space. They alight on the Moon and enter some of its caves. In one of the caves they meet the Spirit of the great Indian ascetic, Wishwamitra, whose name the poet translates as Jahan Dost (جہاں دوست). The ascetic is found sitting absorbed in contemplation with a White Snake, circling round his head. Recognising Rumi, the ascetic asks as to who is the new comer. Rumi gives a short description of his companion. There-upon the ascetic puts some questions to the new comer in order to test his spiritual attainments. One of the questions, for instance is. "In what respect is Man superior to God?" The answer is: "In his knowledge of Death." Similarly he puts other questions and finding the answers satisfactory, he discloses certain truths about various things, entitled in the Poem:

(c) 2014. Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

نُہ تاسخن از عارفِ ہندی

They leave the cave and pass on to the valley of the Moon where they find a huge rock on which four pictures are carved. They are called the tablet of Buddha, the tablet of Jesus, the tablet of Zoroaster and the tablet of Muhammad. Descriptions of the tablets are given in the Poem. So they pass on from planet to planet. In Mars is shown a woman-prophet originally stolen from Europe as a child by the Devil and who teaches the women of Mars a new view of evolution, which according to this woman-prophet tends to eliminate the male. Her message is that the world will, eventually, be ruled by woman and her practical advice to her sisters is, in the first place, not to marry and if they marry and have children to kill the male and retain the female children. This gives an occasion to Rumi to criticise some of the aspects of modern civilization.

In the planet Mercury they find the spirits of Jamal-ud-Din Afghani and Saeed Halim Pasha, the head of the religious reform movement in Turkey. Afghani sends a message to the people of Russia wherein the Spirit of Islam is compared with the Spirit of Bolshevism, and Karl Marx is described as a prophet without an angel.

Passing on to another planet they find three spirits, Mansur Hallaj, Ghalib and Qurrat-ul-Ain. They are supposed to have been offered a home in Paradise, which they refused to accept, and preferred constant movement in the immensity of the Universe. Hallaj explains his position as a Muslim mystic. Certain questions of literary and religious nature arising from Ghalib's poetry are put to him. Qurrat-ul-Ain gives a song of her own. As a contrast to this in another planet two spirits are shown who went to seek a Home in the flames of Hell but Hell refused them admittance. They are Mir Ja'far of Bengal and Mir Sadiq of Mysore. In another planet underneath a transparent sea, are shown the spirits of the Pharaoh and Kitchener. Their conversation attracts the attention of the Mahdi Soudani from Paradise. It comes down, penetrates into the sea and has a talk with Kitchener. The Spirit of Mahdi works itself up and finally addresses the whole of the Arabic-speaking world.

Having passed through all the planets, the Poet enters Paradise and meets Saints as well as Kings. He finds there the palace of Sharaf-un-Nisa, daughter of Abdus Samad Khan, Governor of Lahore. One of the Saints whom the poet meets in Paradise is Shah Hamdan, the patron saint of Kashmir, who brings in

(c) 2014. Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

certain questions with regard to the history and people of Kashmir. The Poet further meets King Nadir Shah of Persia, Ahmad Shah Abdali of Afghanistan and Sultan Tipu.

At the moment of leaving Paradise, the Houris of Paradise besiege the Poet and insist on his staying with them. The Poet refuses to stay. The real meaning of Muslim Paradise, which is not an end in itself but a stage in the spiritual development of man, is here explained. However, a compromise is arrived at, the Houris agree to let him go provided he gave them a song which he does. He then leaves the Paradise and gradually reaches the point where Rumi leaves him for man must enter the divine presence alone. Here the poet puts some very serious questions to God and finally wants a complete revelation of the destiny of his own people which is granted to him. The book ends, with a song from the Spirit of Universe.

At the end of the book the poet addresses his son, which is virtually an address to the coming generation.

Razzaqi

☆

۱۵ نومبر کو مسلم نمایندوں نے فیصلہ کیا کہ وہ وفاقی ڈھانچے کی کمیٹی (Federal Structure Committee) کے مذاکرات میں حصہ نہ لیں گے۔

اُس روز علامہ اقبال وفد سے علیحدہ ہو گئے۔ ''یہ ظاہر ہے کہ ہمارے نمایندوں نے فرقہ وارانہ سمجھوتے پر پہنچنے کے لیے پوری کوشش کی تھی،'' بعد میں انہوں نے (انگریزی میں) کہا۔ البتہ وہ محسوس کر رہے تھے کہ گول میز کانفرنس سے معنی خیز نتائج حاصل نہ ہوں گے۔ ''وفد سے علیحدگی اختیار کرنے سے کچھ دن پہلے مجھے شبہ ہو گیا تھا کہ بعض انگریز سیاستداں ہمارے نمایندوں کو گمراہ کر کے اِس طرف لا رہے تھے کہ برطانوی ہند کے صوبوں میں ذمہ دار حکومت [جمہوری حکومت] کے فوری نفاذ کی تجویز رَد کر دیں۔''

خطبۂ صدارت آل انڈیا مسلم کانفرنس ۲۱ مارچ ۱۹۳۲ء Sherwani

یہ وہی چیز تھی جس کی علامہ اقبال ایک مدت سے مخالفت کر رہے تھے۔ چار برس پہلے اِسی نکتے پر مسلم لیگ (شفیع گروپ) کے جنرل سکرٹری کے عہدے سے مستعفی ہونے پر تیار ہو گئے تھے۔

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

☆

۲۶ نومبر کو لندن کی گول میز کانفرنس کی وفاقی ڈھانچے کی کمیٹی (Federal Structure Committee) میں مسلم نمایندوں نے اعلان کیا کہ مسلمان نمایندے اس بات پر آمادہ ہیں کہ صوبوں اور مرکز میں ذمہ دار [جمہوری] حکومت اکٹھے رائج کی جائے۔ دوسرے لفظوں میں جب تک مرکز میں ذمہ دار حکومت قائم نہ ہو سکے اُس وقت تک صوبے بھی محروم رہیں۔

علامہ اقبال نے یہ خبر بڑے تعجب کے ساتھ پڑھی۔ ''مسلمان نمایندوں نے وفاقی ڈھانچے کی کمیٹی کے مذاکرات میں شرکت نہ کرنے کا فیصلہ کیا تھا،'' بعد میں اُنہوں نے (انگریزی میں) کہا۔ ''پھر کیوں وہ اپنے فیصلے کے برخلاف ان مذاکرات میں شریک ہوئے؟ کیا وفاقی ڈھانچے کی کمیٹی میں ہمارے نمایندے ۲۶ نومبر کا اعلان کرنے کا اختیار رکھتے تھے؟ میں اِن سوالوں کا جواب نہیں دے سکتا۔ میں صرف یہ کہہ سکتا ہوں کہ مسلم ملّت (Muslim community) کی نگاہ میں یہ اعلان ایک سنگین غلطی ہے۔''

خطبۂ صدارت آل انڈیا مسلم کانفرنس ۲۱ مارچ ۱۹۳۲ء Sherwani

صوبوں میں ذمہ دار حکومت قائم کرنے کے لیے پنجاب اور بنگال میں مسلمانوں کے اکثریتی حقوق کے بارے میں بھی برطانوی حکومت کو فوری اعلان کرنا پڑتا۔ اب برطانوی وزیرِ اعظم نے اس مسئلے پر بھی چُپ سادھ لی۔

☆

ہندو رہنماؤں میں سے سر تیج بہادر سپرو خاص طور پر صوبوں میں فوری طور پر ذمہ دار حکومت کے قیام کے حق میں تھے۔

خطبۂ صدارت آل انڈیا مسلم کانفرنس ۲۱ مارچ ۱۹۳۲ء Sherwani

☆

لندن میں گول میز کانفرنس ختم ہوئی۔ وزیرِ اعظم نے اختتامی بیان دیا۔ علامہ اقبال کے خیال میں مایوس کن تھا۔

خطبۂ صدارت آل انڈیا مسلم کانفرنس ۲۱ مارچ ۱۹۳۲ء Sherwani

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

☆

دسمبر کی ۷ سے ۱۷ تاریخ تک یروشلم میں موتمر عالمِ اسلامی (World Islamic Conference) کا اجلاس ہونے والا تھا۔ مفتی فلسطین امین الحسینی اور مولانا شوکت علی نے بلایا تھا۔ علامہ اقبال شرکت کے لیے یروشلم پہنچے۔

☆

یروشلم کے حوالے سے جو روایات یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں میں رائج تھیں علامہ اقبال کے نزدیک اُن میں سے اکثر تاریخی طور پر مشکوک تھیں۔ پھر بھی اُنہوں نے اِس شہر کا گہرا اثر محسوس کیا۔
بیت اللحم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تھے۔ وہاں کا گرجا تین حصوں میں منقسم تھا جو بالترتیب ارمنی، یونانی اور رومن کیتھولک فرقوں کے سپرد تھے۔ یہ فرقے ایک دوسرے کی قربان گاہوں کی بے حرمتی کرنے سے بھی باز نہ رہتے تھے۔ علامہ نے دیکھا کہ ان کے درمیان امن قائم رکھنے کے لیے پولیس کے جو دو سپاہی تعینات کیے گئے تھے وہ دونوں مسلمان تھے۔
بیان مطبوعہ یکم جنوری ۱۹۳۲ء۔ Sherwani

موتمر عالمِ اسلامی (World Islamic Conference) کے لیے ایجنڈا طے ہوا:

۱ مقاماتِ مقدسہ اور دیوارِ براق

۲ یروشلم کی مجوزہ یونیورسٹی

۳ حجاز ریلوے

۴ اسلامی تعلیمات و ثقافت کی ترویج

۵ مطبوعات

۶ موتمر کا آئین

۷ قراردادیں

موتمر میں قرارداد منظور ہوئی کہ صیہونیت ایک قسم کی جارحیت ہے جس سے مسلمانوں کی سلامتی خطرے میں ہے۔ یہ براہِ راست یا بالواسطہ طور پر مسلمانوں کو اُن کے علاقوں اور مقاماتِ مقدسہ سے بے دخل کرنے کا سبب

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

بن رہی ہے۔

علامہ اقبال محسوس کر رہے تھے کہ غیر یورپی زبانوں میں صرف عربی ہی موجودہ دَور کی علمی ترقی کا ساتھ دے سکی ہے۔ چاہتے تھے کہ عرب دنیا میں بہت سی یونیورسٹیاں قائم ہوں جو نئے علوم کو عربی زبان میں منتقل کریں۔ موتمر کے اجلاس میں اِس تجویز کی شدید مخالفت کی کہ بیت المقدس میں جامعہ الزھر کی قدیم طرز پر یونیورسٹی بنے۔ یونیورسٹی جدید طرز پر ہونی چاہیے تھی۔

انگریز خبر رساں ادارے رائٹر (Reuter) نے خبر لگائی کہ اقبال یروشلم میں کسی یونیورسٹی کے قیام ہی کے خلاف ہیں۔

بیان مطبوعہ یکم جنوری ۱۹۳۲ء Sherwani

☆

اس برس شائع ہونے والی ایک کتاب مصنف نے دستخط کے ساتھ اقبال کو پیش کی:

G. Lowes Dickinson. *John Mc-Taggart Ellis Mc-Taggart.* Cambridge University Press, London

اسی برس شائع ہونے والی ایک کتاب تھیوڈور مارلین کے دستخط کے ساتھ بھی اقبال کے ذخیرۂ کتب میں پہنچی:

Martin Buber (translated from German by Lucy Gohen). *Jewish Mysticism and Legends of Baalshem.* J. N. Dent, London

اس برس شائع ہونے والی دوسری کتابیں جو بھی اقبال کے ذخیرۂ کتب میں شامل ہوئیں یہ ہیں:

John Butler Burke. *The Emergence of Life – Being a Treatise of Mathematical Philosophy and Symbolic Logic by Which New Theory of Space and Time is Evolved.* Oxford University Press, London

John Oman. *The Natural and the Supernatural.* Cambridge University Press, London

Charles A. Bennett. *A Philosophical Study of Mysticism.* Yale University Press, New Haven

Seymour Vesey Fitzgerald. *Muhammad Law – an abridgement according to its various schools.* Oxford

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

Sir Arthur Keith. *Ethnos, or The Problem of Race – considered from a new point of view.* Kegan Paul, London

J. S. Haldane. *The Philosophical Basis of Biology: Donnellan Lectures University Of Dublin 1930.* Hodder and Stoughton, London

Lalitmohan Chatterji. *Representative Indians.* The Popular Agency, Calcutta

Harry N. Howard. *The Partition of Turkey: a Diplomatic History 1913-1923.* University of Oklahoma Press, Norman

۱۹۳۲

☆

یکم جنوری ۱۹۳۲ء کو علامہ اقبال کی طرف سے رائٹر کی خبر کی تردید شائع ہوئی:

I do not know how the misunderstanding arose which caused the rumour that I was opposed to the establishment of any kind of university of Jerusalem. Reuter sent out a wire to that effect. Actually I am a strong advocate of Arabic-speaking countries setting up not one but several universities for the purpose of transferring modern knowledge to Arabic which is the only non-European language that has kept pace with the progress of thought in modern times.

Sherwani

☆

انڈین آرٹ اینڈ لیٹر *(Indian Art and Letter)* کے اس برس کے پہلے شمارے میں میک ٹیگرٹ کے بارے میں ڈکنسن کی کتاب پر علامہ اقبال کا تبصرہ شائع ہوا۔

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

McTaggart's Philosophy

[Excerpt]

The point of interest in McTaggart's philosophy, however, is that in his system, mystical intuition, as a source of knowledge, is much more marked than in the system of Bradley. The need of such a direct revelation is the natural outcome of the failure of a purely speculative method. An Italian writer describes McTaggart's philosophy as mystical degeneration of English Neo-Hegelianism. Nothing of the kind. Some of the greatest minds of the world have felt the need of a direct contact with the ultimate Reality, and have indeed, in some cases, achieved such contact. Plotinus, Ghazali, Schelling, and Bergson are instances in point. In his spiritual evolution Kant himself reached that stage; but unlike Ghazali and others he was led to conceive the ultimate Reality as a regulative idea only. The result of his critical philosophy is that God cannot be proved to exist, but that we should act as if He does exist. Not William James but Kant was the real founder of modern Pragmatism. Will, then, the Italian writer referred to above describe Kant's philosophy as a pragmatic degeneration of German thought?

It must, however, be remembered in the case of McTaggart that the mystic revelation of Reality came to him as a confirmation of his thought. His system is deductive not in the sense in which the philosophy of Bergson and Plotinus is deductive. He started with a firm conviction in the power of human reason, and that Conviction remained with him to the end of his days. His illumination came, I think, as an accidental confirmation of what he had reached through pure reason. That is why he had such an unshakable faith in his philosophy. This is clear from the last words which he said to his wife: "I am grieved that we must part, but you know I am not afraid of death."

Sherwani

☆

علامہ اقبال کی نظر میں کانگریس کی نئی تحریک کی جڑیں خوف اور نفرت میں تھیں۔ کانگریسی رہنما دعویٰ کرتے تھے کہ صرف وہی ہندوستان کے عوام کے نمائندہ ہیں۔ دوسری گول میز کانفرنس نے نہ صرف انگریزوں پر بلکہ

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

ساری دنیا پر واضح کر دیا تھا کہ یہ درست نہیں۔ ہندوستان کی قریباً نصف آبادی اقلیتوں پر مبنی تھی اور وہ ایک سمجھوتے پر پہنچ چکی تھی۔

انگریز حکومت بتا چکی تھی کہ اگر کانگریس اقلیتوں کے ساتھ کوئی سمجھوتہ نہ کر سکی تو حکومت خود عبوری فیصلہ دے گی۔ کانگریس کو خوف تھا کہ اس فیصلے میں اقلیتوں کے مطالبات کا خیال رکھا جائے گا۔ نیز آیندہ آئین میں اقلیتوں کے معاہدے کو جگہ دے دی جائے گی۔ جس قرارداد کی بنیاد پر تحریک شروع ہوئی تھی اُس میں صاف کہا گیا تھا کہ چونکہ حکومت نے مہاتما گاندھی کو ملک کا واحد نمایندہ تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے اس لیے سِول نافرمانی شروع کی جا رہی ہے۔ یہ دعویٰ ہی غلط تھا لہٰذا اِسے قبول کروانے کے لیے ہلڑ بازی اور زورزبردستی کے سوا اور کیا راستہ تھا؟

علامہ سمجھتے تھے کہ کانگریس مغرب کے خلاف جنگ نہیں کر رہی تھی۔ مغربی سیاسی نظریات کو ہندوستان میں درآمد کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ کانگریس کی جنگ اقلیتوں کے خلاف تھی جو مغربی سیاسی تصورات میں مقامی صورت حال کے مطابق ردوبدل چاہتی تھیں اس لیے تحفظات کا مطالبہ کر رہی تھیں۔ کانگریس یہ تحفظات نہیں دینا چاہتی تھی۔

اگر کانگریس اور برطانوی حکومت کے مقاصد ایک ہی تھے یعنی ہندوستان میں مغربی سیاسی تصورات کا فروغ تو پھر مہاتما گاندھی نے حکومت کے خلاف سِول نافرمانی کی تحریک کیوں شروع کی؟ علامہ کے خیال میں اِس کی وجہ بھی یہ نہ تھی کہ کانگریس برطانوی حکومت کے خلاف جنگ کر رہی ہے۔ مہاتما گاندھی کی جنگ بہرحال اقلیتوں کے خلاف تھی لیکن اُنہوں نے جو طریقِ کار اپنایا تھا اُس کی لپیٹ میں انگریز حکومت بھی آ رہی تھی کیونکہ مغربی ذہن تاریخی سوچ رکھتا تھا (اسلامی مزاج بھی یہی تھا)، جس کے مطابق چیزیں ایک تدریجی عمل سے گزر کر کوئی صورت اختیار کرتی تھیں۔ مشرق کے روایتی انسان کے لیے ہر چیز دفعتاً کوئی صورت اختیار کرتی تھیں، وقت کی حرکت سے بے نیاز اور خالصتاً موجود ہوتی تھیں۔ چنانچہ انگریز کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ مغربی سیاسی تصورات ہندوستان میں کیسے رائج ہو سکتے ہیں جب تک ہندوستان بھی اُس طویل سیاسی عمل سے نہ گزرے جن کے نتیجے میں وہ تصورات مغرب میں پیدا ہوئے تھے۔ گاندھی جی کی سمجھ میں یہ نہیں آتا تھا کہ جو مغربی تصورات ہندوستان میں کل رائج ہونے ہیں وہ آج کیوں نہیں ہو سکتے!

یہی وجہ تھی کہ کانگریس نے اقلیتوں کے خلاف جنگ شروع کی تو برطانوی حکومت بھی لپیٹ میں آ گئی۔ اس ظاہری تنازعے سے یہ حقیقت بدل نہیں سکتی تھی کہ کانگریس کی جنگ مغرب کے خلاف نہیں بلکہ صرف ہندوستان کی اقلیتوں کے خلاف تھی۔ اس میں برطانوی حکومت کا کردار صرف یہ تھا کہ اقلیتوں کے حقوق کے بارے میں فیصلہ کرنے کی اپنی آئینی ذمہ داری پوری نہ کر کے معاملات کو بگڑنے دے رہی تھی۔ چاہتی ہو گی کہ ہندوستان میں فرقہ وارانہ نفرت مزید بڑھے۔ خانہ جنگی عروج پر پہنچ جائے۔

خطبۂ صدارت آل انڈیا مسلم کانفرنس ۲۱ مارچ ۱۹۳۲ء Sherwani

☆

ایک بڑی تبدیلی یہ آ رہی تھی کہ انگریز حکومت پر سے مسلمانوں کا اعتبار اُٹھ رہا تھا۔ عرصے سے سمجھ رکھا تھا کہ ہندو ناانصافی کریں تو انگریز پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ گزشتہ تین چار برس سے جو کچھ ہو رہا تھا اُس کی وجہ سے یہ سوچ بدلنے لگی تھی۔

علامہ اقبال کے خیال میں اس کی وجہ انگلستان کے طرزِ حکومت میں تلاش کی جا سکتی تھی۔ کوئی برطانوی حکومت زیادہ مدت تک ایک ہی پالیسی پر کاربند نہیں رہ سکتی تھی۔ حالات بدلتے تھے، حکومت بدلتی تھی اور اِقتدار ایک جماعت کے ہاتھ سے نکل کر دوسری جماعت کے پاس چلا جاتا تھا جس کی حکمتِ عملی اور سیاسی فلسفہ بالکل مختلف ہوتا تھا۔ ایک حکومت جو وعدہ کرتی تھی اُسے پورا کرنا اگلی حکومت کی مصلحت کے خلاف ہوتا تھا۔ یہ ایک ایسا طرزِ حکومت تھا جس میں دُور اندیشی سے محرومی کسی سیاستداں کی خامی نہیں بلکہ خوبی تھی۔ اقتدار حاصل کرنے میں مددگار ہوتی تھی۔ دُور اندیشی سے محروم رہنما دوامی اور عارضی عناصر کے امتزاج سے ایک اعلیٰ سیاسی تصور کس طرح تشکیل دے سکتے تھے!

انگریز حکمرانوں کی وہ جرأت اور صاف گوئی ختم ہو چکی تھی جس نے کبھی انہیں معتبر بنایا تھا۔ مسلمان نوجوانوں کی جو صدائیں علامہ کے کانوں تک پہنچ رہی تھیں وہ کچھ اِس قسم کی ہوتی تھی:

> ”ملک کی موجودہ صورت حال ہمیں عمل پر اُکساتی ہے۔ اگر ہمارے رہنما کوئی واضح لائحۂ عمل پیش نہ کر سکے جو ہندوستان کے مسلمانوں کے حسبِ حال ہو تو پھر تقلید کی قوت عمل میں آئے گی اور ہمارے نوجوانوں کو کسی سوچ سمجھ کے بغیر حالات کے

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

دھارے میں دھکیل دے گی۔"

"عمل کسی پہلے سے طے کیے ہوئے منصوبے کا محتاج نہیں۔ یہ مکتب میں پڑھائی ہوئی منطق کا پابند نہیں بلکہ انسان کے دل سے نکل کر خارجی دنیا میں آتے ہوئے اپنی منطق خود پیدا کرتا ہے۔"

خطبۂ صدارت آل انڈیا مسلم کانفرنس ۲۱ مارچ ۱۹۳۲ء Sherwani

☆

علامہ سمجھتے تھے کہ ہندوستان کی ہندو جماعتوں کی حمایت نے مہاراجہ کشمیر کی ہمت بندھائی تھی کہ اُس کے ہرکارے کشمیری عوام کے ساتھ ظلم اور بربریت کا ایسا سلوک رَوا رکھیں جسے سن کر رُوح کانپ اُٹھتی تھی۔ نتیجہ یہ تھا کہ پوری وادی میں بغاوت اور لاقانونیت کے شعلے بھڑک رہے تھے۔ انگریز سپاہیوں کی موجودگی ہی کسی حد تک ریاست کی بالادستی کو قائم رکھ پا رہی تھی۔

خطبۂ صدارت آل انڈیا مسلم کانفرنس ۲۱ مارچ ۱۹۳۲ء Sherwani

برطانوی حکومت نے کشمیر کے مسئلے کی تحقیقات کروائیں۔ مڈلٹن رپورٹ (Middleton Report) شائع ہوئی۔ بعض حقائق کا اعتراف کیا گیا۔ ان کی روشنی میں کوئی لائحۂ عمل بنانے سے گریز کی گئی۔ مسلمانوں کی تشفی نہ ہوئی۔

"معاملہ اُن مراحل سے گزر چکا ہے جہاں تحقیقات سے کوئی معنی خیز نتیجہ برآمد ہو سکے،" علامہ اقبال کا خیال تھا۔ "دنیا بھر کے عوام میں خودآگہی کا بڑھتا ہوا احساس اپنے آپ کو تسلیم کروانا چاہتا ہے اور یہ مطالبہ انتظامی امور میں زیادہ حصہ لینے کی خواہش کی صورت میں سامنے آ رہا ہے۔" کشمیر میں جمہوری اسمبلی کا قیام بھی وہاں کے عوام کا مطالبہ تھا۔

خطبۂ صدارت آل انڈیا مسلم کانفرنس ۲۱ مارچ ۱۹۳۲ء Sherwani

علامہ کے خیال میں کشمیر کا مسئلہ عوام کی بڑھتی ہوئی خودآگہی سے پیدا ہوا تھا۔ مطالبات جائز تھے بلکہ ساری دنیا کے عوام اپنی اپنی حکومتوں سے اسی قسم کے مطالبات کر رہے تھے۔ کشمیری عوام کو کسی بین الاقوامی سازش میں ملوث سمجھنا، انہیں قانون شکنی کا مرتکب قرار دینا یا پولیس اور فوج کی مدد سے اس مسئلے کو حل کرنا پوری صورت حال کو غلط رنگ دینے کے مترادف تھا۔ حقیقت سے گریز تھی۔ برا نتیجہ نکل سکتا تھا۔

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

خطبۂ صدارت آل انڈیا مسلم کانفرنس ۲۱ مارچ ۱۹۳۲ء Sherwani

☆

جاوید نامہ فروری ۱۹۳۲ء کے اوائل میں کسی وقت شائع ہوئی۔

رفیع الدین ہاشمی (۱۹۸۲-۲۰۰۱)، ص ۱۵۵

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

باب۳

طارق بن زیاد کا ساحل

[فروری ۱۹۳۲ء سے 'مسجدِ قرطبہ' کی تخلیق تک]

☆

ہندوستان میں جو کچھ ہو رہا تھا اُسے علامہ اقبال ایک آنے والے طوفان کا پیش خیمہ سمجھتے تھے۔ نہ صرف ہندوستان پورا ایشیا اس طوفان کی لپیٹ میں آنے والا تھا۔ ایشیا کے عوام استحصال کی اُس معیشت کو نہیں سمجھ سکتے تھے جسے مغربی سرمایہ داری نے جنم دیا تھا اور مشرقی اقوام پر مسلط کرنا چاہتی تھی۔ اِس عمل میں کانگریس مغرب کی سرگرم معاون تھی اگرچہ بظاہر مغربی استعمار کے خلاف جنگ آزما نظر آ رہی تھی۔

اِس شیطانی نظام کے خلاف جو قوت کام آ سکتی تھی وہ اسلام تھا۔ یہ ایک نئی دنیا کو وجود میں لا سکتا تھا جہاں معاشرے میں انسان کا مقام اُس کی ذات، نسل یا آمدنی سے نہیں بلکہ اِس بات سے متعین ہوتا کہ وہ کیسی زندگی گزارتا ہے۔ جہاں غریب امیر پر ٹیکس لگا سکتے اور معاشرے کی بنیاد پیٹ کی مساوات پر نہیں بلکہ روح کی مساوات پر ہوتی۔ جہاں ایک اچھوت بھی بادشاہ کی بیٹی سے شادی کر سکتا۔ جہاں ذاتی ملکیت ایک امانت سمجھی جاتی اور سرمایے کو یوں اکٹھا نہ ہونے دیا جاتا کہ وہ محنت کش کی غلامی کا سبب بنا جائے۔ یہ شاندار تصورات اسلام کی روح میں مضمر تھے بشرطیکہ اسلام کو قرونِ وسطیٰ کے توہمات سے نجات دلائی جا سکتی۔

علامہ محسوس کر رہے تھے کہ اُن کی نسل کے بزرگوں نے آیندہ نسل کو اِس مقصد کے لیے تیار نہیں کیا تھا۔

خطبۂ صدارت آل انڈیا مسلم کانفرنس ۲۱ مارچ ۱۹۳۲ء Sherwani

☆

۱۲ فروری ۱۹۳۲ء کے دستخط کے ساتھ سوامی شری پروہت نے اپنی کتاب اقبال کو پیش کی:

Swami Shri Purohit. *The Song of Silence.* V. S. Chitale, Poona

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

☆

لیفٹننٹ کمانڈر کینوردی (Kenworthy) کا بیان شائع ہوا۔ علامہ اقبال کے اِس شبے کی تصدیق ہوگئی کہ گول میز کانفرنس میں مسلمان نمایندوں کے ۲۶ نومبر والے اعلان کے پیچھے بعض انگریز سیاست دانوں کا ہاتھ تھا۔ کینوردی نے کہا تھا:

> I understand that the moderate leaders in London were badly advised on this matter by certain English politicians, that they listened too readily to their advice and rejected the great instalment of provincial autonomy. And the curious thing is that the Mahatma was apparently ready to consider this instalment sympathetically.

علامہ کے خیال میں کینوردی کا اِشارہ مسلمان نمایندوں کی طرف تھا۔

خطبۂ صدارت آل انڈیا مسلم کانفرنس ۲۱ مارچ ۱۹۳۲ء Sherwani

☆

صوبہ سرحد کی صورت حال کے بارے میں واضح خبریں نہیں آتی تھیں۔ پھر بھی معلوم ہوا تھا کہ ہزاروں پٹھان گرفتار ہو چکے ہیں یا سزا پا گئے ہیں۔ علامہ اقبال کے خیال میں یہ حکومت کی ناسمجھی تھی کہ سرحد میں آئینی اصلاحات کے نفاذ کے ساتھ ہی عملاً ایسے اقدامات شروع کر دیے تھے جو مارشل لا جیسے تھے۔ کانگریس کے حامی عبدالغفار خاں کا اثر زیادہ تر پڑھے لکھے نوجوانوں تک محدود تھا مگر حکومت کی بیجا سختی اور سنگدلی کی وجہ سے صوبے کے دیہاتوں اور دُور دراز علاقوں میں رہنے والے عوام بھی ردِ عمل پر آمادہ ہو رہے تھے۔

خطبۂ صدارت آل انڈیا مسلم کانفرنس ۲۱ مارچ ۱۹۳۲ء Sherwani

☆

۲۱ مارچ کو لاہور میں آل انڈیا مسلم کانفرنس کا اجلاس ہوا۔ علامہ اقبال صدر تھے۔ جو کچھ کہنا تھا دو برس پہلے مسلم لیگ کے الٰہ آباد والے اجلاس کے خطبۂ صدارت میں کہہ چکے تھے۔ اہم نکات کا اعادہ ہوا:

۱ معاملات اتنے واضح ہو چکے ہیں کہ قوم کو رہنمائی کی نہیں بلکہ اس بات کی ضرورت ہے کہ تمام

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

افراد کے ارادے ایک واحد مقصد پر مرکوز ہو جائیں۔

۲ سیاست کی جڑیں انسان کی روحانی زندگی میں ہیں۔ قومیت پرستی کا جو تصور مغرب سے ہندوستان میں برآمد ہوا ہے اُس کی مخالفت صرف اس لیے ضروری نہیں کہ اس کی وجہ سے مسلمانوں کے مادی مفادات پر زَد پڑتی ہو بلکہ یہ تصور دورِ جدید میں اِنسانیت کے لیے سب سے بڑا خطرہ ہے۔ حُبُ الوطنی کا محورِ انسان کا مذہب، ثقافت اور تاریخی روایت ہونی چاہیے نہ کہ زمین کا وہ ٹکڑا جس کے ساتھ اُس کی روح عارضی طور پر منسلک ہے۔

۳ فرقہ وارانہ مسئلے کا کوئی ایسا تصفیہ مسلمانوں کو قبول نہ ہوگا جس میں انہیں اُن صوبوں میں اکثریتی حقوق سے محروم کیا جائے جہاں وہ حقیقتاً اکثریت میں ہیں۔

۴ مسلمانوں کے متفقہ مطالبات میں سے دو منظور ہوئے ہیں: جداگانہ انتخابات کا تسلسل اور صوبہ سرحد کی آئینی حیثیت۔ بقیہ مطالبات پر خاموشی اختیار کر کے حکومت مسلمانوں کو اس شبہے میں مبتلا کر رہی ہے کہ وہ ہر قیمت پر کانگریس کی خوشنودی چاہتی ہے۔ بقیہ مطالبات یہ ہیں:

۱ مکمل صوبائی خودمختاری

۲ برطانوی پارلیمنٹ سے ہندوستانی صوبوں کو اِقتدار کی منتقلی

۳ وفاقی اِکائیوں کے درمیان برابری، وفاقی۔مرکزی۔صوبائی کی بجائے صرف وفاقی اور صوبائی درجوں میں موضوعات کی تقسیم

۴ پنجاب اور بنگال میں اکثریتی حقوق، سندھ کی بمبئی سے غیر مشروط علیحدگی

۵ مرکز میں ایک تہائی حصہ

۵ مسلمانوں کو کانگریس کی موجودہ تحریک کا ساتھ ہرگز نہیں دینا چاہیے۔ یہ تحریک صرف انگریز حکومت کے خلاف نہیں بلکہ اس کا اصل ہدف اقلیتیں ہیں۔

۶ صوبہ سرحد اور کشمیر میں مسلمانوں پر جو سختیاں ہو رہی ہیں اُن سے باقی ہندوستان کے مسلمانوں کو لاتعلق نہیں رہنا چاہیے۔

۷ یہ تمام حالات ایک بڑے طوفان کا پیش خیمہ ہیں جو پورے ایشیا کو لپیٹ میں لے لے گا۔

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

مسلمانوں کو اِسلام کی روشنی میں مستقبل کو دیکھنا چاہیے لیکن اس کے لیے اسلام کو ماضی کے توہمات سے آزاد کرنا ضروری ہے۔

۸ ہندوستان کے مسلمانوں کو واضح لائحۂ عمل تیار کرنا چاہیے جس کی بنیاد اِس آگہی پر ہونی چاہیے کہ مسلمان عوام اپنے اجتماعی وجود کی بقا کے لیے ایثار کے جذبے سے سرشار ہیں۔ اُن میں کوئی کمی نہیں بلکہ کمی پڑھے لکھے مسلمانوں کی ہے جو اپنے ذہنوں کو بیرونی اثرات سے محفوظ نہیں رکھ سکتے۔ چنانچہ پڑھے لکھوں کو عوام کی امنگوں سے رجوع کرنے ضرورت ہے جس کے لیے لائحۂ عمل یہ ہونا چاہیے:

۱ ہندوستان میں مسلمانوں کی صرف ایک جماعت ہونی چاہیے جس میں اتنی وسعت ہو کہ اس میں مختلف مکاتیبِ فکر سما سکیں۔

یہ وہ نکتہ تھا جسے بعد میں محمد علی جناح نے اپنی سیاست کی بنیاد بنایا۔ پوری تحریکِ پاکستان اِسی نکتے پر چلائی گئی البتہ مسلمانوں کے اجماع سے یہ مرکزی حیثیت آل انڈیا مسلم لیگ کو حاصل ہوئی نہ کہ کسی اور جماعت کو۔

۲ اس مرکزی تنظیم کو فوری طور پر پچاس لاکھ روپے جمع کرنے چاہئیں۔ ہندوستان کے مسلمان غریب سہی لیکن پھر بھی وہ اِس مقصد میں مدد کریں گے۔

۳ نوجوانوں کی تنظیمیں اور رضا کاروں کے دستے قائم کیے جائیں جو مرکزی تنظیم کی رہنمائی میں دیہی علاقوں میں سماجی خدمت، رسومات کی اصلاح، ملّت کی معاشی تنظیم اور معاشی پراپیگنڈہ کا کام کریں۔ دیہی آبادی اور کسانوں کے دُکھ دُور کرنے کی ضرورت ہے۔

۴ ہندوستان کے تمام شہروں میں مردوں اور عورتوں کے لیے غیر سیاسی ثقافتی ادارے قائم کیے جائیں (ہارٹوگ کمیٹی کی عبوری رپورٹ میں پیش کی ہوئی تجاویز بھی پیشِ نظر رکھی جائیں)۔

۵ علماً کی اسمبلی بنائی جائے جس میں جدید قانون پڑھے ہوئے مسلمان وکلاً بھی شامل ہوں۔

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

Presidential Address

Delivered at the Annual Session of the All-India Muslim Conference, Lahore, 21st March 1932

[Excerpt]

Gentlemen, the Muslims of India have listened to so many addresses from their political platforms that the more impatient of them have already begun to suspect our deliberations which, they think, tend to enfeeble, and eventually to kill, the spirit of action that lies dormant in the heart of Islam... I am grateful to you for the confidence you have placed in me at this critical moment; but I certainly cannot congratulate you on your choice of a man who is nothing more than a visionary idealist. Perhaps you think you need a visionary at this juncture; for where there is no vision the people perish. Perhaps you think I am better equipped for the presidential chair of this assembly after my experiences at the London Conference. To reveal an ideal freed from its temporal limitations is one function: to show the way how ideals can be transformed into living actualities is quite another... However, I gladly accept the difficult position in which you have placed me, not because I consider myself fit for that position, but because the issues have fortunately become so clear that the whole thing now depends not so much on the guidance of one particular individual as on the force of all the individual wills focused on a single purpose.

Politics have their roots in the spiritual life of man. It is my belief that Islam is not a matter of private opinion. It is a society, or, if you like, a civic church. It is because present-day political ideals, as they appear to be shaping themselves in India, may affect its original structure and character that I find myself interested in politics. I am opposed to nationalism as it is understood in Europe, not because, if it is allowed to develop in India, it is likely to bring less material gain to Muslims. I am opposed to it because I see in it the germs of atheistic materialism which I look upon as the greatest danger to modern humanity. Patriotism is a perfectly natural virtue and has a place in the moral life of man. Yet that which really matters is a man's faith, his culture, his historical tradition. These are the things which, in my eyes, are worth living for and dying for, and not the piece of earth with which the spirit of man happens

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

to be temporarily associated. In view of the visible and invisible points of contact between the various communities of India I do believe in the possibility of constructing a harmonious whole whose unity cannot be disturbed by the rich diversity which it must carry within its own bosom... In so far then as the fundamentals of our policy are concerned, I have got nothing fresh to offer. Regarding these I have already expressed my views in my address to the All-India Muslim League. In the present address I propose, among other things, to help you, in the first place, in arriving at a correct view of the situation as it emerged from a rather hesitating behaviour of our delegation at the final stages of the deliberations of the Round Table Conference. In the second place, I shall try, according to my lights, to show how far it is desirable to construct a fresh policy now that the Premier's announcement at the last London Conference has again necessitated a careful survey of the whole situation...

...It is obvious that our delegates did their best to arrive at a communal settlement. The only thing which is mystery to me, and which will perhaps ever remain a mystery, is the declaration made on 26th of November by our spokesmen in the Federal Structure Committee to the effect that they agreed to the simultaneous introduction of provincial autonomy and central responsibility... All that I can say is that the Muslim community considers the declaration a very grave error and I have no doubt that this Conference will give an emphatic expression to their views on this important matter.

...The next question is to explore the possibilities of shaping, if necessary, a new policy after the disappointing announcement made by the British Premier at the close of the last London Conference. Muslims have naturally grown apprehensive of Government's attitude towards the problem of communal settlement. They suspect that the Government will purchase Congress co-operation at any cost, and that its delay in conceding Muslim demands is only a cover for the possibility of finding some basis for negotiations with that body. The policy of trusting the Government in regard to political issues seems to be rapidly losing its hold on the mind of the community... The continuance of separate electorates and the status of the Frontier Province are no doubt assured, but complete provincial autonomy, transfer of power from Parliament to Indian provinces, equality of federal units, classification of subjects, not into federal, central and provincial, but into federal and provincial only, majority rights in

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

the Punjab and Bengal, unconditional separation of Sind, and one-third share in the centre, constitute no less essential elements of our demand. The Premier's silence on these points has only resulted in the unsound policy of war with the Congress and no peace with the rest of the country. Shall we then join the Congress in their present campaign? My answer without a moment's hesitation is "No". A careful reading of the underlying motives of this movement will make it perfectly clear.

...To my mind this movement has its roots in fear and resentment. The Congress leaders claim that they are the sole representatives of the peoples of India. The last Round Table Conference made it abundantly clear that they were not. This they naturally resent. They know that the British people and the rest of the world now fully realise the importance of communal settlement in India. They further know that the minorities of India have arrived at a pact, and that the British Government has given a notice to enforce a provincial settlement of their own, in case the Indians themselves failed to arrive at one. The Congress leaders fear that the British Government in their provisional settlement of the communal problem may concede to the minorities what they demand. They have, therefore, started the present campaign to bolster up a claim which has no foundation in fact, to defeat a pact which, they fear, may find a place in the coming constitution, and to force the Government to settle the matter of minorities with the Congress alone. The Congress resolution, in pursuance of which the civil disobedience campaign was launched, made it perfectly clear that since Government had refused to regard Mahatma Gandhi as the sole representative of the country, the Congress decided on civil disobedience. How can then a minority join a campaign which is directed as much against itself as against the Government?

...Let me state the position as plainly as possible. The British undertook to give a provisional decision of the communal problem in case the communities of India did not arrive at a mutual settlement after their representatives had returned from the second Round Table Conference. This undertaking was thoroughly consistent with the claim and policy of the British as a third party, holding the balance between the contending communities of India. The British Government's present attitude, however, would show that they do not mean to function as an impartial holder of balance in India, and are

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

indirectly driving the Indian communities, which are mainly Hindus and Muslims, to a kind of civil war... The Muslim community is thus brought to face the question whether it is in the interest of the community that their present policy which has so far obviated British difficulties and brought no gain to the community shall continue for any further period of time. This is a question for the open Conference to decide. All that I can say at the present stage is that, if you decide to discontinue this policy, your immediate duty is to prepare the whole community for the kind of self-sacrifice without which no self-respecting people can live an honourable life. The most critical moment in the history of the Indian Muslims has arrived. Do your duty or cease to exist.

Gentlemen, I now request you to turn for a moment to two matters of gravest concern to the Muslims of India-I mean the Frontier Province and Kashmir which, I have no doubt, are uppermost in your mind... [The] attitude of the British Government towards our demands and the gravity of the situation in the Frontier Province and Kashmir claim our immediate attention. But what claims our immediate attention is not our only concern. We must have a clear perception of the forces which are silently moulding the future, and place a relatively permanent programme of work before the community in view of the probable direction of events in the country. The present struggle in India is sometimes described as India's revolt against the West. I do not think it is a revolt against the West; for the people of India are demanding the very institutions which the West stands for. Whether the gamble of elections, retinues of party leaders and hollow pageants of parliaments will suit a country of peasants to whom the money economy of modern democracy is absolutely incomprehensible is a different question altogether. Educated urban India demands democracy. The minorities, feeling themselves as distinct cultural units, and fearing that their very existence is at stake, demand safeguards, which the majority community, for obvious reasons, refuses to concede. The majority community pretends to believe in a nationalism theoretically correct, if we start from Western premises, belied by facts, if we look to India. Thus the real parties to the present struggle in India are not England and India, but the majority community and the minorities of India which can ill-afford to accept the principle of Western democracy until it is properly modified to suit the actual conditions of life in India.

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

...These phenomena, however, are merely premonitions of a coming storm, which is likely to sweep over the whole of India and the rest of Asia. This is the inevitable outcome of a wholly political civilisation which has looked upon man as a thing to be exploited and not as a personality to be developed and enlarged by purely cultural forces. The peoples of Asia are bound to rise against the acquisitive economy which the West has developed and imposed on the nations of the East. Asia cannot comprehend modern Western capitalism with its undisciplined individualism. The faith which you represent recognises the worth of the individual, and disciplines him to give away his all to the service of God and man. Its possibilities are not yet exhausted. It can still create a new world where the social rank of man is not determined by his caste or colour, or the amount of dividend he earns, but by the kind of life he lives; where the poor tax the rich, where human society is founded not on the equality of stomachs but on the equality of spirits, where an Untouchable can marry the daughter of a king, where private ownership is a trust and where capital cannot be allowed to accumulate so as to dominate the real producer of wealth. This superb idealism of your faith, however, needs emancipation from the medieval fancies of theologians and legists. Spiritually we are living in a prison-house of thoughts and emotions which during the course of centuries we have woven round ourselves. And be it further said to the shame of us-men of older generation-that we have failed to equip the younger generation for the economic, political and even religious crises that the present age is likely to bring. The whole community needs a complete overhauling of its present mentality in order that it may again become capable of feeling the urge of fresh desires and ideals. The Indian Muslim has long ceased to explore the depths of his own inner life. The result is that he has ceased to live in the full glow and colour of life, and is consequently in danger of an unmanly compromise with forces which, he is made to think, he cannot vanquish in open conflict. He who desires to change an unfavourable environment must undergo a complete transformation of his inner being. God changeth not the condition of a people until they themselves take the initiative to change their condition by constantly illuminating the zone of their daily activity in the light of a definite ideal. Nothing can be achieved without a firm faith in the independence of one's own inner life. This faith alone keeps a

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

people's eye fixed on their goal and saves them from perpetual vacillation. The lesson that past experience has brought to you must be taken to heart. Expect nothing from any side. Concentrate your whole ego on yourself alone, and ripen your clay into real manhood if you wish to see your aspirations realised. Mussolini's maxim was: "He who has steel has bread." I venture to modify it a bit and say: "He who is steel has everything." Be hard and work hard. This is the whole secret of individual and collective life. Our ideal is well defined. It is to win in the coming constitution a position for Islam which may bring her opportunities to fulfil her destiny in this country. It is necessary in the light of this ideal to rouse the progressive forces of the community and to organise their hitherto dormant energies. The flame of life cannot be borrowed from others; it must be kindled in the temple of one's own soul. This requires earnest preparation and a relatively permanent programme. What then shall be our future programme? I am inclined to think that it should be partly political, partly cultural. I venture to offer a few suggestions for your consideration.

1 First, we must frankly admit that there is yet a sort of chaos in the political thought of those who are supposed to guide the activities of the Indian Muslims in the present-day political struggle. The community, however, is not to blame for this state of things. The Muslim masses are not at all lacking in the spirit of self-sacrifice when the question of their ultimate destiny in this country is involved. Recent history bears ample testimony to what I say. The fault is ours, not theirs. The guidance offered to the community is not always independently conceived, and the result is ruptures, sometimes at critical moments, within our political organizations. Thus these organizations cannot properly develop the kind of discipline which is so absolutely essential to the life and power of political bodies. To remedy this evil I suggest that the Indian Muslims should have only one political organization with provincial and district branches all over the country. Call it whatever you like. What is essential is that its constitution must be such as to make it possible for any school of political thought to come into power, and to guide the community according to its own ideas and methods. In my opinion this is the only way to make

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

ruptures impossible, and to reintegrate and discipline our scattered forces to the best interests of Islam in India.

2 Secondly, I suggest that this central organisation should immediately raise a national fund of at least 50 lakhs of rupees. No doubt we are living in hard times but you may rest assured that the Muslims of India will not fail to respond to your call if a genuine effort is made to impress upon them the gravity of the present situation.

3 Thirdly, I suggest the formation of youth leagues and well-equipped volunteer corps throughout the country under the control and guidance of the central organisation. They must specially devote themselves to social service, customs reform, commercial organisation of the community and economic propaganda in towns and villages, especially in the Punjab where enormous indebtedness of Muslim agriculturists cannot be allowed to wait for the drastic remedies provided by agrarian upheavals. Things appear to have reached the breaking point as in China in 1925 when peasant leagues came into being in that country. The Simon Report admits that the peasant pays a "substantial portion" of his means to the State. The State, no doubt, gives him in return peace and security, trade and communication. But the net result of these blessings has been only a kind of scientific exactitude in taxation, destruction of village economy by machine-made goods and the commercialisation of crops which makes the peasant almost always fall a prey to money-lenders and commercial agents. This is a very serious matter especially in the Punjab. I want the proposed youth leagues to specialise in propaganda work in this connection, and thus to help the peasantry in escaping from its present bondage. The future of Islam in India largely depends, in my opinion, on the freedom of Muslim peasants in the Punjab. Let then the fire of youth mingle with the fire of faith in order to enhance the glow of life and to create a new world of actions for our future generations. A community is not merely a purely present and numerable whole of men and women. Indeed its life and activity as a living reality

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

cannot be fully understood without a reference to that unborn infinity which lies asleep in the deeps of its inner being.

4 Fourthly, I suggest the establishment of male and female culture institutes in all the big towns of India. These institutes as such should have nothing to do with politics. Their chief function should be to mobilise the dormant spiritual energy of the younger generation by giving them a clear grasp of what Islam has already achieved and what it has still to achieve in the religious and cultural history of mankind. The progressive forces of a people can be roused only by placing before them a new task calculated to enlarge the individual to make him comprehend and experience the community, not as a heap of isolated fragments of life, hut as a well-defined whole possessing inner cohesion and solidarity. And when once these forces are roused they bring fresh vigour for new conflicts, and that sense of inner freedom which enjoys resistance and holds out the promise of a new self. These institutes must keep in close touch with our educational institutions-old and new with a view to secure the ultimate convergence of all the lines of our educational endeavour on a single purpose. One practical suggestion I can immediately make. The Hartog Committee's interim report, now apparently forgotten in the rush of other political problems, makes the following recommendation which I consider of the utmost importance for the Muslims of India:

> There can be no doubt that if in provinces where the educational progress of the Muhammadan community is impeded by religious difficulties, such arrangements for religious instruction can be made as will induce that community to send its children to ordinary schools, the public system will gain both in economy and efficiency and much will be done to free the community from the handicap and the reproach of educational backwardness.
>
> We are fully aware that such arrangements are not easy to make and that in other countries they have given rise to much

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

> controversy.... But in our opinion the time is ripe and more than ripe for a determined effort to devise practical plans (pp. 204-05).

And again on p. 206, while discussing reservations, the Report says:

> If therefore special arrangements inside the public system were made now, and possibly for some time to come, to enable the Muhammadan community to take its full share in the life and in the advance of the nation, this would not, in our opinion, be inconsistent either with sound democratic or sound educational principles. We wish we could say that no reservations are necessary and we should certainly wish that they should be as small as possible. As complications of an educational system they are undesirable in themselves, but since, in our belief they represent a necessary alternative to leaving the Muhammadan community in its present backward state, and leaving it to take the poor changes afforded by a system of segregate institutions, we have no hesitation in embracing that alternative as justifiable on broad grounds of national policy.

The proposed cultural institutes or till their establishment the All-India Muslim Conference must see that these recommendations, based as they are on a clear perception of the present handicaps of our community, are carried into effect.

5 Fifthly, I suggest the formation of an assembly of ulema which must include Muslim lawyers who have received education in modern jurisprudence. The idea is to protect, expand and, if necessary, to reinterpret the law of Islam in the light of modern conditions, while keeping close to the spirit embodied in its fundamental principles. This body must receive constitutional recognition so that no bill affecting the personal law of Muslims may be put on the legislative anvil before it has passed through the crucible of this assembly. Apart from the purely practical value of this proposal for the Muslims of India, we must remember that the

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

modern world, both Muslim and non-Muslim, has yet to discover the infinite value of the legal literature of Islam and its significance for a capitalistic world whose ethical standards have long abdicated from the control of man's economic conduct. The formation of the kind of assembly I propose will, I am sure, bring a deeper understanding of the usual principles of Islam at least in this country.

Sherwani

☆

پرفیسر جے اے بروس پنجاب یونیورسٹی میں تاریخ کے پروفیسر مقرر ہوئے تھے۔ متعصب تھے۔ تجویز پیش کی کہ بی اے پاس کورس سے اسلامی تاریخ کا مضمون نکال دیا جائے۔ صرف بی اے آنرز اور ایم اے میں باقی رہے۔ جواز پیش کیا گیا کہ ہندوستان کے لوگوں کو ہندوستان کی تاریخ پڑھنی چاہیے۔ اصل وجہ یہ معلوم ہوتی تھی کہ بی اے پاس کورس میں طلبہ کی تعداد زیادہ ہوتی تھی اس لیے پروفیسر بروس یہ مضمون وہاں سے خارج کرنا چاہتے تھے۔

پنجاب یونیورسٹی کی سینٹ کے اجلاس میں بڑی بحث ہوئی۔ علامہ اقبال موجود نہ تھے۔ ایک ووٹ کی اکثریت سے تجویز منظور ہو گئی۔

ڈاکٹر ملک حسن اختر (۱۹۸۸)، ص ۹۱۔ ان کا حوالہ عبدالسلام خورشید (سرگذشتِ اقبال)، ص ۳۸۸ ہے

☆

اس برس علامہ اقبال پنجاب یونیورسٹی کے لیے جو پرچے جانچنے والے تھے وہ یہ تھے:

بی اے	فارسی پرچہ الف
ایم اے	فارسی دوسرا پرچہ
ایم اے	فارسی چھٹا پرچہ
بی اے آنرز	جنرل فلاسفی دوسرا پرچہ

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

ایم اے　　فلسفہ چوتھا پرچہ

ایم اے　　فلسفہ چھٹا پرچہ

ڈاکٹر ملک حسن اختر (۱۹۸۸)، ص۱۳۳۔ ان کا ماخذ پنجاب گزٹ کی مختلف اشاعتیں ہیں۔

علامہ اقبال نے اس برس پنجاب یونیورسٹی کے پرچے آخری دفعہ جانچے۔ ''اس کے بعد پنجاب گزٹ میں ان کی بہ حیثیت ممتحن تقرری کا ذکر نہیں ملتا،'' ایک محقق کا بیان ہے۔

ڈاکٹر ملک حسن اختر (۱۹۸۸)، ص۸۸

☆

فرنچائز کمیشن کی رپورٹ شائع ہوئی:

۱　جداگانہ انتخابات کا طریقہ برقرار رکھا جائے

۲　انتخابات سے پہلے فہرستیں تیار کر کے معلوم کیا جائے کہ ان میں مختلف ملّتوں (communities) کا تناسب کیا ہے

☆

۵ جون کو فرنچائز کمیشن کی تجاویز کے حق میں علامہ اقبال کا بیان شائع ہوا۔

Sherwani

☆

شملہ میں آل انڈیا مسلم کانفرنس کی ورکنگ کمیٹی کی میٹنگ ہوئی۔ علامہ شریک نہ ہو سکے۔ میٹنگ میں مولانا شفیع داؤدی کو اختیار دیا گیا کہ اگر ۳ جولائی تک حکومت فرقہ وارانہ تصفیے کا اعلان نہ کرے تو ایگزیکٹو کمیٹی کی وہ میٹنگ ملتوی کر دی جائے جو ۳ جولائی کو الٰہ آباد میں ہونے والی تھی۔

علامہ اقبال کا بیان مطبوعہ ۶ جولائی ۱۹۳۲ء بحوالہ Sherwani

پھر سید ذاکر علی اور دُوسروں سے اختلافات پر مولانا شفیع داؤدی نے کانفرنس سے استعفٰے دے دیا۔ پریس میں شائع ہوا تو علامہ نے درخواست کی کہ واپس لے لیں۔ نہ مانے۔

علامہ اقبال کا بیان مطبوعہ ۶ جولائی ۱۹۳۲ء بحوالہ Sherwani

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

☆

۲۹ جون کو آل انڈیا مسلم کانفرنس کے صدر کی حیثیت میں علامہ اقبال کا بیان شائع ہوا۔ کانفرنس کے اگزیکٹو بورڈ کی میٹنگ ملتوی کی جا رہی تھی جو ۳ جولائی کو الٰہ آباد میں ہونے والی تھی۔ اب جولائی کے آخر میں ہونی تھی۔ ورکنگ کمیٹی کی میٹنگ جلد از جلد بلائی جانی تھی۔

Sherwani

☆

انڈین اینوئیل رجسٹر (Indian Annual Register) کے جنوری تا جولائی کے شمارے میں صفحات ۳۰۱-۳۰۶ پر آل انڈیا مسلم کانفرنس کے ۲۱ مارچ والے اجلاسِ لاہور میں دیے گئے علامہ اقبال کے خطبۂ صدارت کے طویل اقتباسات شائع ہوئے۔

Sherwani

☆

آل انڈیا مسلم کانفرنس کے تمام ارکان علامہ کے فیصلے کی پابندی نہ کر سکے۔ کچھ نے مولانا حسرت موہانی کی قیادت میں کانفرنس کے اندر نئی پارٹی بنائی۔ ۴ جولائی کو الٰہ آباد میں ان کی میٹنگ ہوئی۔ گزشتہ روز والے اجلاس کو ملتوی کرنے کے علامہ اقبال کے فیصلے کو آمرانہ قرار دیا گیا۔

علامہ اقبال کا بیان مطبوعہ ۲ جولائی ۱۹۳۲ء بحوالہ Sherwani

☆

۶ جولائی کا علامہ اقبال کا بیان شائع ہوا۔ آل انڈیا مسلم کانفرنس میں نئی پارٹی کے قیام کو خوش آمدید کہتے ہوئے ۲۱ مارچ کو لاہور میں دیے ہوئے خطبۂ صدارت کا حوالہ دیا جس میں خود کہا تھا کہ مسلمانوں کی مرکزی تنظیم صرف ایک ہونی چاہیے مگر اُس میں اتنی وسعت ہو کہ مختلف مکاتیبِ فکر اُس میں رہ سکیں۔

علامہ اقبال کا بیان مطبوعہ ۲ جولائی ۱۹۲۳ء بحوالہ Sherwani

اپنے فیصلے کے بارے میں واضح کیا کہ شملہ میں ورکنگ کمیٹی مولانا شفیع داؤدی کو اجلاس ملتوی کرنے کا اختیار دے چکی تھی اگرچہ انہوں نے استعفے میں وضاحت نہ کی تھی۔ بیشتر اراکین کی رائے یہی تھی کہ اجلاس

(c) 2014 Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

ملتوی کیا جائے اور عوام کی طرف سے بھی اِسی مضمون کے تار موصول ہو رہے تھے:

In the circumstances it is unfair to me to say that I acted as a dictator. According to my judgment, postponement was desired by a majority of members of the Conference. My personal opinion was the same. After giving the matter most anxious consideration I arrived at the conclusion that while it was the duty of the community to fight the Government in case the communal decision was not favourable to Muslims, I ought not to advise them to start any kind of direct action merely because the Government was guilty of not announcing the communal decision within a certain time-limit.

علامہ اقبال کا بیان مطبوعہ ۲ جولائی ۱۹۳۲ء بحوالہ Sherwani

☆

آل انڈیا مسلم کانفرنس کی نئی پارٹی کے ارکان لاہور آئے۔ علامہ اقبال سے ملاقات ہوئی۔ علامہ نے انہیں قائل کر لیا کہ مسلمانوں کو حکومت کی طرف سے فرقہ وارانہ تصفیے پر فیصلے کا اعلان کرنا چاہیے۔ کانفرنس کے اگزیکٹو بورڈ کی میٹنگ اُس کے بعد کرنی چاہیے۔ حکومت نے اِس فیصلے کی ذمہ داری اقلیتوں ہی کے اصرار پر قبول کی تھی۔ ان میں مسلمان بھی شامل تھے۔

علامہ اقبال کا بیان مطبوعہ ۲۵ جولائی ۱۹۳۲ء بحوالہ Sherwani

☆

سِکھ رہنماؤں کی طرف سے قراردادیں منظور ہو کر پریس میں آ گئیں۔ اُجل سنگھ نے کہا تھا کہ سِکھوں کو ہندوستان کی آئینی ترقی سے نہیں بلکہ صرف اپنی برادری کے مفادات سے دلچسپی ہے۔ مسلمانوں کے ساتھ اُن کی رنجش بہت پرانی ہے کیونکہ مغل شہنشاہوں کے ہاتھوں سِکھوں نے بڑے مظالم سہے تھے۔

علامہ اقبال سمجھ رہے تھے کہ یہ قراردادیں ہندوؤں کے اشارے پر پیش کی گئی ہیں۔ عین اُس وقت جب حکومت فرقہ وارانہ تصفیے کا اعلان کرنے والی ہے، یہ حکومت پر دباؤ ڈالنے کا طریقہ ہے۔ سِکھوں کے سوا باقی

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

اقلیتیں مسلمانوں کے مطالبات سے متفق تھیں۔ سِکھ رہنماؤں کے بیانات سِکھ عوام کو مشتعل کر سکتے تھے اور دوسری اقلیتیں اپنے آپ کو زیادہ غیر محفوظ سمجھ سکتی تھیں۔

۲۵ جولائی کو اِس موضوع پر علامہ کا بیان شائع ہوا۔ ایک اور بیان میں اِس بات کی تردید کی کہ آل انڈیا مسلم کانفرنس میں پھوٹ پڑ گئی ہے۔

علامہ اقبال کا بیان مطبوعہ ۲ جولائی ۱۹۳۲ء بحوالہ Sherwani

☆

علامہ اقبال کے پرانے دوست سر جگندر سنگھ جنہوں نے کبھی ان کی نظموں کے ترجمے کیے تھے اور اُن کے بارے میں خوبصورت مضمون لکھا تھا اب سِکھ برادری کے معتبر رہنما تھے۔ اگرچہ بانگِ درا پڑھنے والے لاکھوں قارئین کے لیے اُن کا سب سے نمایاں تعارف شاید ہمیشہ کے لیے یہی ہوتا:

کیسی پتے کی بات جگندر نے کل کہی
موٹر ہے ذوالفقار علی خاں کی کیا خموش

۲۹ جولائی کو سر جگندر کی طرف سے علامہ کو خط ملا۔ سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان سمجھوتے کے لیے بعض نکات درج تھے کہ علامہ چاہیں تو سر جگندر سے اِن نکات پر گفتگو ہو سکتی تھی۔ پنجاب کی اسمبلی میں غیر مسلموں کی ۸۷ نشستوں کے مقابلے پر مسلمانوں کی ۸۸ نشستیں قبول تھیں اگر مسلمان بعض دوسرے مطالبات سے دستبردار ہو جاتے۔ اصرار کیا تھا کہ حکومت کی طرف سے اعلان ہونے سے پہلے یہ مذاکرات ہو جائیں۔ خط پر ''پرائیویٹ'' درج تھا لیکن بہت جلد اس کے مندرجات پریس میں شائع ہو گئے!

علامہ نے پرانے دوست کو اِنکار کر دیا۔ جواب لکھتے ہوئے وضاحت کی کہ بظاہر اِن تجاویز میں مسلمانوں کو پنجاب کی مکمل اسمبلی میں ایک سیٹ کی برتری دی جا رہی ہے لیکن عملاً وہ صوبے میں اُنہیں اکثریت سے محروم ہو جائیں گے بلکہ شاید اقلیت بن جائیں۔ ضروری نہیں تھا کہ مذاکرات حکومت کے اعلان سے پہلے ہی ہوں۔ بعد میں بھی ہو سکتے تھے۔

علامہ اقبال کا بیان مطبوعہ ۱۴ اگست ۱۹۳۲ء بحوالہ Sherwani

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

☆

۳ اگست کو سر جگندر کی طرف سے علامہ کے جواب کے جواب میں ایک خط آیا۔ پچھلی تجاویز کی جگہ نئی پیش کی تھیں۔ علامہ کے نزدیک یہ بھی مسلمانوں کے لیے ناقابلِ قبول تھیں۔

ایسوسی ایٹڈ پریس کا پیغام نظر سے گزرا۔ اس میں تھا کہ سر جگندر نے اقبال کے ساتھ اپنی خط کتابت کے مندرجات حکومت کو بھجوائے ہیں۔ علامہ کا شبہ یقین میں بدل گیا کہ پرانے دوست کی نیت صاف نہ تھی۔ خط کتابت کا مقصد یہی تھا کہ حکومت کی طرف سے ہونے والے اعلان میں تاخیر کروائی جائے۔

۴ اگست کو بیان جاری کیا۔ خط کتابت کی روداد پیش کی۔ پھر صاف الفاظ میں کہا کہ ان مذاکرات کی وجہ سے حکومت کو اپنے اعلان میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے [اقتباس]:

> I, therefore, consider it absolutely necessary to emphasise the fact that since no communal settlement prior or subsequent to the announcement can be acceptable to Muslims unless it provides for 51 per cent seats for Muslims in the provincial legislature as agreed to in the Minorities' Pact, it will only aggravate the situation if the announcement is allowed to be delayed by such negotiations.
>
> It is obvious that Sir Joghendra's proposals recognise the principle of separate electorates to the extent of 150 seats in a total number of 175. His calculations mentioned in his note further give a majority of at least one to Muslims in the total House. In the circumstances I see no reason why our Sikh brethren should not further try to remove Muslim fears of being reduced to a minority or an equality by agreeing to the minimum demands of Muslims which other Indian minorities have already agreed to.

Sherwani

☆

آل انڈیا مسلم کانفرنس کی ورکنگ کمیٹی کا اجلاس دہلی میں ہوا۔ شملہ میں سِکھ مسلم مذاکرات ہو رہے تھے۔

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

کمیٹی نے اس کے خلاف قرارداد منظور کی۔

۱۰ اگست کو سرجگندر سنگھ کا بیان شائع ہوا۔ شکایت کی تھی کہ انہوں نے اقبال کے نام خط میں جو تجاویز پیش کی تھیں اقبال نے ان سے کچھ اور مطالب اخذ کیے ہیں۔ علامہ نے اس کے جواب میں اُسی روز بیان جاری کیا۔

Statement Explaining the Resolution Passed by the Working Committee of the All-India Muslim Conference regarding Sikh-Muslim Conversations

Issued on 10th August, 1932

I consider it my duty to make it perfectly clear why the Working Committee of the All-India Muslim Conference at its last meeting in Delhi passed the resolution relating to the Sikh-Muslim conversations in Simla.

Firstly, while fully recognising the value of communal concord, the members of the Committee thought that such conversations at the present moment might delay the Government announcement and still further aggravate the Sikh-Muslim situation in the Punjab.

Secondly, in view of certain statements issued to the Press by some of the Sikh leaders, they felt that nothing was likely to come out of these conversations. This feeling is amply justified by the latest statement of Sir Jogendra published today. In his letter to me Sir Jogendra clearly mentioned the figures 88 and 87 for Muslims and non-Muslims respectively.

These figures were no doubt based on his calculation relating to special constituencies, but I hope he will excuse me for a bit of cruel psychology when I say that mention of specific figures was perhaps meant only to decoy me in the belief that he agreed at least to a majority of one for Muslims in the total House. Sir Jogendra accuses me of drawing unfortunate inferences from his proposals. I assure him that in the presence of the specific figures mentioned in his letter no inference was necessary.

On the other hand, in spite of these figures, I could not but understand him to mean what he has now plainly stated without the mention of any specific figures, namely, that he offered only a possibility to Muslims for securing more seats out of those allotted to special constituencies.

I agree that he offered only a possibility, but if this is the Sikh view of the

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

situation then the Working Committee of the All-India Muslim Conference was right in thinking that there was no likelihood of any material settlement.

Again Sir Jogendra says that whatever the offer was, it was not made on behalf of the Sikh community. I do not pretend to know anything about the origin of his proposal. Nor was it necessary to hazard a guess. After giving some important details of his proposals Sir Jogendra himself says in his letter:

Muslims to give support to Sikhs to secure for them 5 per cent seats in the Central Legislature, 6 per cent in the Frontier Province and a seat in the Central Cabinet. The Sikhs will join the Minorities' Pact.

However, it is unnecessary now to enter into a controversy of the kind. My object in this statement is to make the position of the Working Committee as clear as possible and I hope I have done so.

As far as the Sikh-Muslim conversations at Simla are concerned, I must make it plain that although I would welcome any reasonable material settlement, which need not necessarily be prior to the announcement to be made on August 17, I cannot, as President of the Muslim Conference, participate in these conversations unless properly authorised by the Working Committee of that body.

☆

۱۷ اگست کو حکومت نے کمیونل ایوارڈ یعنی فرقہ وارانہ تصفیے کا اعلان کیا۔ علامہ اقبال نے محسوس کیا کہ دو اصول مدِنظر رکھنے کی کوشش کی گئی تھی:

۱ کوئی اکثریت اقلیت میں تبدیل نہ ہونے پائے

۲ اقلیتوں کے مفادات کے تحفظ کے لیے انہیں مناسب ویٹج (weightage) دیا جائے

پھر بھی علامہ کے خیال میں مسلمانوں کے ساتھ ناانصافی ہوئی تھی:

۱ پنجاب میں مسلمانوں کی اکثریت اِس بات سے مشروط ہوگئی تھی کہ کچھ مسلم نمایندے مخلوط نشستوں پر بھی کامیاب ہوں

۲ بنگال میں مسلمانوں کی اکثریت اقلیت میں بدل گئی تھی گویا وہاں ایوارڈ کے پہلے بنیادی اصول کا اطلاق نہیں کیا گیا تھا

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

۳ صوبہ سرحد میں ہندو اقلیت کو جس قسم کی مراعات دی گئی تھیں ویسی مراعات کسی ایسے صوبے میں مسلمانوں کو نہیں ملی تھیں جہاں مسلمان اقلیت میں ہوں

تب بھی ہندو پریس کی طرف سے اعتراضات کی بھرمار ہوئی۔ بمبئی سے کسی دل جلے نے کہا کہ ایوارڈ علامہ اقبال کا لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ صرف سر تیج بہادر سپرو کا ماہرانہ تجزیہ علامہ اقبال کو حقیقت پسندی پر مبنی دکھائی دیا۔ اُن کے خیال میں سپرو صرف حال ہی نہیں بلکہ مستقبل پر بھی نظر رکھتے تھے۔

علامہ کا اپنا خیال یہ تھا کہ محض صوبائی اسمبلیوں میں نشستوں سے حاصل ہونے والا فائدہ اس پر منحصر تھا کہ صوبوں کو کیا اختیارات ملتے ہیں۔ اس کا فیصلہ ہونا ابھی باقی تھا۔ مسلمانوں کو اس طرف توجہ دینی چاہیے تھی۔ ناخواندگی کا خاتمہ اور معاشی غلامی سے نجات اُن کی ترجیحات ہونی چاہیے تھیں۔

علامہ اقبال کا بیان مجریہ ۲۴ اگست ۱۹۲۲ء بحوالہ Sherwani

☆

آل انڈیا مسلم کانفرنس کے اگزیکٹو بورڈ کی میٹنگ جو حکومت کے اعلان کے انتظار میں موخر ہوئی تھی، اب دہلی میں ہوئی۔ ۲۳ اگست کو کمیونل ایوارڈ کے بارے میں ہندوستان کے مسلمانوں کے موقف کی وضاحت میں قرارداد منظور ہوئی۔

علامہ اقبال کا بیان مجریہ ۲۴ اگست ۱۹۲۲ء بحوالہ Sherwani

اگلے روز علامہ نے بیان جاری کیا [اقتباس]:

> The important question for Muslims, however, is: what is to be done? I believe that a perfectly constitutional method is open to Muslims to adopt in this connection. Bengal is one of those provinces which have demanded two Houses of Legislature. The constitution of an Upper House for it is yet to be framed and what the relations between the two Houses will be and whether the Government will be responsible to the Lower House only or to both Houses put together, are questions which are yet to be settled. If representation on a population basis is secured for Muslims in the Upper House and if Government is made responsible

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

to both Houses put together, Muslims may still have a majority in that province. In view of the fact that special interests have received full attention in the Lower House the above method will only do bare justice to Bengal Muslims.

I must add that mere allotment of seats to various communities is in itself of no great consequence. What is vital is the amount of power which may be transferred to the provinces of India. If real power comes to the provinces there is no doubt that the minorities of India, Muslims and non-Muslims will have an opportunity of improving their political position in the country and that in working out the coming constitution, Muslims in their majority provinces will, in view of their past history and traditions, prove themselves free from all pettiness of mind and narrowness of outlook. Their one duty, to my mind, is a war against illiteracy and economic slavery.

Sherwani

☆

Corporeal Resurrection

[Excerpt]

...the Quran bases its arguments in support of resurrection, not on any events in history, but on the personal experience of every individual. This is exactly the argument which the modern scientific research as quoted above [from John Butler Burke (1931): *The Emergence of Life - Being a Treatise of Mathematical Philosophy and Symbolic Logic by Which New Theory of Space and Time is Evolved*] has advanced, viz, the same "time and tune" which brought the monads together the first time and caused his creation, may once more summon together after death the same monads and cause the second creation of man.

It may, however, be noted here that this return to life after death is

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

nothing in the sense of the cycles of births and rebirths as commonly understood. The Quran supports the scientific view that life is a forward movement. There is no coming hack... Just as the moon goes through various stages, from the crescent to the full moon, even so is man to advance from a lower to a higher form of life.

Muslim Revival (Lahore), September 1932

میرا ماخذ Sherwani ہے۔ مرتب نے لکھا ہے: Also reproduced by Civil and Military Gazette, Lahore, 21st April, 1952

☆

جمعے کو علامہ اقبال شملہ سے واپس آئے۔ خلافت کانفرنس کی طرف سے شیخ عبدالمجید سندھی کا تار منتظر تھا۔ ہندوؤں کے ساتھ سمجھوتے کے لیے مسلم رہنماؤں کا اجلاس بلانے کے متعلق رائے مانگی تھی۔ بمبئی میں عبدالمجید سندھی کی ملاقات پنڈت مدن موہن مالویہ، مولانا شوکت علی، مولانا ابوالکلام آزاد اور دوسرے رہنماؤں سے ہوئی تھی۔ اُسی میں یہ تجویز سامنے آئی تھی۔

علامہ نے جوابی تار میں کہا کہ اجلاس غیر مناسب ہوگا جب تک ہندوؤں کی طرف سے کوئی واضح پیشکش سامنے نہ ہو۔ اُسی شام عبدالمجید سندھی کا تار پھر آیا۔ کہا تھا کہ آپ کا تار دیر میں ملا۔ غیر رسمی اجلاس بلایا جا چکا ہے۔ علامہ بھی شرکت فرمائیں۔ علامہ نے جوابی تار میں کہا کہ فیصلے پر نظرِ ثانی کی جائے۔ وہ اِس میٹنگ کو غیر مناسب سمجھتے ہیں۔ شریک نہ ہو سکیں گے۔

اجلاس لکھنؤ میں ہو رہا تھا۔ علامہ کو تار موصول ہونے لگے کہ اس کے بارے میں آل انڈیا مسلم کانفرنس کے موقف کی وضاحت کریں۔

یہ تمام تفصیلات علامہ اقبال کے بیان مجریہ ۱۸ کتوبر ۱۹۳۲ء سے اخذ کی گئی ہیں۔ بحوالہ Sherwani

۱۸ اکتوبر کو بیان جاری کیا۔ اجلاس لکھنؤ سے ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان اتفاق کی راہ ہموار نہیں ہو سکتی تھی۔ صرف مسلمانوں کی اپنی صفوں میں نااتفاقی پیدا کر سکتی تھی۔ ملّتِ اسلامیہ نے جداگانہ انتخابات کے حق میں فیصلہ دے دیا تھا۔ رہنماؤں کو ملّت کے فیصلوں کا احترام سیکھنے کی ضرورت تھی۔ ایک طے شدہ مسئلے کو دوبارہ کھول کر وہ قوم کی توجہ اُن اہم آئینی مسائل کی طرف سے ہٹا رہے تھے جن کا طے ہونا ابھی باقی تھا

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

[اقتباس]:

I consider it my duty to voice the community's strong opposition to the proposed Lucknow conference. In the absence of definite proposals from Hindu leaders I fail to see what we are asked to discuss in this conference.

The Muslims of India have always shown readiness for a mutual settlement with other communities, but the way which is now being adopted is not the way to a settlement with Hindus but to disunity in our own ranks which we have consolidated with great difficulty.

To treat the question of electorates lightly and reopen it in spite of the community's clear verdict, as embodied in the resolutions of the Muslim Conference and the Muslim League, is a most inadvisable course which may have far-reaching consequences for the community. In the wider interests of the community and the country this question should be considered as closed for the time being. There are before us other questions of far greater importance than that of joint versus separate electorates. Nor are separate electorates really contrary to nationalist ideas.

I consider the proposed conference harmful to the interests of Islam and India and an absolute waste of time. I hope that the sponsors of the conference will reconsider their position. The Muslim community should now be called upon to look forward to the solution of important constitutional problems lying ahead instead of being dragged back to the problems which have already cost us many bitter controversies but which we have now left behind.

Sherwani

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

☆

بمبئی میں روزنامہ خلافت کے نمایندے نے علامہ اقبال کا انٹریو کیا۔ علامہ نے کہا کہ ہندو رہنماؤں اور نیشنلسٹ مسلمانوں کا یہ موقف غلط ہے کہ جداگانہ انتخابات ہندوستان کے اتحاد کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔ مسلمانوں کی اکثریت جداگانہ انتخابات چاہتی ہے۔ علامہ کا اپنا فیصلہ بھی یہی ہے لیکن اگر تمام مسلمان نمایندے کسی اور بات پر متفق ہو جائیں تو علامہ اپنی رائے ترک کر کے اُن کا ساتھ دیں گے۔

روزنامے کے نمایندے نے علامہ کو مولانا شوکت علی کا تار دیا۔ افسوس کیا تھا کہ بمبئی میں موجود نہیں۔ لاہور سے چلتے ہوئے علامہ نے مسلمانوں کو جو پیغام دیا تھا اُس سے بہت اطمینان ہوا تھا۔

غالباً ۱۲ اکتوبر کو روزنامہ خلافت کے نمایندے کا لیا ہوا علامہ کا انٹریو بمبئی کرانیکل میں بھی شائع ہوا۔

Sherwaniانہوں نے بمبئی کرانیکل میں اشاعت کی تاریخ ۲۱ اکتوبر درج کی ہے جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے۔ کتاب میں یہ بیان ۱۷ اکتوبر کے بیان سے بالکل پہلے رکھا گیا ہے لہٰذا ممکن ہے کہ اصل میں ۱۲ اکتوبر ہو۔

☆

لکھنؤ کانفرنس نے قرارداد منظور کی۔ علامہ اقبال نے دیکھی تو سوچا کہ اُن کے بنیادی موقف کی تائید کرتی ہے یعنی کسی سمجھوتے کے لیے پیشکش ہندوؤں کی طرف سے ہونی چاہیے جو اکثریت میں ہیں۔ وہ آل انڈیا مسلم کانفرنس کے چودہ نکات (یعنی محمد علی جناح کے چودہ نکات) میں سے باقی تیرہ نکات قبول کر لیں تو مسلمان چودھویں نکتے یعنی جداگانہ انتخابات سے دستبردار ہونے پر بھی غور کر سکتے ہیں مگر اُس سے پہلے نہیں۔

علامہ کے نزدیک اِس قرارداد کا سب سے اہم پہلو یہ تھا کہ نیشنلسٹ مسلمان جو اب تک اپنے آپ کو ملتِ اسلامیہ کے اجتماعی فیصلے سے ماورا سمجھتے آئے تھے، اب اُس اجتماعی فیصلے کو قبول کرنے پر آمادہ دکھائی دیتے تھے۔ ۱۷ اکتوبر کو علامہ اقبال نے بیان جاری کیا:

> After reading the resolution of the Lucknow conference I feel that it is not without its saving grace... I think that on the whole the resolution brings our Nationalist Muslim brethren much nearer to the general body of Muslims than they have been so far. They have now agreed to abide by

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

the verdict of the Muslim community on the question of electorates. I am convinced that the resolutions of the All-India Muslim Conference and the All-India Muslim League already constitute such a verdict. But if another verdict is needed they are welcome to have it.

Sherwani, pp.269-270

☆

وسطی ایشیا میں ترکستان کا علاقہ تین حصوں میں منقسم تھا۔ یہ حصے بالترتیب روس، افغانستان اور چین کے ماتحت تھے۔ دس بارہ برس قبل چین نے قومی اتحاد پیدا کرنے کی کوشش میں چینی ترکستان میں بھی چینی زبان رائج کرنے کی کوشش کی تھی۔ یہاں کے باشندے زیادہ تر مسلمان تھے۔ انہوں نے اسے اپنی ثقافت پر حملہ سمجھا۔ بغاوت شروع ہوئی جسے دو برس گزر چکے تھے۔

بغاوت کی قیادت ایک سترہ اٹھارہ برس کا جرنیل کر رہا تھا۔ اُس کا نام ماچونگ یِنگ (Ma Chung-Ying) تھا۔ ایک شہر ہامی کے محاصرے کے دوران برطانوی ماہر پٹر و صاحب کو بھیجا گیا کہ اُس کی طرف سے گفت و شنید کریں۔ محصور چینی فوج کی قیادت کرنے والے چینی جرنیل نے پٹرو سے ایک ہی سوال پوچھا: ''کیا یہ درست ہے کہ ماچونگ یِنگ کی عمر صرف بیس برس ہے؟'' معلوم ہوا کہ اِس سے بھی کم ہے تو چینی جرنیل نے شہر کی دفاعی کونسل کے ارکان کی طرف دیکھا اور کہا، ''میری عمر اکاسی برس ہے اور میرے بال سفید ہوئے بھی ایک مدت ہو چکی ہے۔ میرے پوتے کی عمر اِس بچے سے زیادہ ہے۔ آپ کس طرح یہ سوچ سکتے ہیں کہ میں ایک شیر خوار کے سامنے ہتھیار ڈال دوں گا؟''

انگلستان واپس آ کر سنٹرل ایشین سوسائٹی کے تحت تقریر کرتے ہوئے پٹرو نے یہ واقعہ بیان کیا۔ یہ معلوم نہیں کہ یہ تقریب علامہ کے قیامِ انگلستان کے دوران ہوئی یا کسی اور وقت، بہرحال اُنہوں نے اگلے برس ۱۶ مئی کو ایک بیان میں اِس کا حوالہ دیا۔

اِس بغاوت کو مذہبی انتہا پسندی قرار دیا جا رہا تھا کیونکہ باغی مسلمان تھے۔ علامہ کے خیال میں اصل وجہ اقتصادی تھی اگرچہ یہ درست تھا کہ بغاوت کے قائدین لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لیے تمام انسانی جذبات کو استعمال میں لا رہے تھے جن میں مذہبی جذبات بھی شامل تھے۔ لیکن مذہبی جذبات کے ساتھ ساتھ

(c) 2014 Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

نسلی تعصّبات بھی تو کارفرما تھے؟ ترکستان میں تورانیت زور پکڑ رہی تھی۔ اس کے مقابلے پر فارس میں ’’فارسِ بزرگ‘‘ (Greater Persia) کا تصور پیش کیا جا رہا تھا یعنی وہ تمام علاقے جو کبھی ایرانی سلطنت میں شامل تھے انہیں ایرانی شناخت اپنانے کی دعوت دی جا رہی تھی۔ یہ وبا یورپ سے شروع ہوئی تھی بلکہ پچیس چھبیس برس پہلے کیمبرج کے مستشرق ای جی براؤن نے فارسی ادبیات کی جو تاریخ لکھی تھی اُسے علامہ نے اُس وقت بھی اسی سازش کا حصہ سمجھا تھا کہ فارسی ادب کے انسانی اور آفاقی مطمحِ نظر کو علاقائی رنگ دے کر محدود کر دیا جائے۔

البتہ ماچونگ یِنگ کے حیرت انگیز کارناموں سے ایک بات ضرور ثابت ہوتی تھی۔ چنگیز، تیمور اور بابر کا وطن اعلیٰ ترین فوجی دماغ پیدا کرنے کی صلاحیت سے محروم نہیں ہوا۔ یہ چنگاری جس کی پہلی جھلک تھی وہ آتش فشاں کہاں تھا؟

یہ تمام معلومات علامہ اقبال کے بیان مجریہ ۱۶ مئی ۱۹۳۳ء سے ماخوذ ہیں۔ علامہ نے ماچونگ یِنگ کا نام انگریزی میں Ma Chung Yng لکھا مگر اَب Ma Chong Ying رائج ہے اور زیادہ تر Ma Zhongying لکھا جاتا ہے۔

☆

Position of Women in the East

I wish to clear up a few points regarding the position of our women in the East, and how they compare with the women of the West. In London streets I see a lot which Londoners do not notice. They are too familiar with the sights to notice subtleties. But those who see a country after a long absence come with a fresh vision.

What strikes me most is that the courtesy towards the female sex, for which Europeans were one time famous, is becoming atavistic. In the underground men do not surrender their seats to ladies, or do so very seldom. In getting out of the car they have no thought of letting the ladies out first. I do not want to blame them. The women themselves have brought it about. They wanted emancipation, equal rights with the male sex. The change that has come was inevitable.

Perhaps I may here try and eradicate the totally erroneous notions which are held in Europe, about the Eastern, and first of all, Muslim women, their life

(c) 2014 Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

and the treatment they receive from men. European woman, according to her own wish, has descended from the pedestal on which she stood, but the Eastern the Muslim, woman has remained the recipient of the same honour as before.

In Europe the belief is still there that the Turkish woman plays an inferior role in Turkish life. They misunderstand many of our customs, especially the psychology of the veil. The origin of the veil is not men's jealousy but the feeling that woman is sacred, so much so that a stranger's eye should not fall on her. The meaning of the word "haram" in Arabic is "sacred ground," into which no stranger can enter.

There are other reasons for the practice of the veil. These are biological in nature; it is not possible to discuss them here. I can only indicate what lies at the back of this institution. The woman is predominantly the creative element in life, and all creative forces in nature are hidden.

The source and symbol of the greater respect which Eastern women enjoy is in that very veil. Nothing has happened to diminish the respect in which they were held for centuries, and the principle of protecting them from approaches of strangers and from all humiliations has been safely maintained. According to the Holy Book of Islam there are several rules relating to the segregation of women. The veil is only one of them. Another rule is that when men and women meet each other, they should not stare into the eyes of each other. if this were the universal practice, the ordinary veil would be unnecessary.

Many women of India and of other countries of Islam wear no veil. The veil is really the name of a specific attitude of the mind. In order to reinforce this attitude of mind, certain concrete forms are needed, which forms depend on the circumstances of each people, age, and country.

The harem is also maligned. It should be remarked, first of all, that only the kings had harems. When I am speaking of women and the respect that we show to them, you will think of polygamy. Polygamy is certainly permitted according to Muhammadan Law. It is only a method of evading a social evil, i.e. public prostitution. Monogamy is our ideal as well as your but the main defect of monogamy is that it has no outlet for surplus women.

The Middle Ages in Europe furnished the convent and the monastery for the absorption of surplus women. But you in Europe cannot follow this method today. The so-called industrial revolution-the parent of the so-called women

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

emancipation movement-has given both man and woman the kind of mentality which is apparently opposed to polygamy; but I am afraid the social evil is there. I am not suggesting that polygamy is the only cure, but I do mean to say that the state of affairs which drives women to her own livelihood is awful, and is likely eventually to deprive the woman of the best in her-that is to say the woman in her.

However, the institution of polygamy in Islam is not an eternal institution. According to the law of Islam, all legal permissions can be revoked by the State, if they lead to social corruption. According to Muhammadan Law, a woman has the right to the custody of her children even after divorce. She can trade, contract and litigate in her own name. According to some lawyers, she can even be elected as the Caliph of islam! She is entitled to maintenance from her husband besides the fixed dowry, to secure which she can hold the whole property of her husband.

The laws of divorce in Islam are also of great interest. The Muslim woman has equality of divorce with her husband. This, however, is secured in Muhammadan Law by the wife calling upon her husband at the time of marriage to delegate his right of divorce to her, to her father, brother or any stranger. This is technically known as "tafviz"-that is to say, handing over or transfer. The reason why this roundabout way of security is adopted I leave to the lawyers of Europe to understand.

The Liverpool Post. 1932

Light, Lahore, 24th July. 1933. Sherwani ان کا ماخذ ہے

(c) 2014: Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

☆

۲۳ دسمبر کو پنجاب یونیورسٹی کے یونیورسٹی ہال میں یونیورسٹی کی پچپنویں کانووکیشن تھی۔ کلکتہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر سر حسن سہروردی کرنل او بی اے، ایم ڈی، ایف آر سی ایس آئی، ڈی پی II نے اپنے خطاب کے آخر میں وہ کیا جو بعد میں مدتوں تک قوال حضرات علامہ اقبال کے اشعار کے ساتھ کرنے والے تھے یعنی علامہ کے مصرعوں کا انتخاب بعض دوسرے مصرعوں سے ملا کر پیش کیا:

میرے نوجوان دوستو! میں اپنا خطاب اس سے بہتر انداز میں ختم نہیں کر سکتا کہ اپنے

قومی ہندو اور مسلم شعرا کے روح پرور الفاظ کو یاد کروں:

ہم چل پڑے ہیں لیکن منزل ابھی ہے کوسوں
اور سخت مشکلوں میں ہے کارواں ہمارا
آپ کی دشمنی کے یہ دن نہیں ہیں ہرگز
پہلے ہی جبکہ دشمن ہے آسماں ہمارا
حبِ وطن کا مل کر سب ایک راگ گائیں
لہجہ جدا ہو گرچہ مرغانِ نغمہ خواں کا
یہ وقت ہے کہ کہہ دیں سب ہو کے یک زباں ہم
ہندی ہیں ہم وطن ہے ہندوستاں ہمارا

آ مل کے غیریت کے پردوں کو پھر اُٹھا دیں
بچھڑوں کو پھر ملا دیں نقشِ دوئی مٹا دیں
مندر میں ہو بلانا جس دم پجاریوں کو
آوازۂ اذاں میں ناقوس کو چھُپا دیں
اگنی ہے وہ جو نرگُن کہتے ہیں پیت جس کو
دھرموں کے یہ بکھیڑے اُس آگ سے جلا دیں
مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بَیر رکھنا
ہندی ہیں ہم وطن ہے ہندوستاں ہمارا

ڈاکٹر ملک حسن اختر (۱۹۸۸)، ص۱۳۸–۱۳۷۔ ان کا ماخذ پنجاب گزٹ حصہ سوم الف ص۴۸ ہے۔ وہ لکھتے ہیں: ''پہلے بند میں اشعار علامہ اقبال کے ترانۂ ہندی کی طرز پر کہے گئے ہیں اور آخری مصرع ترانۂ ہندی سے لیا گیا ہے۔ پہلے بند کے باقی اشعار کس کے ہیں یہ معلوم نہ ہو سکا۔ بانگِ درا اور باقیاتِ اقبال میں نہیں ہیں۔ دوسرے بند میں علامہ اقبال کی نظموں نیا شوالہ اور ترانۂ ہندی کے اشعار کو ملا دیا گیا ہے۔ پہلے تین شعر نیا شوالہ کے ہیں اور آخری شعر ترانۂ ہندی کا۔

(c) 2014 Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

☆

ڈاکٹر سید ذاکر حسین نے اپنا افلاطون کی کتاب کا اس برس شائع ہونے والا ترجمہ کسی وقت اقبال کو پیش کیا:

افلاطون (مترجم ڈاکٹر ذاکر حسین)۔ ریاست یا تحقیقِ عدل۔ انجمن ترقی اُردو، اورنگ آباد

۱۲ فروری ۱۹۳۲ء کے دستخط کے ساتھ سوامی شری پروہت نے اپنی کتاب اقبال کو پیش کی تھی:

Swami Shri Purohit. *The Song of Silence*. V. S. Chitale, Poona

ان کے علاوہ اس برس شائع ہونے والی کتابیں جو کبھی اقبال کے ذخیرۂ کتب میں شامل ہوئیں یہ ہیں:

A. C. Bouquet. *Religious Experience: Its Nature, Types and Validity*. W. Heffer, Cambridge

William Ernest Hocking. *Re-Thinking Missions – A Layman's Inquiry After One Hundred Years*. Harper, New York

George Edward Woodberry. *Akbar*. Peter Davies Ltd., Edinburgh

Muhammad Siddique (1983)

۱۹۳۳

☆

شکیب ارسلان کا تعلق لبنان کے شاہی خاندان سے تھا۔ فرانسیسیوں نے لبنان سے بے دخل کیا تھا۔ جمعیتِ اقوام میں شام اور فلسطین کے غیر سرکاری نمایندہ بن کر جنیوا جا بیٹھے تھے۔ تصنیف و تالیف، شاعری اور تاریخ سے بھی دلچسپی تھی۔ عرب دنیا میں امیرُ البیان کہلاتے تھے۔ اسلامی دنیا میں سیاسی بیداری پیدا کرنا چاہتے تھے جس طرح پچاس برس پہلے سید جمال الدین افغانی نے لندن اور پیرس میں بیٹھ کر اپنی تحریک چلائی تھی۔ ان کے حلقے کے بہت سے لوگوں کو یہ خیال بےچین کر رہا تھا کہ دسمبر ۱۹۳۱ء کی موتمر کے بعد یورپ میں اسلام کے سیاسی اور اجتماعی مقاصد کے بارے میں جو دلچسپی پیدا ہوئی ہے، اُس سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے جنیوا ہی میں ایک اسلامی کانفرنس منعقد کی جائے۔ خیال تھا کہ اگلے برس اگست میں کانفرنس ہو جائے گی۔

علامہ اقبال نے بھی اِس منصوبے کے بارے میں سنا۔ پسند کیا۔ چاہتے تھے کہ مسلمان حکومتیں اور معاشرے اِس میں دلچسپی لیں جن کی مدد کے بغیر کانفرنس شاید ممکن نہ ہوتی۔

علامہ اقبال کے بیان مجریہ فروری ۱۹۳۳ء میں اس کا تذکرہ ہے (اگرچہ شکیب ارسلان کا نام

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

نہیں لیا گیا)۔ کانفرنس دو دفعہ موخر ہونے کے بعد ستمبر ۱۹۳۵ء میں ہوئی۔

☆

علامہ اقبال قرطبہ گئے۔ اسپین میں اسلامی حکومت کو نئی زندگی دینے والے مہم جو حکمراں عبدالرحمٰن الداخل نے اپنی ملکہ کے لیے یہاں ایک پہاڑی پر قلعہ نما محل تعمیر کیا تھا جس میں پورا شہر آباد تھا۔ اسے مدینۃ الزہرا کہتے تھے۔ ان دنوں آثارِ قدیمہ والے کھدائی کر رہے تھے۔

علامہ اقبال کو محسوس ہوا جیسے یہ شہر دیووں نے بنایا ہو۔ یہیں بارہویں صدی میں ایک مسلمان موجد نے سب سے پہلے اُڑنے والی مشین کا مظاہرہ پیش کرنے کی کوشش کی تھی۔

[کھجور کے درخت والی نظم]

مسجدِ قرطبہ کی بنیاد بھی عبدالرحمٰن الداخل نے رکھی تھی۔ بعد میں آنے والی نسلوں نے مکمل کیا اس لیے مدینۃ الزہرا کے مقابلے میں ذرا مہذب دیووں کی بنائی ہوئی محسوس ہوتی تھی۔

دُعا

(مسجدِ قرطبہ میں لکھی گئی)

ہے یہی میری نماز، ہے یہی میرا وضو
میری نواؤں میں ہے میرے جگر کا لہُو
صُحبتِ اہلِ صفا، نُور و حضور و سُرور
سر خوش و پُرسوز ہے لالہ لبِ آبجُو
راہِ محبت میں ہے کون کسی کا رفیق
ساتھ مرے رہ گئی ایک مری آرزو
میرا نشیمن نہیں درگہِ میر و وزیر
میرا نشیمن بھی تُو، شاخِ نشیمن بھی تُو

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

تجھ سے گریباں مرا مطلعِ صُبحِ نشور
تجھ سے مرے سینے میں آتشِ 'اَللہ ھُو'
تجھ سے مری زندگی سوز و تب و درد و داغ
تُو ہی مری آرزو، تُو ہی مری جستجو
پاس اگر تُو نہیں، شہر ہے ویراں تمام
تُو ہے تو آباد ہیں اُجڑے ہُوئے کاخ و کُو
پھر وہ شرابِ کُہن مجھ کو عطا کر کہ مَیں
ڈُھونڈ رہا ہوں اُسے توڑ کے جام و سُبو
چشمِ کرم ساقیا! دیر سے ہیں منتظر
جلوَتیوں کے سُبو، خلوَتیوں کے کدُو
تیری خدائی سے ہے میرے جُنوں کو گِلہ
اپنے لیے لامکاں، میرے لیے چار سُو!
فلسفہ و شعر کی اور حقیقت ہے کیا
حرفِ تمنّا، جسے کہہ نہ سکیں رُو برُو

☆

اسپین میں غرناطہ وہ شہر تھا جہاں مسلمانوں کی حکومت سب سے آخر میں ۱۴۹۲ء میں ختم ہوئی۔ اس کے فوراً بعد کرسٹوفر کولمبس نے امریکہ دریافت کیا۔

علامہ اقبال کا بیان مجریہ ۲۶ فروری ۱۹۳۳ء Sherwani

علامہ اقبال نے یہاں الحمرا کے محلات دیکھے۔ مدینۃ الزہرا اور مسجدِ قرطبہ کے مقابلے میں یہ صرف مہذب انسانوں کے بنائے ہوئے لگتے تھے۔ علامہ متاثر نہ ہوئے:

تسکینِ مسافر نہ سفر میں نہ حضر میں

غرناطہ کی سَیر کے حوالے سے مصرعہ بظاہر چند ہی روز بعد اُن کے قلم سے نکلا۔

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

نظم 'ہسپانیہ' میں شامل ہے۔

☆

اشبیلیہ وہ شہر تھا جہاں مسلمانوں نے حکومت کی مگر جب اسپین میں عیسائی انتہا پسندوں نے سر اُٹھایا تو اِس شہر کو مسلمانوں سے چھین کر اپنا مرکز بنا لیا۔ علامہ اقبال یہاں بھی گئے۔

علامہ اقبال کا بیان مجریہ ۲۶ فروری ۱۹۳۳ء Sherwani

☆

طلیطلہ ایک اور شہر تھا جو مسلمانوں کی حکومت کے حوالے سے اسپین کی تاریخ میں نمایاں رہا تھا۔ علامہ اقبال یہاں بھی گئے۔

علامہ اقبال کا بیان مجریہ ۲۶ فروری ۱۹۳۳ء Sherwani

علامہ محسوس کر رہے تھے کہ جنوبی اسپین یعنی اندلس میں رہنے والے عیسائی ہونے کے باوجود اپنے اسلامی ورثے پر فخر کرتے تھے۔

☆

موجودہ اسپین کا دارالحکومت میڈرڈ تھا۔ یہاں علامہ اقبال کی ملاقات پروفیسر آسین سے ہوئی۔

اسپین کے وزیرِ تعلیم سے بھی ملاقات ہوئی۔ ''بے انتہا تواضع کرنے والے شخص اور ایسی وسعتِ نظر کے مالک جس کی توقع اسپین جیسے ملک میں مشکل ہی سے کی جا سکتی تھی،'' علامہ نے بعد میں ان کے بارے میں ایک انگریزی بیان میں کہا۔ وزیرِ تعلیم کی دلچسپی کی وجہ سے غرناطہ یونیورسٹی کے شعبۂ عربی کی توسیع کی جا رہی تھی۔ اس کے سربراہ پروفیسر آسین کے ایک شاگرد تھے۔

علامہ اقبال کا بیان مجریہ ۲۶ فروری ۱۹۳۳ء Sherwani

علامہ نے محسوس کیا کہ ملک میں ایک نئی بیداری پروان چڑھ رہی تھی۔ تعلیمی ترقی کے ساتھ مزید پھیلنے کے امکانات تھے۔ یورپ میں مارٹن لوتھر نے کلیسائیت کے خلاف جو بغاوت شروع کی تھی اُس کا دَور ابھی ختم نہیں ہوا تھا۔ مختلف یورپی ممالک میں یہ خاموشی سے اپنا کام کر رہی تھی۔ اسپین میں بھی کلیسا کی چودھراہٹ آہستہ آہستہ کم ہو رہی تھی۔

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

علامہ اقبال کا بیان مجریہ ۲۶ فروری ۱۹۳۳ء Sherwani

☆

تین گول میز کانفرنسوں کے بعض نتائج جو بہت سی نگاہوں سے پوشیدہ تھے، علامہ اقبال انہیں مستقبل کے اُفق پر دیکھ رہے تھے۔ اِن کانفرنسوں کی بدولت ہندوستان میں ایسی قومیں وجود میں آ گئی تھیں جو بیک وقت قدیم بھی تھیں اور جدید بھی: "ancient-new"۔ یعنی بقول علامہ، ''جن کی تابانی میں اندازِ کُہن بھی نَو بھی ہے۔''

دس برس پہلے پیامِ مشرق کے دیباچے میں علامہ نے اشارہ کیا تھا کہ وہ دَور گزر گیا جب مشرق کے لیے مغرب سے سیکھنا ضروری تھا۔ اب مشرقی معاشرے کو اپنے ضمیر سے وہ تازہ اثرات دریافت کرنے کی ضرورت ہے جنہیں قدامت پسند مغربی مبصرین نہیں سمجھ سکتے۔

۲۶ فروری کو دو اہم بیانات جاری کیے جن میں کُھل کر وہ بات کہہ دی جو اَبھی تک بین السطور کہہ رہے تھے:

Statement on the Constitution Emerging from the Round Table Conference

As far as the Indian Muslims are concerned, it is their duty to organise themselves for the coming elections and scrupulously avoid all causes of action which may lead to sectional differences among themselves. The proposed constitution clearly recognises the principle of protection of minorities. This is the only way of giving the minorities a national outlook. It is now for the minorities themselves, who were parties to the Minorities' Pact made in London, to take full advantage of the opportunities given to them.

Whatever else one may say about the results of the Round Table Conferences, nobody can deny that they have given birth to a people who are at once new and ancient. I believe it to be one of the most remarkable facts of modern history. Not even a farsighted historian can realise the full consequences of the birth of this "new-ancient" people. I only hope that their leaders will remain alert and not allow

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

the growth of self-consciousness among their people to be arrested by external forces, social or political.

Statement on the Conditions Prevailing in Europe

After visiting different European countries and seeing the general moral chaos of the modern world, I am convinced that the great opportunity for Islam as a faith has come. Millions upon millions of men and women in Europe are anxious to know what Islam and its cultural ideals are. The sooner the younger generation of Muslims realises this fact, the better. European Muslims have already realised it. They are holding a conference in Geneva in August next, the object of the proposed conference being purely social .and cultural. I hope the Muslims of Asia and Africa will generously respond to the promoters of the conference.

I visited Cordova, Granada, Seville, Toledo and Madrid and besides seeing the historic mosque at Cordova, and the Alhambra in Granada, I visited the ruins of Madinatuz Zehra, the famous palace built on a mountain by Abdur Rehman for his wife Zehra, where excavations are still going on. It was there that the first demonstration of a flying machine was given in the twelfth century by a Muslim inventor. I had the privilege of meeting, among others, the Education Minister of the Spanish Government, an exceedingly courteous gentleman with a breadth of vision hardly to be expected in a country like Spain, and Professor Asin, the well-known author of Divine Comedy and Islam. Under the directions of the Education Minister the department of Arabic in the University of Granada is being greatly expanded. The head of this department is a disciple of Professor Asin.

The Spaniards living in the south of the country areproud of their Moorish origin and of the great monuments of

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

Islamic culture which are to be found there. A new consciousness is steadily growing in the country and will further expand with the development of education. The movement of reform started by Luther has not yet exhausted itself. It is still working quietly in different European countries and the hold of priesthood, especially in Spain, is gradually loosening.

Sherwani, pp.271-273

☆

مسجدِ قرطبہ

(ہسپانیہ کی سرزمین بالخصوص قرطبہ میں لکھی گئی)

سِلسلۂ روز و شب، نقش گرِ حادثات
سِلسلۂ روز و شب، اصلِ حیات و ممات
سِلسلۂ روز و شب، تارِ حریرِ دو رنگ
جس سے بناتی ہے ذات اپنی قبائے صفات
سِلسلۂ روز و شب، سازِ ازل کی فغاں
جس سے دِکھاتی ہے ذات زِیروبمِ ممکنات
تجھ کو پرکھتا ہے یہ، مجھ کو پرکھتا ہے یہ
سِلسلۂ روز و شب، صَیرفیِ کائنات
تُو ہو اگر کم عیار، مَیں ہُوں اگر کم عیار
موت ہے تیری برات، موت ہے میری برات
تیرے شب وروز کی اور حقیقت ہے کیا

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

ایک زمانے کی رَو جس میں نہ دن ہے نہ رات
آنی و فانی تمام معجزہ ہائے ہُنر
کارِ جہاں بے ثبات، کارِ جہاں بے ثبات!
اوّل و آخر فنا، باطن و ظاہر فنا
نقشِ کُہن ہو کہ نَو، منزلِ آخر فنا

ہے مگر اس نقش میں رنگِ ثباتِ دوام
جس کو کِیا ہو کسی مردِ خدا نے تمام
مردِ خدا کا عمل عشق سے صاحب فروغ
عشق ہے اصلِ حیات، موت ہے اس پر حرام
تُند و سبک سَیر ہے گرچہ زمانے کی رَو
عشق خود اک سَیل ہے، سَیل کو لیتا ہے تھام
عشق کی تقویم میں عصرِ رواں کے سوا
اور زمانے بھی ہیں جن کا نہیں کوئی نام
عشق دمِ جبرئیل، عشق دلِ مصطفیؐ
عشق خدا کا رُسول، عشق خدا کا کلام
عشق کی مستی سے ہے پیکرِ گِل تابناک
عشق ہے صہبائے خام، عشق ہے کاس الکِرام
عشق فقیہِ حرم، عشق امیرِ جُنود
عشق ہے ابن السّبیل، اس کے ہزاروں مقام
عشق کے مِضراب سے نغمۂ تارِ حیات
عشق سے نُورِ حیات، عشق سے نارِ حیات

اے حَرمِ قُرطُبہ! عشق سے تیرا وجود

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

عشق سراپا دوام، جس میں نہیں رفت و بود
رنگ ہو یا خِشت و سنگ، چنگ ہو یا حرف و صوت
معجزۂ فن کی ہے خُونِ جگر سے نمود
قطرۂ خُونِ جگر، سِل کو بناتا ہے دل
خُونِ جگر سے صدا سوز و سُرور و سرود
تیری فضا دل فروز، میری نوا سینہ سوز
تجھ سے دِلوں کا حضور، مجھ سے دِلوں کی کشود
عرشِ معلّٰی سے کم سینۂ آدم نہیں
گرچہ کفِ خاک کی حد ہے سپہرِ کبُود
پیکرِ نُوری کو ہے سجدہ میسّر تو کیا
اس کو میسّر نہیں سوز و گدازِ سجود
کافرِ ہندی ہُوں مَیں، دیکھ مرا ذوق و شوق
دل میں صلوٰۃ و دُرود، لب پہ صلوٰۃ و دُرود

شوق مری لَے میں ہے، شوق مری نَے میں ہے
نغمۂ 'اَللّٰہ ھُو' میرے رَگ و پَے میں ہے

تیرا جلال و جمال، مردِ خدا کی دلیل
وہ بھی جلیل و جمیل، تُو بھی جلیل و جمیل
تیری بِنا پائدار، تیرے سُتوں بے شمار
شام کے صحرا میں ہو جیسے ہجُومِ نخیل
تیرے در و بام پر وادیِ اَیمن کا نور
تیرا منارِ بلند جلوہ گہِ جبرئیل
مِٹ نہیں سکتا کبھی مردِ مسلماں کہ ہے

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

اس کی اذانوں سے فاش سرِّ کلیمؑ و خلیلؑ
اس کی زمیں بے حدود، اس کا اُفق بے ثُغور
اس کے سمندر کی موج، دجلہ و دنیوب و نیل
اس کے زمانے عجیب، اس کے فسانے غریب
عہدِ کُہن کو دیا اس نے پیامِ رحیل
ساقیِ اربابِ ذوق، فارسِ میدانِ شوق
بادہ ہے اس کا رحیق، تیغ ہے اس کی اصیل

مردِ سپاہی ہے وہ اس کی زِرہ 'لَا اِلٰہ'
سایۂ شمشیر میں اس کہ پنہ 'لَا اِلٰہ'

تجھ سے ہُوا آشکار بندۂ مومن کا راز
اس کے دنوں کی تپش، اس کی شبوں کا گداز
اس کا مقامِ بلند، اس کا خیالِ عظیم
اس کا سُرور اس کا شوق، اس کا نیاز اس کا ناز
ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفریں، کارکُشا، کارساز
خاکی و نوری نہاد، بندۂ مولا صفات
ہر دو جہاں سے غنی اس کا دلِ بے نیاز
اس کی اُمیدیں قلیل، اس کے مقاصد جلیل
اس کی ادا دل فریب، اس کی نِگہ دل نواز
نرم دمِ گُفتگو، گرم دمِ جُستجو
رزم ہو یا بزم ہو، پاک دل و پاک باز
نُقطۂ پرکارِ حق، مردِ خدا کا یقیں

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

اور یہ عالم تمام وہم و طلسم و مجاز
عقل کی منزل ہے وہ، عشق کا حاصل ہے وہ
حلقۂ آفاق میں گرمیِ محفل ہے وہ

کعبۂ اربابِ فن! سطوتِ دینِ مبیں
تجھ سے حرم مرتبت اندلسیوں کی زمیں
ہے تہِ گردُوں اگر حُسن میں تیری نظیر
قلبِ مسلماں میں ہے، اَور نہیں ہے کہیں
آہ وہ مردانِ حق! وہ عَربی شہسوار
حاملِ 'خُلقِ عظیم'، صاحبِ صدق و یقیں
جن کی حکومت سے ہے فاش یہ رمزِ غریب
سلطنتِ اہلِ دل فقر ہے، شاہی نہیں
جن کی نگاہوں نے کی تربیَتِ شرق و غرب
ظُلمتِ یورپ میں تھی جن کی خرد راہ بیں
جن کے لہُو کی طفیل آج بھی ہیں اندلسی
خوش دل و گرم اختلاط، سادہ و روشن جبیں
آج بھی اس دیس میں عام ہے چشمِ غزال
اور نگاہوں کے تیر آج بھی ہیں دل نشیں
بُوئے یمن آج بھی اس کی ہواؤں میں ہے
رنگِ حجاز آج بھی اس کی نواؤں میں ہے

دیدۂ انجم میں ہے تیری زمیں، آسماں
آہ کہ صدیوں سے ہے تیری فضا بے اذاں
کون سی وادی میں ہے، کون سی منزل میں ہے

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

عشقِ بلا خیز کا قافلۂ سخت جاں!
دیکھ چُکا المنی، شورشِ اصلاحِ دیں
جس نے نہ چھوڑے کہیں نقشِ کُہن کے نشاں
حرفِ غلط بن گئی عِصمتِ پیرِ کُنِشت
اور ہُوئی فکر کی کشتیِ نازک رواں
چشمِ فرانسیس بھی دیکھ چُکی انقلاب
جس سے دِگرگُوں ہُوا مغربیوں کا جہاں
ملّتِ رومی نژاد کُہنہ پرستی سے پیر
لذّتِ تجدید سے وہ بھی ہوئی پھر جواں
رُوحِ مسلماں میں ہے آج وہی اضطراب
رازِ خدائی ہے یہ، کہہ نہیں سکتی زباں
دیکھیے اس بحر کی تہ سے اُچھلتا ہے کیا
گُنبدِ نیلوفری رنگ بدلتا ہے کیا!

وادیِ کُہسار میں غرقِ شفَق ہے سحاب
لعلِ بدخشاں کے ڈھیر چھوڑ گیا آفتاب
سادہ و پُرسوز ہے دُخترِ دہقاں کا گیت
کشتیِ دل کے لیے سَیل ہے عہدِ شباب
آبِ روانِ کبیر! تیرے کنارے کوئی
دیکھ رہا ہے کسی اور زمانے کا خواب
عالمِ نَو ہے ابھی پردۂ تقدیر میں
میری نگاہوں میں ہے اس کی سَحر بے حجاب
پردہ اُٹھا دوں اگر چہرۂ افکار سے

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

لا نہ سکے گا فرنگ میری نواؤں کی تاب
جس میں نہ ہو انقلاب، موت ہے وہ زندگی
رُوحِ اُمم کی حیات کشمکشِ انقلاب
صُورت شمشیر ہے دستِ قضا میں وہ قوم
کرتی ہے جو ہر زماں اپنے عمل کا حساب

نقش ہیں سب ناتمام خُونِ جگر کے بغیر
نغمہ ہے سودائے خام خُونِ جگر کے بغیر

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

باب۴

حکیم سنائی کا مقبرہ

[’مسجدِ قرطبہ‘ کی تخلیق سے مثنوی مسافر کی اشاعت تک]

☆

حکومت نے قرطاس ابیض (White Paper) جاری کیا۔ آیندہ آئین کا خاکہ پیش کر دیا۔ علامہ اقبال کے لحاظ سے غیر تسلی بخش تھا:

۱ وفاقی مقننہ کے مجوزہ خاکے میں ایوانِ زیریں میں (جسے عوام نے منتخب کرنا تھا)، مسلمانوں کو ۳۷۵ مجوزہ نشستوں میں سے صرف ۸۲ دی گئی تھیں جو ۲۱ء۸ فیصد بنتی تھیں۔ ریاستوں کو ۳ء۳۳ فیصد نشستیں ملی تھیں جبکہ آبادی کے لحاظ سے وہ صرف ۲۵ فیصد کی مستحق تھیں۔ گویا انہیں ۸ فیصد ویٹیج (weightage) دیا گیا تھا جبکہ وہ بیشتر ہندو تھیں – نہ وہ اقلیت میں تھیں نہ انہیں اپنے حقوق غصب ہونے کا ڈر تھا۔ ریاستوں کے نمایندے جمہوری انتخاب کی بجائے نامزدگی کے ذریعے مقرر ہونے تھے چنانچہ اِس ویٹیج کا مقصد یہی معلوم ہوتا تھا کہ ایوانِ زیریں میں غیر جمہوری نمایندوں کی بھرمار کر دی جائے جبکہ یہ ویٹیج مسلمان ملت کا حق تھا جو ہندوستان کی سب سے بڑی اقلیت تھی جس نے وفاق میں اپنے اور دوسری اقلیتوں کے مفادات کے تحفظ کا مطالبہ کیا تھا۔

۲ وفاقی کابینہ میں خواتین کے لیے ۹ نشستیں مختص کی گئی تھیں جبکہ مسلم لیگی نمایندے سر یعقوب نے فرنچائز کمیٹی کی رپورٹ میں اِس پر اختلافی نوٹ لکھ چکے تھے۔ اِن نشستوں پر زیادہ تر غیر مسلم خواتین ہی کے نامزد ہونے کا امکان تھا۔ یہ نشستیں مخصوص نہیں کی جانی چاہییے تھیں۔ عام مسلمان عمومی نمایندوں کو مسلمان خواتین کا نمایندہ بھی سمجھنا چاہیے تھا۔

۳ ایوانِ بالا کے لیے یہ طریقہ اختیار کیا گیا تھا کہ صوبائی اسمبلیوں کو ایک ایک قابلِ انتقال ووٹ دے دیا گیا تھا۔ گویا مخلوط انتخاب کو پیشِ نظر رکھا گیا تھا۔ مسلمانوں کے لیے کافی نشستوں پر

(c) 2014. Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

نامزد ہونے کا امکان کم ہو گیا تھا۔

۴ نئے آئین کے تحت صوبائی وزرا منتخب اسمبلی کی بجائے گورنر کے اُتنے ہی پابند رہتے جتنے اب تھے۔ انہیں صوبائی اسمبلی کے سامنے زیادہ اور گورنر کے سامنے کم جوابدہ ہونا چاہیے تھا۔

۵ گورنروں کے خصوصی اختیارات کا دائرہ بہت وسیع تھا۔ اِس سے کم ہونا چاہیے تھا۔

۶ بلوچستان کے لیے کافی اصلاحات پیش نہیں کی گئی تھیں نہ وہاں اسلام کے عائلی قوانین کا کافی تحفظ کیا گیا تھا۔

علامہ کے نزدیک مسلمانوں کو سنجیدگی سے آئینی تجاویز پر توجہ دے کر اپنا موقف پیش کرنے کی ضرورت تھی۔ امید کرتے تھے کہ آل انڈیا مسلم کانفرنس کی ورکنگ کمیٹی یہ کام کرے گی۔ ۲۰ مارچ کو بیان جاری کیا۔

Sherwani, 272-273

☆

علامہ کے خیال میں افغانستان کا ماہنامہ کابل اچھے میعار کا حامل تھا۔ اس میں ایران کے ڈاکٹر افشار کا مضمون نظر سے گزرا۔ افغانیوں کو دعوت دی تھی کہ تورانیت کے بڑھتے ہوئے طوفان کو روکنے میں ایران کا ساتھ دیں۔ ڈاکٹر اَفشار کے نزدیک افغانستان بھی ''فارسِ بزرگ'' (Greater Persia) میں شامل تھا۔

علامہ اس قسم کی نسل پرستی کو اِنسانیت کے دامن پر بدترین دھبہ سمجھتے تھے۔ ایشیا میں نسلیت کا مسئلہ پیدا ہوتا تو بدترین نتائج برآمد ہو سکتے تھے۔ اِس قسم کے رجحانات کو روکنا اسلام کا اہم مقصد تھا۔ ایشیا اگر یورپ جیسے انجام سے بچنا تھا جس نے ہولناک جنگِ عظیم دیکھی تھی تو حل صرف ایک تھا۔ اسلام کے مقاصد کو اَپنا کر نسل کی بجائے انسانیت کے حوالے سے سوچنا۔ دس برس پہلے 'طلوعِ اسلام' میں ہی کہہ دیا تھا:

ہوس نے کر دیا ہے ٹکڑے ٹکڑے نوعِ انساں کو
اخوت کا بیاں ہو جا، محبت کی زباں ہو جا
یہ ہندی، وہ خراسانی، یہ افغانی، وہ تورانی
تو اے شرمندۂ ساحل! اچھل کر بے کراں ہو جا

ترکستان کا جو علاقہ رُوس کی کمیونسٹ سلطنت کے ماتحت تھا وہاں مذہب پر پابندیاں لگائی جا رہی تھیں۔

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

روسی کمیونسٹ سلطنت نے مذہب کو ختم کرنا اپنے مقاصد میں شامل کیا ہوا تھا۔ روسی ترکستان میں کسانوں کو غلّے کی بجائے کپاس کی کاشت پر مجبور کر کے خوراک کا بحران بھی پیدا کر بیٹھی تھی۔ چینی ترکستان میں ماچونگ یِنگ کی بغاوت اگر روسی ترکستان تک پھیل جاتی تو ممکن تھا کہ چینی، روسی اور افغانی ترکستان آزاد ہو کر وسطِ ایشیا میں ایک اسلامی ریاست قائم کر لیتے۔

یہ تاریخ ساز واقعات بالکل کشمیر کی سرحد پر رونما ہو رہے تھے۔ کیا ممکن تھا کہ کشمیر کے حالات پر بھی ان کا اثر پڑتا؟ یہ خیالات اُن دنوں علامہ کے ذہن میں گردش کر رہے تھے۔ ۱۶ مئی کو چینی ترکستان میں ماچونگ یِنگ کی بغاوت کے بارے میں وائسرائے ولنگڈن کی حکمتِ عملی کی تائید میں بیان جاری کرتے ہوئے تفصیل سے اِن خیالات کا اظہار بھی کر دیا۔

Sherwani, p.272-273

☆

برطانوی حکومت نے کرنل کالوِن کو کشمیر کا وزیرِ اعظم بنا کر بھیجا تھا۔ اُن کی حکمتِ عملی سے وہ بغاوت فرو ہوئی جسے قابو میں کرنے میں پچھلے برس مہاراجہ کی فوج ناکام رہی تھی۔ حکومت کے قائم کیے ہوئے گلینسی کمیشن نے اپریل ۱۹۳۲ء میں جو رپورٹ پیش کی تھی، جس میں عوام کے جمہوری حقوق کی کسی حد تک تائید کی گئی تھی، مہاراجہ نے اُس کی تجاویز پر عمل نہیں کیا تھا۔ اب مہاراجہ نے کابینہ سے حکم دلوا کر کشمیر کی دونوں مسلمان سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں وزیر یوسف اور شیخ عبداللہ کو گرفتار کر لیا۔ احتجاج کرنے والوں کو کوڑے مارے گئے۔ عورتوں اور بچوں پر لاٹھی چارج کیا گیا۔

بیان جاری ہوا کہ سری نگر میں صورتِ حال معمول کے مطابق ہے۔ علامہ کے پاس کشمیر سے جو خبریں آ رہی تھیں وہ کچھ اور بتاتی تھیں۔ تب جموں اور کشمیر سے بعض لوگ آئے جو غالباً احمدی تھے۔ انہوں نے حالات کو کچھ اور رنگ دینے کی کوشش کی۔ علامہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے صدر تھے۔ یہ لوگ ان کے پاس بھی آئے۔ علامہ کے خیال میں ان کا مقصد انگریز حکام کے کان بھرنا تھا۔

ہندوستان کی سیاست کے بارے میں علامہ پچھلے برس سے مسلسل یہ بات کہہ رہے تھے کہ مسلمانوں کی صرف ایک جماعت ہونی چاہیے۔ کشمیر کے لیے بھی یہی تجویز پیش کی کہ دو، تین یا زیادہ مسلمان جماعتوں کا

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

وقت نہیں آیا ہے۔ وہاں بھی مسلمانوں کی ایک ہی جماعت ہونی چاہیے۔ ۷ جون کو کشمیر کمیٹی کے صدر کی حیثیت میں بیان جاری کیا۔

Sherwani, pp.276-277

☆

ایک احمدی وکیل نے، جو میرپور کشمیر کے سیاسی قیدیوں کی وکالت کر رہے تھے، بیان دیا کہ وہ کشمیر کمیٹی کو تسلیم نہیں کرتے۔ صرف احمدی جماعت کے سربراہ مرزا بشیرالدین محمود کے حکم کی اطاعت کر رہے ہیں۔ علامہ کے خیال میں یہ محض ایک واقعہ نہ تھا۔ خود مرزا بشیرالدین محمود اپنے کھلے خطوط میں ''کشمیری بھائیوں'' کو مخاطب کرتے تھے تاکہ ''کشمیری مسلمان'' نہ کہنا پڑے۔ احمدی جماعت کے رویے سے لگتا تھا کہ ملتِ اسلامیہ کو مسلمان یا مکمل مسلمان تسلیم نہیں کرتی۔

آل انڈیا کشمیر کمیٹی میں بھی احمدی ارکان کے اِس رویے کی وجہ سے پیچیدگیاں پیدا ہوگئی تھیں۔ محسوس کیا گیا کہ کمیٹی کو آئین کی ضرورت ہوگی تاکہ عہدیداروں کو قاعدے سے منتخب کیا جاسکے۔ علامہ اس تجویز سے متفق تھے۔ صدارت سے استعفیٰ دیا تاکہ کمیٹی کا آئین بنا کر باقاعدہ انتخاب کیا جائے۔

علامہ اقبال کا بیان مجریہ ۲۰ جون ۱۹۳۳ء۔ Sherwani

☆

۱۷ یا ۱۸ جون کو آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا اجلاس ہوا۔ آئین کا خاکہ پیش کیا گیا۔ تمام عہدے ارکان کے ووٹوں سے منتخب ہونے تھے۔ احمدی ارکان کی طرف سے مخالفت ہوئی۔ اپنی جماعت کے لیے بعض مراعات چاہتے تھے۔ علامہ کے خیال میں یہ کشمیر کمیٹی کو دو حصوں یعنی احمدی اور غیر احمدی میں تقسیم کرنے کی کوشش تھی۔ احمدی جماعت کا مسئلہ یہی تھا کہ فرقہ واریت سے گریز کے نام پر دعوت کا آغاز کرتی تھی لیکن اس کا انجام ملّت اسلامیہ کو دو حصوں میں منقسم کرنے پر ہوتا تھا۔

۲۰ جون کو علامہ نے بیان جاری کیا۔ کشمیر کمیٹی کو ختم کرنے کا اعلان کیا۔ تجویز پیش کی کہ عام مسلمانوں کے وسیع اجتماع میں نئی کمیٹی بنائی جائے تاکہ شروع ہی سے ملّت کے اجتماعی فیصلوں کی پابند ہو۔ کسی جماعت کے اَمیر کے فیصلے ملّت کے فیصلوں پر غالب نہ آسکیں۔

(c) 2014 Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

احمدی عقائد کے ساتھ اپنے ذاتی اختلاف کا اظہار تو علامہ ۱۹۰۲ء سے اب تک کرتے ہی آئے تھے۔ غالباً یہ پہلا موقعہ تھا کہ احمدی جماعت کی بنیادی حیثیت کے بارے میں سوال اُٹھانے پر مجبور ہوئے۔ اختلاف کا آغاز علامہ یا مسلمانوں کی طرف سے نہیں بلکہ خود احمدی جماعت کی طرف سے ہوا تھا۔ اس لیے علامہ کا اعتراض بھی فی الحال مدھم تھا:

> I do not mean to stigmatise anybody. A man is free to develop an attitude which intellectually and spiritually suits his mind best. Indeed I have every sympathy for a man who needs a spiritual prop and finds one in the shrine of a bygone saint or in a living pir... I have made an absolutely frank statement of the feelings which led me to resign my office. I hope this plain speaking will hurt nobody as there is no spirit of ill-will or mental reservation behind it.

علامہ اقبال کا بیان مجریہ ۲۰ جون ۱۹۳۳ء۔ Sherwani

☆

۲۴ جولائی کو احمدی رسالے لائٹ (*Light*) میں علامہ اقبال کا مضمون شائع ہوا: 'Position of Women in the East'۔ پچھلے برس لیورپول پوسٹ (*Liverpool Post*) میں چھپا تھا۔

Light, Lahore, 24th July. 1933.

☆

کشمیر میں اصلاحات کا اعلان ہوا۔ علامہ اقبال نے ۱۳ اگست کو بیان جاری کیا:

۱ ہندوستان کے عوام کشمیر میں اصلاحات کا خیر مقدم کرتے ہیں

۲ ضروری ہے کہ کشمیر کی حکومت اور عوام کے درمیان اعتماد کی فضا قائم ہو۔ اس کی ذمہ داری کشمیری حکومت پر عائد ہوتی ہے

۳ گلینسی کمیشن کی تجاویز پر جلد عمل ہونا چاہیے (پچھلے برس اپریل میں پیش کی گئی تھیں)

۴ کشمیر کے انگریز وزیرِ اعظم کرنل کالوِن کو چاہیے کہ وہ میر پور اور بارہ مولا میں فوجداری مقدمات

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

واپس لیے جانے کا حکم دیں۔

Sherwani

☆

اقلیتوں کے حقوق کے بارے میں وزیرِاعظم کے اعلان کو ناکافی سمجھتے ہوئے بعض رہنماؤں نے پنجاب کے لیے متبادل فارمولا پیش کیا:

۱ مسلمانوں، سکھوں اور ہندوؤں کی نمایندگی اُن کی انتخابی فہرستوں کے مطابق ہو

۲ انتخابات مخلوط ہوں، ہر حلقے سے صرف ایک امیدوار منتخب کیا جائے اور حلقوں کی تقسیم آبادی کے لحاظ سے ہو

۳ ہر فرقے کو وہ حلقہ تفویض کیا جائے جہاں اس کے ووٹروں کی تعداد سب سے زیادہ ہو

فارمولا ن پیش کرنے والے رہنما اسے پنجاب کی صوبائی اسمبلی میں پیش کرنا چاہتے تھے۔ ہندو پریس نے مخالفت کی۔ سکھ رہنما ماسٹر تارا سنگھ نے کہا کہ فارمولے کے خلاف سر دھڑ کی بازی لگائیں گے۔ ۱۴ جولائی کو علامہ اقبال نے بیان جاری کیا:

۱ فارمولا پنجاب کے مسئلے کا حل نہیں بلکہ فرقوں کے درمیان نئے مسائل پیدا کرنے کا باعث بنے گا

۲ عملاً دیہی آبادی کے وہ حصے بھی نمایندگی سے محروم ہو جائیں گے جو ویسے اپنے حلقوں میں اکثریت رکھتے ہیں

۳ بہتر ہوگا کہ فارمولا تجویز کرنے والے رہنما اسے صوبائی اسمبلی میں پیش نہ کریں۔

Sherwani

☆

میاں سر فضلِ حسین نے صوبائی اسمبلی میں کہا کہ پَین اسلام اِزم کا کوئی وجود نہیں۔ ہندوستان کے مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے پیروں پر کھڑے ہو جائیں۔

علامہ اقبال کا موقف تھا کہ کبھی سید جمال الدین افغانی نے بھی نہیں چاہا تھا کہ ساری دنیا کے مسلمان ایک

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

واحد ریاست قائم کرلیں۔ پین اسلام ازم فرانسیسی صحافیوں کی ایجاد کی ہوئی اصطلاح تھی جس کا کوئی متبادل عربی، فارسی یا ترکی میں موجود نہ تھا جو مسلمانوں کی خاص زبانیں تھیں۔ ممکن ہے کہ عثمانی خلیفہ سلطان وحیدالدین نے بھی یہ اصطلاح سیاسی حربے کے طور پر استعمال کی ہو ورنہ مسلمانوں کے حق میں یہی بہتر تھا کہ اپنی اپنی ریاستوں کو مضبوط کریں۔

البتہ یہ درست تھا کہ اسلام نہ صرف تمام نسلوں اور قوموں بلکہ تمام مذاہب کو بھی متحد کرنے کی ایک عملی اسکیم کا نام تھا اس لیے اسلامی معاشرہ نسل، قومیت یا جغرافیائی حدبندی کو تسلیم نہیں کرتا تھا۔ یہ معانی تو ''اسلام'' ہی میں پنہاں تھے لیکن اگر کسی کو غیر ضروری طور پر طویل اصطلاح کرنے کا شوق ہو تو وہ اِسے ''پین اسلام ازم'' کہہ سکتا تھا۔ اِسی مقصد کے لیے دنیا کے دوسرے مسلمان اپنی اپنی خودی میں ڈوب کر گوہرِ مقصود دریافت کر رہے تھے۔ ہندوستانی مسلمان بھی اِسی طرح اسلام کی خدمت کر سکتے تھے کہ ان کی تعداد باقی ایشیا کے مسلمانوں کی مجموعی تعداد سے بھی زیادہ تھی۔

۱۹ستمبر کو علامہ اقبال نے اِس وضاحت کے ساتھ سرفضلِ حسین کی تائید میں بیان جاری کر دیا:

> ...Indian Muslims, who happen to be a more numerous people than the Muslims of all other Asiatic countries put together, ought to consider themselves the greatest asset of Islam and should sink in their own deeper self like other Muslim nations of Asia in order to gather up their scattered sources of life and, according to Sir Fazli's advice, "stand on their own legs."

Sherwani

☆

ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ احمدی عقائد رکھتے تھے۔ انجمن حمایت اسلام کے سرگرم رکن تھے۔ کشمیر کمیٹی کی نئی تاسیس پر احمدی ارکان جو کمیٹی سے الگ ہوئے تھے انہوں نے تحریکِ کشمیر بنائی تھی۔ علامہ اقبال کو خط لکھا گیا کہ صدارت قبول فرمائیں۔ علامہ نے ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ کو اطلاع دی کہ اِس قسم کے قاعدے کے مطابق ضروری ہے کہ اِس قسم کے کسی خط کا جواب دینے سے پہلے علامہ کمیٹی کو اس پر رائے ظاہر کرنے کا موقع دیں۔

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

اخبارات میں آیا کہ علامہ نے فرمایا کہ اُصولی طور پر تحریکِ کشمیر کی صدارت کرنے کو درست سمجھتے ہیں۔

علامہ کے خیال میں اخبارات میں یہ تاثر دینے والے احمدی تھے۔ اپنی تحریکِ کشمیر کو علامہ کی طرف سے سند دلوانے کی کوشش کر رہے تھے۔ ۱۲ اکتوبر کو علامہ نے بیان جاری کر کے وضاحت کی:

> ...No definite declaration has yet emanated from the Qadiani headquarters that in the event of the Qadianis joining a Muslim political organisation, their allegiance will not be divided. On the other hand, events have revealed that what the Qadiani Press describes as "Tehrik-i-Kashmir" and in which, according to the Qadiani newspaper *Al-Fazl*, Muslims were only courteously allowed to participate, has entirely different aims and objects from those of the All-India Kashmir Committee. Certain open letters addressed by the head of the Qadiani community to his "Kashmir brethren" - a phrase which appears to have been used in order to avoid the use of the term Muslim for non-Qadiani Kashmiris - disclosed at least some of the inner motives of this Qadiani "Tehrik-i-Kashmir".
>
> In these circumstances I fail to understand how any Muslim can associate himself with a "Tehrik" which has revealed itself to be the instrument of a specific propaganda even though it seeks to cover itself with a thin veneer of non-sectarianism.

علامہ اقبال کا بیان مجریہ ۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء۔ Sherwani

☆

۱۹ اکتوبر کو مجوزہ افغان یونیورسٹی کے بارے میں علامہ اقبال کا بیان شائع ہوا:

۱ تعلیم یافتہ افغانستان ہندوستان کا بہترین دوست ثابت ہوگا۔

۲ نہ صرف کابل میں یونیورسٹی قائم ہونی چاہیے بلکہ اسلامیہ کالج پشاور کو یونیورسٹی کا درجہ ملنا چاہیے تاکہ ہندوستان اور افغانستان کی سرحدوں کے درمیان (''علاقہ غیر'' میں) آباد قبائل ترقی کر

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

سکیں۔

۳ علامہ اقبال، سر راس مسعود اور سید سلیمان ندوی افغانستان کے حکمراں نادر شاہ کی دعوت پر افغان وزیرِ تعلیم کو مشورہ دینے جا رہے ہیں۔

۴ کابل سے شائع ہونے والے جرائد سے ظاہر ہوتا ہے کہ افغانستان کی نئی نسل جدید علوم کی طرف راغب ہے اور اسے اپنے مذہب و ثقافت کے ساتھ مربوط کرنا چاہتی ہے۔ افغانستان میں ایک نئی بیداری کے شواہد بڑے واضح ہیں۔

۵ امید ہے کہ علامہ اقبال اور اُن کے دونوں ساتھی ہندوستان کے تجربے کی روشنی میں افغانستان کو تعلیمی امور پر مشورہ دے سکیں گے۔ تعلیم کو مذہب سے بالکل لاتعلق کرنے کے نتائج کہیں بھی اچھے نہیں نکلے۔ بالخصوص مسلمان علاقوں میں مضر ثابت ہوئے ہیں۔ ہر ملک کی اپنی ضروریات ہوتی ہیں۔ اس کے تعلیمی مسائل کو انہی ضروریات کی روشنی میں دیکھ کر حل تلاش کرنے چاہئیں کیونکہ کوئی نظامِ تعلیم حرفِ آخر نہیں ہوتا۔

Statement on the Proposed Afghan University

Published on 19th October, 1933

An educated Afghanistan will be the best friend of India. The building of a new University at Kabul and the development of the Peshawar Islamia College into another University on the western border of India will very much help in the uplift of the shrewd Afghan tribes who inhabit the country that lies between our frontier and the Afghan frontier.

His Majesty the King of Afghanistan invited us to advise his Education Minister on matters connected with the proposed University at Kabul. We felt it our duty to respond to his call. It appears from the various publications emerging from Kabul that the younger generation of Afghans are thoroughly in earnest about modern knowledge, and its coordination with their religion and culture. The Afghans are a fine people and as Indians it is our duty to help them to advance as much as they can. There are very clear indications of the development of new consciousness in that people, and we hope we may be able to advise them on matters of education in the light of our Indian experience.

(c) 2014- Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

Personally I believe that complete secularisation of education has not produced good results anywhere especially in Muslim lands. Nor is there any absolute system of education. Each country has its own needs and its educational problems must be discussed and solved in the light of those needs.

Sherwani

☆

علامہ اقبال نے محسوس کیا کہ افغانستان میں عوام کو جان و مال کا تحفظ حاصل تھا۔ ترقیاتی منصوبوں میں قدامت پسند جماعت بھی وزرأ کے ساتھ تعاون کر رہی تھی۔ ایک بزرگ نے علامہ کی موجودگی میں کہا کہ افغانستان میں مُلّا اور نوجوان کے درمیان کوئی تصادم نہیں۔ افغانستان جہاں کئی برس خانہ جنگی ہوتی رہی تھی، وہاں اتنی جلد امن و امان بحال کرنا علامہ کے خیال میں نادر شاہ کی کامیابی تھی۔

علامہ اقبال، راس مسعود اور سلیمان ندوی کے مشترکہ بیان سے ماخوذ۔ Sherwani

کابل میں ایک خوبصورت محل یونیورسٹی کے لیے مختص کیا گیا تھا۔ طب کا شعبہ قائم ہو چکا تھا۔ اب سِول انجینئرنگ کا شعبہ قائم ہونا تھا۔ بیرونِ ملک سے رابطے کے لیے سڑکیں بنوانے پر نادر شاہ کی خاص توجہ تھی۔ شمال میں روسی سرحد تک سڑک بنوائی جا چکی تھی تاکہ وسطی ایشیا اور وسطی یورپ ایک دوسرے سے قریب آ جائیں۔ کابل سے پشاور تک ایک نئی خوبصورت سڑک بنانے کا منصوبہ تھا۔ دو برس میں مکمل ہونا تھا۔

علامہ اقبال، راس مسعود اور سلیمان ندوی کے مشترکہ بیان سے ماخوذ۔ Sherwani

نادر شاہ سے ایک طویل ملاقات ہوئی۔ علامہ نے یہ تاثر لیا کہ نادر شاہ پڑوسی ممالک کے ساتھ پُرامن تعلقات چاہتے ہیں۔ علامہ کا خیال تھا کہ اگر موجودہ قیادت کو دس برس کام کرنے کا موقع مل گیا تو افغانستان کا مستقبل محفوظ ہو جائے گا۔

علامہ اقبال، راس مسعود اور سلیمان ندوی کے مشترکہ بیان سے ماخوذ۔ Sherwani

☆

سادہ سے کتب خانے کے سامنے باغ تھا۔ اُس کے پرے ایک وسیع ڈھلان آہستہ آہستہ بلند ہو کر پہاڑیوں سے جا ملی تھی جو بتدریج اُونچی ہوئی لہروں کی طرح ایک دوسرے کے پیچھے کوہِ ہندوکش کے سلسلے تک جا پہنچی تھیں۔ شام کے دھندلکے میں اذان کی آواز گونجی تو علامہ اقبال مسجد میں سب سے آخر میں پہنچے تھے۔ دیکھا

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

کہ بادشاہ بھی غریب ترین آدمیوں کے ساتھ صف میں کھڑا تھا۔

گہرا مذہبی مزاج، سماجی اونچ نیچ سے بے پروائی اور اپنے مذہبی اور قومی مقاصد کے درمیان مکمل توازن افغانوں کے تین نمایاں اوصاف تھے جو اِس معمولی سے واقعے میں یکجا ہو گئے تھے۔

یہ تاثرات علامہ اقبال کے ستمبر ۱۹۳۴ میں لکھے ہوئے ایک کتاب کے دیباچے سے ماخوذ ہیں۔
Razzaqi

Statement on the Conditions in Afghanistan

Issued jointly by Dr. Sir Muhammad Iqbal,
Sir Ross Masud and Syed Sulaiman Nadvi
on 6th November, 1933

The first thing which we noticed was that there is complete safety of life and property in the country. This is in itself a remarkable achievement for a Government which overcame a widespread rebellion only four years ago. Another thing which impressed us was the very earnest manner in which all the Ministers are discharging their duties. Even the orthodox party stands solidly behind these workers and consequently there is-as was stated in our presence by a leading Afghan divine-no difference between the mullas and the young men in the Afghanistan of today.

It is the intention of the Afghan Government to reorganise the entire department of Public Instruction on modern lines and at the same time to improve all roads which connect Afghanistan with neighbouring countries. A beautiful and commodious palace in Kabul has already been reserved for the new University which is gradually developing. Higher education is being imparted in medicine, this being the first faculty to be organised. The next faculty to he organised will be that of civil engineering. As regards the roads a new one joining Kabul with Peshawar will be completed within the next two years. This road has been carefully planned. A road leading to Russian frontiers has already been completed and is of obvious importance as it brings Central Asia nearer to Central Europe.

We had the honour of a long interview with His Majesty the King of Afghanistan whose sole desire is to see his country flourishing and living in peace and amity with its neighbours.

Thus Afghanistan represents today a united country where in every

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

direction one sees signs of a new awakening and where the authorities are engaged in drawing up programmes of well-planned work. We have come back from that country with a conviction that if those who are in power are given an opportunity of continuing their work for ten years, the future prosperity of Afghanistan will have been assured.

Sherwani

☆

۱۷ نومبر کے پنجاب گزٹ حصہ سوم الف صفحہ ۳۰۲ پر اعلان جاری ہوا کہ دسمبر میں پنجاب یونیورسٹی کی جوبلی تقریبات کے سلسلے میں دس ممتاز اشخاص کو ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگریاں دی جائیں گی:

مہاراجہ آف جموں اینڈ کشمیر	ایل ایل ڈی
مہاراجہ آف پٹیالہ	ایل ایل ڈی
نواب آف بہاولپور	ایل ایل ڈی
سر شادی لال چیف جسٹس ہائی کورٹ	ایل ایل ڈی
سر فضل حسین ایجوکیشن ممبر حکومتِ ہند	ایل ایل ڈی
سر سکندر حیات خاں ریونیو ممبر پنجاب گورنمنٹ	ڈی او ایل
سردار بہادر سر سندر سنگھ مجیٹھا	ڈی او ایل
ڈاکٹر سر محمد اقبال	ڈی لٹ
رائے بہادر پروفیسر شیو رام کشیاپ	ڈی ایس سی
اے سی وولنر	ڈی لٹ

ڈاکٹر ملک حسن اختر (۱۹۸۸)، ص ۱۳۹–۱۳۸۔ ان کا ماخذ پنجاب گزٹ حصہ سوم الف ۱۷ نومبر ۱۹۳۳ء ص ۳۰۲، ۳۰۵ ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی سینٹ نے ۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء کے اجلاس میں ڈگریاں دینے کا فیصلہ کیا تھا اور ۲۱ اکتوبر کے اجلاس میں حتمی منظوری دی تھی۔

☆

۴ دسمبر کو پنجاب یونیورسٹی کی ستاونویں کانووکیشن جوبلی تقریبات کے ساتھ منعقد ہوئی۔ چانسلر نے

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

ڈگریاں پانے والوں کو انگریزی میں خراجِ تحسین پیش کیا۔ ڈاکٹر سر محمد اقبال کے بارے میں کہا [ترجمہ]:

> ...یونیورسٹی مشہور فلسفی اور شاعر کو خراجِ تحسین پیش کرتی ہے اور ہمیں یہ سوچ کر مسرت ہوتی ہے کہ وہ کئی برس یونیورسٹی کی اورینٹل فیکلٹی کے ڈین رہے ہیں۔

ڈاکٹر ملک حسن اختر (۱۹۸۸)، ص ۱۳۹-۱۳۸۔ ان کا ماخذ پنجاب گزٹ ۱۲ فروری ۱۹۳۴ء ص ۵۱ ہے۔ چانسلر کی تقریر کے اقتباس کے ترجمے میں انہوں نے ''علامہ اقبال'' لکھا ہے۔ معلوم نہیں اصل انگریزی متن میں کیا لفظ تھا۔

☆

پنڈت جواہر لال نہرو نے ہندو مہاسبھائیوں کے اعتراضات کے سامنے اپنا دفاع کیا۔ اسی رَو میں کہا کہ آغا خاں ردِ عمل کی سیاست کو فروغ دے رہے ہیں ورنہ دُوسری گول میز کانفرنس کے دوران گاندھی جی مسلمانوں کے تمام مطالبات تسلیم کرنے پر تیار تھے اگر مسلمان ہندوستان کی آزادی کی جدوجہد میں کانگریس کے ساتھ شامل ہونے پر آمادہ ہوتے۔ افسوس کہ مسلمانوں میں قومیت پروری کے دشمن (anti-national) موجود ہیں۔ چنانچہ مذہب کے معاملے میں جمہوری اصولوں پر عمل کرتے ہوئے بھی مسلمان سیاست کے میدان میں جمہوریت سے گریزاں ہیں جس کا اندازہ دوسری گول میز کانفرنس کے دوران مسلمان نمایندوں کی تقاریر سے بھی ہوتا ہے (اِن نمایندوں میں علامہ اقبال بھی شامل تھے مگر معلوم ہوتا تھا کہ نہرو کے سامنے تقاریر کے اصل متون کی بجائے صرف اخبارات تھے)۔

۶ دسمبر کو پنڈت نہرو کے جواب میں بیان جاری کرتے ہوئے علامہ اقبال نے واضح اشارہ دیا کہ اگر ہندو رہنماؤں نے حقیقت پسندی سے کام نہ لیا تو آگے چل کر ملک تقسیم ہوسکتا ہے:

۱ پنڈت نہر کے بیان میں خلوص کی جھلک موجود ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ وہ حقائق سے آگاہ نہیں ہیں۔ دوسری گول میز کانفرنس کے دوران سر آغا خاں نے گاندھی سے یہاں تک کہہ دیا تھا کہ اگر گاندھی جی ہندوؤں سے مسلمانوں کے مطالبات تسلیم کروالیں تو مسلمان اُن کے پیروکار بننے پر تیار ہیں۔ گاندھی جی ایسا نہ کرسکے۔

۲ گاندھی جی کا مطالبہ یہ بھی تھا کہ مسلمان اچھوتوں کے مطالبات کی حمایت نہ کریں۔ اقبال جاننا چاہیں گے کہ اس قسم کے غیر انسانی مطالبے پر خود پنڈت نہرو کی رائے کیا ہے؟

(c) 2014 Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

۳ آغا خاں کی پیشکش دو برس بعد بھی موجود ہے۔ اب پنڈت نہرو ہی مسلمانوں کے مطالبات تسلیم کروالیں۔ مسلمان آج بھی ہندوؤں کی جدوجہدِ آزادی میں پیروکار بن سکتے ہیں۔

۴ اگر پنڈت نہرو ایسا نہیں کر سکتے تو کم سے کم مسلمانوں کو اِلزام نہ دیں۔ دوسروں کو موقع دیں کہ وہ حقائق کا تجزیہ کر کے خود ہی یہ نتیجہ برآمد کرلیں کہ اصل میں پنڈت نہرو بھی فرقہ وارانہ فیصلے کے خلاف مہاسبھائیوں کے ساتھ ہیں خواہ بظاہر مخالف دکھائی دیتے ہوں۔

۵ اگر قومیت پروری کی دشمنی سے مراد یہ ہے کہ ہندوستان میں قومیت کی مذہبی بنیاد ختم کر کے نئی قوم بنائی جائے تو نہ صرف اقبال بھی اس کے خلاف ہیں بلکہ اس قسم کی قومیت سازی کے سب سے بڑے مخالف خود گاندھی ہیں جو اچھوتوں کو ہندوستان کی دوسری قوموں مثلاً مسلمانوں کے ساتھ مخلوط ہونے سے روک رہے ہیں اور مجبور کررہے ہیں کہ اچھوت سیاسی طور پر ہندو قومیت ہی کو اپنی شناخت بنائیں خواہ انہیں اس قومیت کے مذہبی اور سماجی فوائد میسر نہ ہوں۔

۶ مسلمانوں کے سیاسی مطالبات جمہوریت سے گریز نہیں بلکہ ان کے جمہوری شعور کا ثبوت ہیں۔ وہ نہیں چاہتے کہ آئینی جمہوریت کی موجودگی میں بھی وہ جمہوریت کے اصل فوائد سے محروم رہ جائیں۔

۷ اگر ہندو رہنماؤں نے اپنی غیر حقیقت پسندانہ روش تبدیل نہ کی تو صرف دو ہی نتائج برآمد ہو سکتے ہیں: (الف) کانگریس حسبِ معمول منافقانہ طور پر بظاہر انگریزی سامراج کی مخالف اور حقیقت میں اس کی ایجنٹ کے طور پر کام کرتی رہے گی؛ یا پھر (ب) ہندوستان کی ازسرِ نو تقسیم ہو جائے گی تاکہ اقلیت اور اکثریت کا مسئلہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے:

I have never had the pleasure of meeting Pandit Jawahar Lal, though I have always admired his sincerity and outspokenness. His latest statement in reply to his Mahasabhite critics has a ring of sincerity which is rare in the pronouncements of present-day politicians in India. It seems, however, that he is not in full possession of the facts regarding the behaviour of Muslim delegates to the Round Table Conferences held in London during the past three

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

years... The offer which His Highness the Agha Khan made to Mr. Gandhi two years ago still holds good. If under Pandit Nehru's leadership the Hindus or the Congress agree to the safeguards which Muslims believe to be necessary for their protection as an all-India minority, the Muslims are still ready to serve, in the Agha Khan's words, as camp-followers of the majority community in the country's political struggle. If, however, he is unable to accept this offer let him at least not accuse Muslims of political reactionaryism but leave those who understand the motive and purposes of Hindu communalism to draw the conclusion that he is in essential agreement with the Mahasabha in the latter's campaign against the Communal Award.

...The present situation is only a necessary stage in the country's political evolution. A united India will have to be built on the foundation of concrete facts, i.e. the distinct existence of more than one people in the country. The sooner Indian leaders of political thought get rid of the idea of a unitary Indian nation based on something like a biological fusion of the communities, the better for all concerned.

...In conclusion I must put a straight question to Pandit Jawahar Lal. How is India's problem to be solved if the majority community will neither concede the minimum safeguards necessary for the protection of a minority of 80 million people nor accept the award of a third party, but continue to talk of a kind of nationalism which works out only to its own benefit? This position can admit of only two alternatives. Either the Indian majority community will have to accept for itself the permanent position of an agent of British imperialism in the East or the country will have to be redistributed on a basis of religious, historical and cultural affinities so as to do away with the question of

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

electorates and the communal problem in its present form.

Sherwani

☆

اس برس شائع ہونے والی کوئی کتاب اقبال کے ذخیرۂ کتب میں موجود نہیں۔

Muhammad Siddique (1983)

۱۹۳۴

☆

خطبات کا دوسرا ایڈیشن مئی ۱۹۳۴ء کے شروع میں کسی وقت چھپ کر آکسفورڈ کے چھاپے خانے سے نکلا۔

رفیع الدین ہاشمی (۱۹۸۲-۲۰۰۱)، ص ۳۲۰

THE
RECONSTRUCTION OF
RELIGIOUS THOUGHT
IN ISLAM

BY

SIR MOHAMMAD IQBAL

OXFORD UNIVERSITY PRESS
LONDON: HUMPHREY MILFORD

1934

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

☆

Statement on the Congress Attitude towards the Communal Award

Issued on 19th June, 1934

The Congress claims to represent equally all the communities of India and declares that, in view of the sharp difference of opinion in India regarding the Communal Award, it can neither accept nor reject it; yet its comments on the Award amount to a rejection by implication. Consistently with its claim it ought not to have expressed any opinion about the Award. The Congress Working Committee has deliberately chosen to ignore the important fact that the Award, though it has been incorporated in the White Paper, does not stand or fall with it, but stands on an entirely different footing. While the other parts of the White Paper are proposals, the Award represents a decision given by the British Premier at the request of the very men who are now opposing it.

The Congress Working Committee has tried by this resolution to hide its inner communalism, but in the very act of doing so has unveiled its designs to such an extent that no Muslim will fail to see through the game. At this critical juncture I would advise the Muslims of India to stand boldly by the Communal Award even though it does not concede all their demands. This is the only course they can adopt as a practical people.

Sherwani

☆

یکم جولائی کو انجمن حمایت اسلام کی جنرل کونسل کا اجلاس ہوا۔ شیخ گلاب دین ایڈووکیٹ صدارت کر رہے تھے۔ علامہ اقبال بھی موجود تھے۔

پچھلے ماہ سر شیخ عبدالقادر انڈیا کونسل کے رکن بن کر لندن چلے گئے تھے۔ انجمن کی صدارت کی کرسی خالی ہو گئی تھی۔ علامہ کو منتخب کیا گیا۔

محمد حنیف شاہد (۱۹۷۶)، ص ۱۸۵ وغیرہ۔ ان کا ماخذ انجمن کی قلمی روداد ہے۔

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

☆

مسلمانانِ پنجاب اس خبر کو سن کر بیحد مسرور ہوں گے کہ انجمن حمایت اسلام لاہور نے علامہ سر محمد اقبال کو اپنا صدر منتخب کیا ہے۔ سر عبدالقادر چونکہ انڈیا کونسل کے رکن مقرر کیے گئے ہیں اور وہ اپنے نئے عہدے کا چارج لینے کے لیے لندن چلے گئے ہیں۔ اس لیے انجمن کی صدارت خالی پڑی تھی۔ حکیمِ ملّت اقبال سے بڑھ کر اِس عہدہ کے لائق کوئی دوسرا شخص نہیں ہوسکتا۔ وہ اعلیٰ پایہ کے فلاسفر، مشرق کے مایہ ناز شاعر، بلند پایہ مقنن اور قومی کاموں میں گہری دلچسپی لینے والے بزرگ ہیں۔

روزنامہ پیسہ اخبار، ۱۲ جولائی ۱۹۳۴ء

حنیف شاہد (۱۹۷۶)، ص ۶۶-۶۵

☆

۱۴ جولائی کو شام ساڑھے پانچ بجے انجمن حمایت اسلام کی جنرل کونسل کا اجلاس علامہ اقبال کی صدارت میں ہوا۔ اونچی آواز سے بول نہیں سکتے تھے۔ آنریری سکرٹری نے اُن کی موجودگی میں اُن کی تحریر پڑھ کر سنائی۔

انجمن حمایت اسلام کی جنرل کونسل سے خطاب

[جسے علامہ اقبال نے تحریراً پیش کیا اور اُن کی موجودگی میں پڑھ کر سنایا گیا]

حضرات! مجھ کو انجمن حمایت اسلام لاہور کا صدر انتخاب کرنے سے آپ نے میری نسبت جس حسنِ ظن اور اعتماد کا اظہار کیا ہے اس کے لیے میں آپ کا تہ دل سے شکر گزار ہوں۔ اگرچہ اس وقت میری صحت کچھ ایسی اچھی نہیں تاہم جو کچھ خدمت بھی مجھ سے ہوسکتی ہے میں اُس کے لیے ہر وقت حاضر ہوں۔ گزشتہ پچاس سال میں آپ کے پیشروؤں نے مسلمانانِ پنجاب کے اس عظیم الشان ادارے کی بیش بہا خدمت کی ہے جس کے لیے پنجاب کے تمام مسلمان مبارکباد کے مستحق ہیں لیکن زمانہ ہمیشہ بدلتا رہتا ہے۔ اس واسطے اس کے مقتضیات بھی بدلتے رہتے ہیں۔ جن کی وجہ سے قومی اور ملکی اداروں کے طریق کار میں مناسب تبدیلی ضروری ہوجاتی ہے۔

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

نظر بایں حالات مجھے یقین ہے کہ انجمن کے موجودہ ارکان ان دُوررس تغیرات کو ملحوظ رکھتے ہوئے جو ملک کی مجموعی زندگی میں آنے والے ہیں مسلمانانِ پنجاب کے اِس ادارے کو صحیح معنوں میں اسلامی تہذیب وتمدن کا مرکز بنانے میں کامیاب ہوں گے۔ اس عظیم الشان کام کے انصرام کے لیے توفیقِ الٰہی آپ کے شاملِ حال ہو!

اِس وقت چند اُمور ہیں جو فوری توجہ کے محتاج ہیں۔

اوّل: دنیات کی تعلیم۔ تجربہ یہ بتاتا ہے کہ جدید تعلیم نے مسلمان نوجوانوں کے اخلاقِ زندگی پر کوئی خاص اثر نہیں کیا اور یہ امر ظاہر ہے کہ ایک مسلمان نوجوان کی تعلیم کی اساس اگر دینی اور اخلاقی نہ ہو تو اس میں سیر چشمی، بلند نظری اور خودداری کے وہ اوصافِ حسنہ نہیں پیدا ہو سکتے جو اسلامی سیرت کے مابہ الامتیاز ہیں۔ اس کے علاوہ یہ ضروری ہے کہ ہر مسلمان تھوڑا بہت اپنی ملی روایات کا حامل ہو۔ اگر ایسا نہ ہو تو قرآن کریم کے ارشاد کے مطابق لتکونوا شھدآءَ علے الناس کا مقصد کیونکر پورا ہو سکتا ہے۔ گزشتہ تجربہ کے انہیں افسوسناک نتائج کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہارٹوگ کمیٹی نے تجویز کی تھی کہ کالجوں اور سکولوں میں مسلمانوں کی مذہبی تعلیم کا خاص انتظام ضروری ہے۔ انجمن حمایت اسلام لاہور مسئلہ کے اس پہلو سے غافل نہیں رہی مگر افسوس ہے کہ جو انتظام اس مقصد کے حصول کے لیے اب تک کیا گیا ہے وہ بار آور ثابت نہیں ہوا۔ اب میری استدعا آپ سے یہ ہے کہ اس معاملہ پر کافی غور وخوص کے بعد زمانۂ حال کے مقتضیات کے مطابق انجمن کے کالج اور سکولوں میں دینی اور اخلاقی تعلیم کا انتظام کیا جائے۔ مجھے یہ کہنے کی شاید ضرورت نہیں کہ انجمن حمایت اسلام کی آئندہ کامیابی بلکہ ایک قومی ادارہ ہونے کی حیثیت سے اس کی آئندہ زندگی صرف اسی ایک مسئلہ کے کامیاب حل پر انحصار رکھتی ہے۔ مجھے یہ سن کر خوشی ہوئی کہ اراکین کالج کمیٹی اس ضروری امر کے متعلق کچھ فیصلہ کر چکے ہیں۔ اب آپ کا اس فیصلے کو عملی جامہ پہنانا باقی ہے اور مجھے یقین ہے کہ جلد ایسا کیا جائے گا۔

دوسرا امر جو آپ کی فوری توجہ کا مستحق ہے وہ مسلمان لڑکیوں کی تعلیم ہے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے انجمن نے آج تک اس ضروری معاملے کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں کی۔ آپ کو معلوم ہے کہ

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

مسلمانوں کا متوسط طبقہ اب کافی بیدار ہو چکا ہے اور اس بات کا مطالبہ کر رہا ہے کہ ان کی اولاد کی صحیح اسلامی اصول کے مطابق تعلیم و تربیت کی جائے۔ میری ذاتی رائے تو یہ ہے کہ انجمن حمایت اسلام فی الحال مسلمان لڑکیوں کی تعلیم کے لیے اپنا نصاب تجویز کرے اور مجوزہ نصاب کے مطابق ان کا سالانہ امتحان لے کر خود ہی سندات تقسیم کیا کرے۔ جہاں تک لڑکیوں کی تعلیم کا تعلق ہے فی الحال آپ صرف ایک امتحان لینے والے ادارے کے طور پر کام شروع کریں اور رفتہ رفتہ اسی ادارے کو مسلمان عورتوں کی ایک آزاد یونیورسٹی کی صورت میں منتقل کر دیں بلکہ آپ کا مجوزہ انڈسٹریل گرلز سکول بھی اسی یونیورسٹی کی ایک شاخ قرار پائے۔ اس تجویز کے متعلق میں اپنے مفصل خیالات پھر کسی موقع پر عرض کروں گا۔ فی الحال میں صرف اِسی قدر چاہتا ہوں کہ اراکین کونسل اس کے مختلف پہلوؤں پر غور کر کے اگر ضروری ہو تو اس کے ابتدائی مراحل کو عملی جامہ پہنانے کے لیے ایک کمیٹی کا تقرر عمل میں لائیں۔

تیسرا امر جو آپ کی توجہ کا محتاج ہے اسلامیہ کالج کی موجودہ حالت ہے۔ کالج کے انتظام کے متعلق بعض نہایت ضروری سوال پیدا ہوتے ہیں جن پر گزشتہ تجربے کی روشنی میں غور و خوض نہایت ضروری ہے، لیکن اس وقت ان سوالات پر بحث کرنے کا موقع نہیں۔ فی الحال پرنسپل شپ کا معاملہ نہایت اہم ہے جس کا فیصلہ جہاں تک ممکن ہو جلد ہونا چاہیئے۔ مسٹر عبداللہ یوسف علی اگر اس عہدۂ جلیلہ پر واپس آ سکتے ہیں تو ہماری بہت سی مشکلات کا حل ہو جاتا ہے مگر اُمید نہیں کہ وہ واپس آ سکیں اور جہاں تک میری نظر ہے ہندوستان سے کسی مسلمان پرنسپل کا ملنا بہت مشکل نظر آتا ہے۔ ہم کو ایک ایسے پرنسپل کی ضرورت ہے جو علم و فضل کے علاوہ صاحب اثر و بارسوخ ہو۔ مسلمانوں کی آرزوؤں سے ہمدردی رکھتا ہو اور ہمارے بچوں کی ان تمام اُمور میں تربیت کر سکتا ہو جو ملک کے آئندہ سیاسی تغیرات کی وجہ سے قومی زندگی کے لیے اب بے انتہا ضروری ہو گئے ہیں۔ اگر مسلمانانِ ہند میں کوئی ایسی شخصیت مل سکتی ہو تو اس سے بڑھ کر خوش قسمتی کیا ہو سکتی ہے لیکن اگر ہماری بدنصیبی سے مسلمانوں میں ایسی شخصیت فی الحال دستیاب نہ ہو سکے تو میری ذاتی رائے تو یہ ہے کہ ہم کو اطلبو العلم ولکان بالصین پر عمل درآمد کرنے میں قطعاً تامل نہ ہونا

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

چاہیئے۔ حدیث تو شاید علمِ روایت کے اعتبار سے مشتبہ ہے لیکن اس کے معانی کی صداقت سے کس کو انکار ہوسکتا ہے؟ للہ المشرق والمغرب مشرق ہو، مغرب ہو، جہاں سے اپنے مطلب کا آدمی ملے لینا چاہیئے۔ یہ میری ذاتی رائے ہے۔ معاملہ کا آخری فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔

ان چند الفاظ کے ساتھ میں پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اگر ہمارے دلوں میں قومی خدمت سے نام و نمود کی خواہش ہو تو خدائے تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلعم کی روحانیت کے طفیل اس خواہش کو ہمارے دلوں سے نکال دے اور ہماری روح کو اسلام کی محبت سے اس طرح لبریز کردے کہ ہماری حرکات و سکنات کا مقصدِ اوّلیں سوائے رضائے الٰہی کے اور کچھ نہ ہو۔

محمد حنیف شاہد (۱۹۷۶)، ص ۱۲۹-۱۲۶

☆

اسلامیانِ پنجاب کی ہر دل عزیز اور سب سے پرانی انجمن کی کرسیٔ صدارت خان بہادر شیخ عبدالقادر کے ولایت تشریف لے جانے پر خالی ہوگئی تھی۔ اراکین انجمن موصوف کی نظرِ انتخاب کی کس زبان سے داد دی جائے کہ انہوں نے اس عہدۂ جلیلہ کے لیے دنیائے اسلام کی اس ممتاز شخصیت کا انتخاب کیا ہے جس کی قابلیت کا سکہ آج متمدن دنیا کے تمام اکناف پر چھایا ہوا ہے۔ ڈاکٹر سر شیخ محمد اقبال عالمِ اسلام کی ایک نہایت مقتدر ہستی ہیں۔ جب سے جناب ممدوح نے سیاسیات میں دخل دیا ہے، اسلامی ہند میں زندگی کی ایک نئی لہر پیدا ہوگئی ہے۔ ڈاکٹر صاحب ایک نہایت نغز گو اور عدیم النظیر شاعر ہی نہیں بلکہ آپ کا تجرِ علمی اور واقفیتِ عامہ اس درجہ تک پہنچی ہوئی ہے کہ آپ بہمہ وجوہ فرزانۂ روزگار ہیں۔ دعا ہے کہ آنجناب کی صدارت میں وہ تمام تجاویز و عزائم جو پنجاب کی واحد انجمن چند در چند وجوہ کی بنا پر پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچا سکی، تشنۂ تکمیل نہ رہیں گے اور آپ کی صدارت کا زمانہ ان تمام خوبیوں کا متحمل ہو جن کی توقع آپ کی ذاتِ والا صفات سے ہے۔

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

ہفت روزہ حمایتِ اسلام، ۱۹ جولائی ۱۹۳۴ء

حنیف شاہد (۱۹۷۶)، ص ۶۶

☆

۱۳۰ اگست کو شام ساڑھے پانچ بجے انجمن حمایت اسلام کے دفتر میں جنرل کونسل کا اجلاس علامہ اقبال کی صدارت میں ہوا۔ آنریری سکرٹری نے آئندہ مالی سال کا بجٹ پیش کیا۔ سید حبیب نے کہا کہ صدر انجمن کی مالی مشکلات کی طرف توجہ فرمائیں تو بہت حد تک آمدنی میں اضافہ ہوسکتا ہے۔ شیخ عظیم اللہ نے تائید کی۔ علامہ اقبال کا جواب روداد میں یوں درج ہوا:

> یہ ہمارا قومی اور مذہبی فرض ہے کہ ہم سب متحد ہو کر انجمن کی مالی حالت کے اضافہ کرنے میں کوشش کریں۔ میں امید کرتا ہوں کہ اگر آپ سب صاحبان میرے ساتھ اس معاملہ میں تعاون کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہمیں کامیابی عطا فرمائے گا۔

محمد حنیف شاہد (۱۹۷۶)، ص ۱۲۹

☆

ایک بوڑھے افغان دوا فروش سے ملاقات ہوئی۔ مدتوں پہلے وطن سے نکلا تھا۔ اب آسٹریلیا میں مقیم تھا۔ لاہور آیا ہوا تھا۔ علامہ نے پوچھا کہ کیا اُسے اپنی پشتو یاد ہے؟ اُس کی دھندلائی ہوئی آنکھیں چمک اُٹھیں۔ جوانی کی یادوں نے یلغار کی۔ پشتو کے ایک رومانی گیت کی صورت میں زبان پر آئے بغیر نہ تھمی۔

علامہ نے محسوس جیسے بوڑھا لاہور کی گرمی سے نکل کر اپنے آبائی وطن کی ٹھنڈی فضا میں پہنچ گیا ہو۔

Afghanistan - A Brief Survey
by Jamaluddin Ahmed and Mohammed Abdul Aziz
published by Dar-ul-Taleef, Kabul
(1934)
Foreword by Muhammad Iqbal

I am asked to write a line or two by way of a foreword to this excellent book on modern Afghanistan. I have great pleasure in doing so, not only because I have always regarded the Afghans as a people of inexhaustible vitality, but also

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

because I have had the privilege of presonally knowing the late and lamented King Nadir Shah - that soldier-statesman, whose genius infused a new life into his people and opened their eyes to the modern world. The history of the Afghans has yet to be read and appreciated. Mere record of events is not history; it is only material for history. Events are like words and have meanings, which it is the duty of the genuine historian to discover. This work has yet to be done in regard to the history of Afghans both in India and Afghanistan. A people, who have produced such men as Muhammad Ghauri, Alauddin Khilji, Sher Shah Suri, Ahmad Shah Abdali, Amir Abdur Rehman Khan, King Nadir Shah, and above all Maulana Sayyed Jamal-ud-Din Afghani - in many respects the greatest Muslim, and certainly one of the greatest Asiatics of our times - cannot but be regarded as an important factor in the life of Asia. For long periods in the past, Balkh, Bamian, Hadda, Kabul, Ghazni and Herat have been great centres of culture; and the earnestness of the present ruling dynasty does certainly hold out a promise that they may well revive their past glories again.

Whenever I think of Afghanistan, as I do quite often, my mind conjures up before me a picture of the country as I saw it last autumn. I sit in a simply furnished study, which overlooks a garden. Beyond the garden, a broad stretch of land rises in a gentle slope to meet the hills, which lie in ever-ascending waves one behind the other till they culminate in the towering range of the Hindukush. A line of huge pylons, that bring the high tension current from distant falls, lies to thwart the landscape. Overhead the sky is painted in gorgeous colours by the approaching sunset below the shadows move swiftly across the valley. Innumerable poplars, straight, slim and tall, sway gently in the gathering shadows as the soft evening breeze kisses their searing leaves. In the calm of that twilight, the valley, the trees, the distant villages and the mountains floating in a sea of hazy mist present a scene of dream-like beauty. Suddenly the hush of the evening is broken by the call to prayer. One by one all my companions leave their seats; transported beyond myself by the swelling chant of the Muezzin, I am the last to reach the prayer-room, where my fellow-guests are already gathered along with our Royal host and the humblest of his retainers!

This little episode reveals three of the most striking qualities of the Afghans - their deep religious spirit, their complete freedom from distinctions

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

of birth and rank, and the perfect balance with which they have always maintained their religious and national ideals. This spirit of conservatism has always been, and will always remain, a great source of strength to the Afghans. It keeps them in living contact with their past, without rendering them incapable of response to the calls of a new age. Their conservative wisdom makes them cherish their traditions; but the weight of these traditions does not in any way kill the forward movement of the soul within. Only the other day, I met in Lahore a remarkable old Afghan druggist, who had spent more than half a century in the West and had finally settled in Australia. He could not read and write, but spoke good Australian English. "Do you still remember your Pashto?" I said. My question went straight to his heart. His slightly bedewed eyes became brighter. The memories of the youth seemed to be crowding in his mind, until they found unrestrained expression in an old Pashto love-song which, for the moment, transported this hoary Afghan from the scorching heat of Lahore to the cool valleys of his fatherland. The Afghan conservatism is a miracle; it is adamantine yet fully sensitive to and assimilative of new cultural forces. And this is the secret of the eternal organic health of the Afghan type.

Afghanistan was a great commercial centre in the ancient world and remained so during the Middle Ages, till the development of sea-borne traffic in the modern world. She has occupied and will continue to occupy the key position in the politics and history of Asia. "Here" writes Professor Lyde, "we have one of the most important areas of Asia, full of fascination to those who believe in both the national and international, but do not believe that it is the destiny of the world to be for ever at war." So this plain, straightforward and unvarnished account of the country by two brothers, who during the long residence in that land, have supplemented the fruits of personal observation by a study of the best sources and have been able to draw upon the latest official information, is doubly welcome.

The authors of the book have rightly focussed their attention upon those periods, during which the arts of peace have flourished and not upon the periods of numberless wars, invasions and internal dissensions, which at first sight appear to be the most striking feature of the history of Afghanistan. Besides providing invaluable and authentic information regarding the country, the authors have raised some very interesting questions about the position of

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

Afghanistan in relation to cultural advancement of the world. There is no doubt that archaeological and historical research in Afghanistan will throw a new light on our knowledge of the ancient world; but much work yet remains to be done, and I hope that Afghan scholars will diligently try to lay bare the past greatness of their country.

Lahore: Muhammad Iqbal

September, 1934.

Razzaqi

☆

مثنوی 'مسافر' کا پہلا ایڈیشن نومبر ۱۹۳۴ء میں شائع ہوا۔

رفیع الدین ہاشمی (۲۰۰۱-۱۹۸۲)، ص ۱۶۰

☆

مُسافر

یعنے

سیاحتِ چندروزہ افغانستان

(اکتوبر ۳۳ء)

اقبال

۱۹۳۴ء

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

باب ۵

صفات کا صنم خانہ

☆

ری کنسٹرکشن کے آکسفورڈ ایڈیشن کا ایک نسخہ اقبال نے دستخط کر کے اسلامیہ کالج لائبریری کو پیش کیا۔

Muhammad Siddique (1983), p.53

☆

۱۴ اکتوبر ۱۹۳۴ء کے دستخط کے ساتھ اقبال نے مثنوی 'مسافر' کا ایک نسخہ محمد دین تاثیر کو دیا۔

Muhammad Siddique (1983), p.110

☆

۲ دسمبر کو انجمن حمایت اسلام کی جنرل کونسل کا اجلاس ہوا۔ چودھری احمد خاں صدارت کر رہے تھے۔ علامہ اقبال بھی شریک ہوئے۔

محمد حنیف شاہد (۱۹۷۶)، ص ۱۸۵۔ ان کا ماخذ انجمن کی قلمی روداد ہے۔

☆

اِس برس شائع ہونے والی کتابیں جو کبھی اقبال کے ذخیرۂ کتب میں شامل ہوئیں یہ ہیں:

V. V. Bartold (translated from Russian by Shahid Suhrawardy). *Mussulman Culture*. University, Calcutta

Ghulam Mohammad Rathor. *The Quranic Gems*. Ripon Printing Press, Lahore

Muhammad Siddique (1983)

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

۱۹۳۵

☆

بالِ جبریل جنوری ۱۹۳۵ء کے پہلے عشرے میں شائع ہوئی۔

رفیع الدین ہاشمی (۱۹۸۲-۲۰۰۱)، ص ۲۹

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

باب ۵

جاوید منزل

[جنوری ۱۹۳۴ء سے سردار بیگم کی وفات تک]

☆

آغا حشر کاشمیری نے لاہور میں جیل روڈ پر ایک کوٹھی کرائے پر لی تھی۔ ایک حصے میں ذاتی فلم کمپنی حشر فلمز آف پنجاب کا دفتر تھا۔ مختار بیگم اُن کے ساتھ رہتی تھیں۔ سمجھا جاتا تھا کہ حشر نے اُن کے ساتھ شادی کر لی ہے۔ اچانک شراب چھوڑ دی تھی جس کی وجہ سے طبیعت مضمحل رہنے لگی تھی۔ بہرحال فروری ۱۹۳۵ء میں اصلاحی فلم بھیشم پرتگیہ کی شوٹنگ شروع کر لی۔ کچھ مناظر شاہی قلعے میں فلم بند ہونے تھے۔

عشرت رحمانی (جون ۱۹۸۷)، ص ۳۹-۳۸

☆

انجمن حمایت اسلام کے سالانہ جلسے میں پنجاب کے گورنر سر ہربرٹ ایمرسن تشریف لائے۔ افسوس کیا کہ پنجاب کے مسلمانوں میں اعلیٰ قیادت مفقود ہے۔ اتحاد کا درس دیا۔ اُن عوامل کا تذکرہ کیا جنھوں نے پنجاب کے مسلمانوں کو تقسیم کر رکھا تھا۔ شہری اور دیہاتی مسلمان کے درمیان جو دُوری انگریز حکومت نے جان بوجھ کر پیدا کی تھی (اور جس کی طرف علامہ اقبال قریباً دس برس سے توجہ دلانے کی کوشش کر رہے تھے) اُسے نظرانداز کیا۔ اس بات پر تان ٹوٹی کہ مسلمانوں کو احمدیوں کے ساتھ رواداری برتنی چاہیے۔

میں نے یہ تفصیلات گورنر پنجاب کے بیان کے جواب میں علامہ اقبال کے بیان مطبوعہ اسٹیٹسمین مئی ۱۹۳۵ء سے اخذ کی ہیں جس کے لیے میرا ماخذ Sherwani ہے۔

چھبیس برس پہلے علامہ اقبال نے یہی بات کہی تھی۔ ۱۹۰۹ء میں اپنے انگریزی لیکچر اسلام بحیثیت اخلاقی اور سیاسی نصب العین ('Islam As A Moral and Political Ideal') میں کہا تھا کہ مسلمانوں کو مرزائی اور غیر مرزائی کی تفریق ختم کر دینی چاہیے (اِس تفریق پر مرزائی یعنی احمدی خود زیادہ زور دیا کرتے تھے)۔ ۱۹۱۱ء میں علیگڑھ والے انگریزی لیکچر ملتِ بیضا پر عمرانی نظر ('The Muslim

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

(Community') میں احمدیت کی پنجاب میں اسلامیت کے خالص مظہر کے طور پر تعریف کی تھی۔تب سے اب تک بہت کچھ بدل چکا تھا۔

علامہ کے نزدیک کسی تحریک کی اصلیت اُس کے نتائج سے ظاہر ہوتی تھی۔۱۹۱۱ء سے اب تک احمدیت نے جو رنگ دکھائے تھے اُس کی وجہ سے نہ صرف موجودہ زمانے کی احمدیت کے بارے میں علامہ کو رائے بدلنی پڑی تھی بلکہ بانی احمدیت مرزا غلام احمد قادیانی کی نفسیاتی کیفیات پر بھی نئی روشنی پڑتی تھی اگرچہ وہ اس سے پہلے ۱۹۰۸ء ہی میں دنیا سے رخصت ہو چکے تھے۔آج علامہ کو اِس بات میں کوئی شبہ نہ تھا کہ گورنر پنجاب کے بیان کی نہایت واضح الفاظ میں تردید بلکہ مخالفت کرنا ایک مذہبی فریضہ ہے۔خواہ انگریز حکومت ناراض ہو، خواہ اُن کم نظر مسلمانوں کی ناراضگی بھی مول لینی پڑے جو عرفِ عام میں ''روشن خیال'' کہلاتے تھے۔

☆

علامہ نے احمدیت کے موضوع پر تفصیلی بیان دیا۔مقامی اور انگریزی پریس میں شائع ہوا:

۱ اسلام سے پہلے مذہب کے معاملے میں مشرقی مزاج عام طور پر ویسا تھا جسے اسپنگلر نے ''مجوسی'' (Magian) کہا تھا (علامہ عام طور پر عجمی کہتے تھے)۔اس مجوسی ثقافت میں پارسی، یہودی، یہودی عیسائی، کلدانی اور سبائی مذاہب شامل تھے۔ان مذہبی گروہوں کے نزدیک دنیا میں پیغمبروں کا آتے رہنا ضروری تھا چنانچہ مجوسی مزاج کی نمایاں خصوصیت یہی تھی کہ ہمیشہ کسی مسیحا کا منتظر رہتا بلکہ اسے اس انتظار میں مزہ آتا۔نتیجہ یہ تھا کہ مجوسی گروہوں میں ہمیشہ مذہبی طالع آزماؤں کا بازار گرم رہتا تھا۔آئے دن کسی مذہبی تحریک کے نام پر نیا فرقہ وجود میں آجاتا تھا۔مجوسی قومیں مسلسل فرقوں میں بٹ بٹ کر ٹوٹتی رہتی تھیں۔

۲ اسلامی مزاج اس کے برعکس ہے لیکن یہ آہستہ آہستہ ظاہر ہو رہا ہے۔وجہ یہ ہے کہ جب اسلام نے ختمِ نبوت کا عقیدہ پیش کیا تو اِنسانی تاریخ میں یہ تصور بہت ہی انوکھا تھا کہ آیندہ خدا کی طرف سے کوئی نبی اِس دنیا میں نہیں آئے گا۔مجوسی مزاج اِسے فوری طور پر سمجھ نہ سکا۔مجوسی ذہن نے اپنے پچھلے عقاید کی روشنی میں امام مہدی کا تصور تراشا، عیسائیت سے حضرت عیسیٰ

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

علیہ السلام کی واپسی کا عقیدہ مستعار لیا اور فرضی احادیث تیار کر لیں جن کی مدد سے اِس قسم کی باتیں اسلام میں شامل ہو جائیں۔ کئی صدیاں گزرنے کے بعد دنیا اِس قابل ہوئی کہ ابن خلدون یہ ثابت کریں کہ امام مہدی کے ظہور اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی واپسی کے متعلق پیش کی ہوئی احادیث کی کوئی صحت نہیں اور ختمِ نبوت کا عقیدہ انسانیت کو کسی اور ہی طرف متوجہ کرتا ہے۔

۳ اسلام کا مقصد تمام انسانیت کو متحد کرنا ہے۔ یہ مذہب بھلا کس طرح گوارا کر سکتا ہے کہ اس کے اپنے معاشرے میں دراڑیں پڑ جائیں۔ چنانچہ مسلمانوں کے تمام فرقے جن میں سنی، شیعہ اور اسماعیلی وغیرہ شامل ہیں، ہمیشہ اس بات پر متفق رہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی نہیں آ سکتا۔ خواہ بعض فرقے کتنی ہی مجوسی رنگ میں رنگے ہوئے کیوں نہ ہوں اور فرقوں کے باہمی اختلافات کتنے ہی وسیع کیوں نہ ہو جائیں، تمام فرقے ختمِ نبوت پر متفق رہے ہیں۔ یہ اسلام ہی کا اثر ہے کہ جدید ذہن مجوسیت سے دُور نکل آیا ہے اور کسی پیغمبر یا مسیحا کی آمد کا منتظر نہیں ہے۔

۴ بدقسمتی سے اِس مرحلے پر مسلمان معاشرے میں جاہل اور مفاد پرست مُلّائیت نے فروغ پایا ہے۔ جدید ذرائع ابلاغ کی مدد سے یہ لوگ قبل از اسلام کے مجوسی رجحانات کو بیسویں صدی کے مسلمانوں پر مسلط کرنا چاہتے ہیں۔ بہائیت اور قادیانیت اس کے صرف دو مظاہر ہیں (آیندہ برسوں میں علامہ اِس کے مزید مظاہر کی نشاندہی کرنے والے تھے)۔ قادیانیت کے بنیادی تصورات میں سے ایک متعصب خدا جو اپنے مخالفین پر مسلسل زلزلے اور آسمانی بلائیں نازل کرتا رہتا ہے، پیغمبر محض پیشین گوئیاں کرنے والے کاہن کے رُوپ میں اور مسیح کی رُوح کا تسلسل اتنے مکمل طور پر یہودیانہ ہیں کہ قادیانیت کو با آسانی ابتدائی زمانے کی یہودیت کا احیا سمجھا جا سکتا ہے۔ بہائیت نے قدرے دیانت داری سے کام لے کر خود ہی اعلان کر دیا کہ اسلام سے علیحدہ مذہب ہے مگر احمدی اسلام کے بنیادی عقیدے اور تصورِ حیات سے انکار کرنے اور عام مسلمانوں کو کافر قرار دینے کے باوجود اپنے آپ کو مسلمان کہلوانے پر مصر ہیں

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

جس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ ملازمتوں اور اسمبلیوں میں مسلم اقلیت کا حصہ مخصوص ہے جس سے احمدی فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں ورنہ اُن کی اپنی تعداد صرف چھپن ہزار ہے جو برطانوی ہند کے آئین میں انہیں ایک اقلیت کی حیثیت بھی نہیں دِلوا سکتی۔

۵ چنانچہ احمدیوں کا اپنے آپ کو مسلمان کہلوانا ایسے حالات میں مسلمان معاشرے کے لیے خطرناک ہے جبکہ مسلمان خود بھی اقلیت ہیں۔ موجودہ سیاسی صورت حال میں برصغیر کا مسلم معاشرہ کسی ریاست کی ملکیت یا کسی خاص نسل پر مبنی ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ محض ایک مخصوص عقیدے اور اُس سے پیدا ہونے والے تصورِ حیات سے وابستہ ہونے پر قائم ہے۔ کم پڑھے لکھے اور ناخواندہ مسلمان ختمِ نبوت کے عقیدے کے شاندار مضمرات سے واقف نہیں کیونکہ ملاّؤں نے اُسے کبھی یہ نہیں سمجھنے دیا کہ کس طرح یہ عقیدہ انسانی ذہن کو سچی آزادی کی دعوت دیتا ہے، پھر بھی ایک عام مسلمان کی اجتماعی بقا کی جبلت اُسے اُکساتی ہے کہ وہ قادیانیت کو اپنے اجتماعی وجود کے لیے خطرہ سمجھ کر اُس کی مخالفت کرے۔ پڑھے لکھے مسلمان عموماً روشن خیالی کے فریب میں آ کر اجتماعی جبلت ہی سے محروم ہو گئے ہیں۔

انگریزوں کے عہد میں برصغیر کا مسلمان معاشرہ اُس سے زیادہ غیر محفوظ ہے جتنا رومن حکومت کے زمانے میں یہودی معاشرہ تھا۔ جہاں تک پنجاب کے مسلمانوں کے اتحاد اور اعلیٰ قیادت کے پیدا ہونے کے امکانات کا تعلق ہے، بنیادی خرابی یہ ہے کہ انگریز حکومت نے اپنے مفاد کی خاطر دیہی اور شہری معاشرے کو تقسیم کر رکھا ہے۔ اِس تقسیم کے خاتمے سے پہلے پنجاب کے مسلمانوں میں سچی قیادت پیدا ہو ہی نہیں سکتی۔

یہ اس موضوع پر علامہ اقبال کے بیانات بالخصوص 'اسلام اور قادیانیت' مطبوعہ مئی ۱۹۳۵ء سے کا خلاصہ ہے۔ میرا ماخذ Sherwani ہے۔

☆

۲۸ اپریل کو آغا حشر کاشمیری فوت ہو گئے۔ بائیس برس پہلے فقیر محمد چشتی کو وصیت کی تھی کہ میانی صاحب کے قبرستان میں بیوی کی قبر کے برابر دفن کیے جائیں۔ جنازے میں صرف چند دوست اور صحافی شریک ہوئے۔ حکیم فقیر محمد چشتی، مولانا ظفر علی خاں اور اُن کے صاحبزادے اختر علی خاں، عبدالمجید سالک، حفیظ

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

جالندھری، مولانا علم الدین سالک، محمد عبداللہ قریشی، پروفیسر عبداللطیف تپش، سید امتیاز علی تاج اور حکیم احمد شجاع شامل تھے۔ روایت ہے کہ تدفین کے وقت علامہ اقبال بھی اچانک پہنچ گئے اور فاتحہ خوانی کی۔

عشرت رحمانی (جون ۱۹۸۷)، ص ۴۰-۳۹

کون ہے جو حشؔر کا ہو جانشیں
ہو فلک جس کے تخیل کی زمیں
خندہ زن ہو گنبدِ افلاک پر
ہے کوئی ایسا؟ نہیں کوئی نہیں!

حفیظؔ جالندھری

عشرت رحمانی (جون ۱۹۸۷)، ص ۴۰

آغا حشر نے اُردو ڈراموں کے ذریعے سے ہندوستان کی بہت بڑی خدمت سرانجام دی جس کی داد نیم بیدار ملک میں ملنی دشوار ہے۔

خواجہ حسن نظامی

عشرت رحمانی (جون ۱۹۸۷)، ص ۶۲

آغا حشر نے اُردو ڈرامے کو بلند پایہ مضامین، نصیحت آمیز اور عبرت انگیز واقعات۔ اخلاقی طرز کے رنگ سے اِس طرح آباد کر دیا کہ باغِ رضواں کی دلچسپیوں کو اس کی لطافتوں پر مسکرانا پڑا۔

ظفر علی خاں، روزنامہ زمیندار (لاہور)

عشرت رحمانی (جون ۱۹۸۷)، ص ۶۲

☆

علامہ اقبال کے قادیانیت والے بیان پر اعتراض ہوئے۔ کہا گیا کہ یہ برطانوی حکومت کو اِس بات کی دعوت ہے کہ وہ قوت کے زور پر احمدی تحریک کو کچل دے۔ علامہ برصغیر میں برطانوی حکومت کی مذہبی رواداری کی واضح حمایت اپنے بیان میں بھی کر چکے تھے۔ اب پورا بیان انگریزی میں تفصیل سے لکھ کر ''پسِ تحریر''

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

(postscript) کے ساتھ کلکتہ کے انگریزی روزنامے دی اسٹیٹسمین (The Statesnman) کو بھجوایا۔

Islam and Qadianism

[Excerpt]

The issue created by the controversy between the Qadianis and the orthodox Muslims is extremely important. The Indian Muslims have only recently begun to realise its importance. I intended to address an open letter to the British people explaining the social and political implications of the issue but unfortunately my health prevented me from doing so. I am, however, glad to say a few words for the present on a matter which, to my mind, affects the entire collective life of the Indian Muslims. It must, however, be pointed out at the outset that I have no intention to enter into any theological argument. Nor do I mean to undertake a psychological analysis of the mind of the founder of the Qadiani movement; the former will not interest those for whom this statement is meant and the time for the latter has not yet arrived in India. My point of view is that of a student of general history and comparative religion.

India is a land of many religious communities; and Islam is a religious community in a much deeper sense than those communities whose structure is determined partly by the religious and partly by the race idea. Islam repudiates the race idea altogether and founds itself on the religious idea alone. Since Islam bases itself on the religious idea alone, a basis which is wholly spiritual and consequently far more ethereal than blood relationship, Muslim society is naturally much more sensitive to forces which it considers harmful to its integrity. Any religious society, historically arising from the bosom of Islam, which claims a new prophethood for its basis, and declares all Muslims who do not recognise the truth of its alleged revelations as Kaflrs, must, therefore, be regarded by every Muslim as a serious danger to the solidarity of Islam. This must necessarily be so, since the integerity of Muslim society is secured by the ideas of the Finality of Prophethood alone.

This idea of Finality is perhaps the most original idea in the cultural history of mankind; its true significance can be understood by only those who carefully study the history of pre-Islamic Magian culture in Western and Middle

(c) 2014 Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

Asia... In the modern world of Islam, ambitious and ignorant mullaism, taking advantage of the modern Press, has shamelessly attempted to hurl the old pre-Islamic Magian outlook in the face of the twentieth century. It is obvious that Islam which claims to weld all the various communities of the world into one single community cannot reconcile itself to a movement which threatens its solidarity and holds the promise of further rifts in human society.

Of the two forms which the modern revival of pre-Islamic Magianism has assumed, Bahaism appears to me to be far more honest than Qadianism; for the former openly departs from Islam, whereas the latter apparently retains some of the more important externals of Islam with an inwardness wholly inimical to the spirit and aspirations of Islam. Its idea of a jealous God with an inexhaustible store of earthquakes and plagues for its opponents; its conception of the prophet as a soothsayer; its idea of the continuity of the spirit of Messiah, are so absolutely Jewish that the movement can easily be regarded as a return to early Judaism... The intensity of feeling which the Indian Muslims have manifested in opposition to the Qadiani movement is, therefore, perfectly intelligible to the student of modern sociology. The average Muslim, who was the other day described as mulla-ridden by a writer in *The Civil and Militaty Gazette,* is inspired in his opposition to the movement more by his instinct of self-preservation than by a fuller grasp of the meaning of the ideal of Finality in his faith. The so-called "enlightened" Muslim has seldom made an attempt to understand the real cultural significance of the idea of Finality in Islam, and a process of slow and imperceptible Westernisation has further deprived him even of the instinct of self-preservation. Some of these so-called enlightened Muslims have gone to the extent of preaching "tolerance" to their brethren-in-faith. I can easily excuse Sir Herbert Emerson for preaching toleration to Muslims; for a modern European who is born and brought up in an entirely different culture does not, and perhaps cannot, develop the insight which makes it possible for one to understand an issue vital to the very structure of a community with an entirely different cultural outlook.

In India circumstances are much more peculiar. This country of religious communities, where the future of each community rests entirely upon its solidarity, is ruled by a Western people who cannot but adopt a policy of non-interference in religion. This liberal and indispensable policy in a country

(c) 2014 Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

like India has led to most unfortunate results. In so far as Islam is concerned, it is no exaggeration to say that the solidarity of the Muslim community in India under the British is far less safe than the solidarity of the Jewish community in the days of Jesus under the Romans.

Postscript

I understand that this statement has caused some misunderstanding in some quarters. It is thought that I have made a subtle suggestion to the Government to suppress the Qadiani movement by force. Nothing of the kind. I have made it clear that the policy of non-interference in religion is the only policy which can be adopted by the rulers of India. No other policy is possible. I confess, however, that to my mind this policy is harmful to the interests of religious communities; but there is no escape from it and those who suffer will have to safeguard their interests by suitable means. The best course for the rulers of India is, in my opinion, to declare the Qadianis a separate community. This will be perfectly consistent with the policy of the Qadianis themselves and the Indian Muslim will tolerate them just as he tolerates the other religions.

The Statesman, Calcutta, 14th May, 1935

☆

احمدی ہفت روزہ لائٹ (Light) جس میں کبھی علامہ اقبال کی اسلامی تحریریں بھی نمایاں جگہ پاتی تھیں، اب مخالفت پر آمادہ ہوا۔ ایک اور احمدی ہفت روزہ سن رائز (Sunrise) نے توجہ دلائی کہ علامہ اُس رائے سے منحرف ہو رہے ہیں جو ۱۹۱۱ء میں علیگڑھ والے لیکچر میں پیش کی تھی۔ دی اسٹیٹسمین میں ایک پارسی مسٹر ڈنشا کا خط شائع ہوا جس میں مجوسی ثقافت کا دفاع کیا تھا۔

علامہ نے ایک انٹرویو میں اعتراضات کے جواب دیے۔ پچھلی رائے بدلنے کے مسئلے پر بات کو امریکی شاعر ایمرسن کے قول پر ختم کیا کہ صرف پتھر اپنی رائے بدلنے کی صلاحیت سے محروم ہیں:

> Yes: I am sorry I have no copy of the lecture in question either in the original English or in the Urdu translation which was made by Maulana Zafar Ali Khan. As far as I remember, the lecture was delivered in 1911, or perhaps

(c) 2014 Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

earlier. I have no hesitation in admitting that about a quarter of a century ago I had hopes of good results following from this movement. Earlier still, even that eminent Muslim, the late Maulvi Chiragh Ali, the author of several English books on Islam, co-operated with the founder of the movement and, I understand, made valuable contributions to the book called Barahin-i-Ahmadiyya. But the real content and spirit of a religious movement does not reveal itself in a day. It takes decades to unfold itself. The internal quarrels between the two sections of the movement is evidence of the fact that even those who were in personal contact with the founder were not quite aware of how the movement would evolve itself. Personally, I became suspicious of the movement when the claim of a new prophethood, superior even to the Prophethood of the Founder of Islam, was definitely put forward, and the Muslim world was declared Kafir. Later my suspicions developed into a positive revolt when I heard with my own ears an adherent of the movement mentioning the Holy Prophet of Islam in a most disparaging language. Not by their roots but by their fruits will you know them. If my present attitude is self-contradictory, then, well, only a living and thinking man has the privilege of contradicting himself. Only stones do not contradict themselves, as Emerson says.

Sherwani

پارسی مسٹر ڈِنشا کے خط کا علامہ نے گرمجوشی کے ساتھ خیر مقدم کیا۔ بعض مغربی دانشوروں کے برعکس علامہ نے مجوسیت کو منفی معانی میں استعمال نہیں کیا تھا۔ ہر دوسری ثقافت کی طرح مجوسی ثقافت بھی بیشمار خوبیوں اور خامیوں کی حامل تھی۔ اسلامی تہذیب پر نہایت دلفریب اثرات بھی مرتب کیے تھے۔ لیکن کوئی بھی تہذیب جب انحطاط سے دوچار ہوتی ہے تو اچھے پہلو بھی زنگ آلود ہو جاتے ہیں۔ یہی مجوسیت کے ساتھ ہوا۔ وہاں سے لے کر بعض مسلمانوں نے اِسلامی تصوف کے نام پر بہت سے ایسے افکار کی ترویج کی جنہیں اسلام کی رُوح سے

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

دُور کا بھی واسطہ نہ تھا۔ علامہ اِسلام پر سے یہی زنگ کی تہہ اُتارنے کی کوشش کر رہے تھے:

I fully agree with [Mr. Dinshaw's] main thesis that to the Persian element belongs a very rich role in the external as well as the internal history of Islam. This Persian influence is so extensive that Spengler has been misled by Magian overlaying of Islam and has practically taken Islam for a Magian religion. In my Reconstruction I have made an attempt to divest Islam of its Magian encrustations and I hope to be able to do further work in this direction in my Introduction to the Study of the Quran. Magian thought and religious experience very much permeate Muslim theology, philosophy and Sufism. Indeed there is evidence to show that certain schools of Sufism now known as Islamic have only repeated the Magian type of religious experience. I regard Magian culture as one form among other forms of human culture and did not use the term as a sort of stigma. It had its ruling concepts, its philosophical discussions, its truths and its errors. But when a culture begins to show signs of decay, its philosophical discussions, its concepts and its forms of religious experience become fixed and immobile. It was at that time in the history of Magian culture that Islam appeared and, according to my reading of cultural history, entered a strong protest against that culture. There is definite evidence in the Quran itself to show that Islam aimed at opening up new channels not only of thought but of religious experience as well. Our Magian inheritance, however, has stifled the life of Islam and never allowed the development of its real spirit and aspirations.

Sherwani

انٹرویو میں کئی مقامات پر تشکیلِ جدید والے خطبات کے حوالے دیے۔ بتایا کہ اسلام پر سے عجمی تصوف کے اثرات زائل کرنا اُن کے بنیادی مقاصد میں داخل ہے۔ بیس برس پہلے 'اسرارِ خودی' کے ذریعے مشن کا آغاز کرتے ہوئے بھی یہی کہا تھا۔ ظاہر ہوا کہ تشکیلِ جدید کے خطبات اُسی مشن کی توسیع تھے۔ علامہ کے خیالات

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

صرف احمدیت کے بارے میں تبدیل ہوئے تھے ورنہ مذہب اور زندگی کے بارے میں اُن کا نقطۂ نظر اُنہی بنیادوں پر بڑھتا رہا تھا جن کا اعلان بیس برس پہلے کیا تھا۔ بلکہ اُسی بنیادی نقطۂ نظر پر قائم رہنے کا نتیجہ تھا کہ احمدیت پر نظرِ ثانی کرنے کی ضرورت پیش آئی تھی۔

یہ بات ذہن میں رکھنا اِس لیے ضروری ہے کیونکہ بدقسمتی سے بہت سے محترم اقبال شناسوں نے اِس مفروضے کو رِواج دے رکھا ہے کہ علامہ کے خیالات ہر لمحہ بدلتے رہتے تھے۔ یہ بات اصولی طور پر کسی حد تک سچائی بھی رکھتی ہو تب بھی بعض دیسی اور بدیسی دانشوروں نے اِس سے فائدہ اُٹھایا ہے اُسے جائز قرار نہیں دیا جا سکتا۔ مثلاً علامہ کی ۱۹۱۵ء میں کہی ہوئی کوئی بات کسی دانشور کے اپنے نظریات کے خلاف جاتی ہو تو وہ یہ کہہ کر رَد کر دی جاتی ہے کہ ضروری نہیں کہ ۱۹۳۸ء میں بھی علامہ کے یہی خیالات رہے ہوں۔ ایک دفعہ یہ طریقہ اختیار کر لیا جائے تو پھر علامہ کی بسترِ مرگ سے کہی ہوئی بات بھی یہ کہہ کر رَد کی جا سکتی ہے کہ ممکن ہے اگر وہ اور زندہ رہتے تو یہ خیال بھی بدل جاتا:

آ ہی جاتا وہ راہ پر غالب
کوئی دن اور بھی جیے ہوتے

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

باب ۷

میدانِ جنگ

[مئی ۱۹۳۵ء سے ضربِ کلیم کی اشاعت تک]

☆

۳۰ مئی کو انجمن حمایت اسلام کی جنرل کونسل کا اجلاس ہوا۔ سکرٹری ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین صدارت کر رہے تھے۔ علامہ اقبال کی اہلیہ کی وفات پر تعزیت کی قرارداد منظور ہوئی اور مرحومہ کے لیے دعائے مغفرت کی گئی۔

محمد حنیف شاہد (۱۹۷۶)، ص ۱۸۱۔ ان کا ماخذ انجمن کی قلمی روداد ہے۔

☆

دی اسٹیٹسمین جس میں احمدیت کے بارے میں علامہ کا مفصل بیان شائع ہوا تھا اُسی نے اداریے میں علامہ سے تقاضا کیا کہ صاف صاف بتائیں کہ کیا وہ حکومت کے لیے جائز سمجھتے ہیں کہ وہ کسی برادری کے مذہبی اختلافات میں دخل انداز نہ ہو؟ وضاحت کریں کہ کن حالات میں اور کہاں اسے جائز سمجھتے ہیں۔

علامہ اقبال کا خط بنام مدیر اسٹیٹسمین مورخہ ۱۰ جون ۱۹۳۵ء۔ میرا ماخذ Sherwani ہے جنہوں نے لکھا ہے کہ اسٹیٹسمین کا سوال اُسی روز اداریے میں شائع ہوا جس روز علامہ کا خط چھپا تھا۔ مجھے اِس تاریخ میں تردد ہے کیونکہ مرتب نے یہ نہیں لکھا کہ اسٹیٹسمین کا شمارہ اُن کی نظر سے گزرا ہے۔

۱۰ جون کو علامہ کا جواب شائع ہوا:

The fact that the Qadianis have not so far asked for separation as a distinct political unit shows that in their present position they do not find themselves entitled to any representation in legislative bodies. The new constitution is not without provisions for the protection of such minorities. To my mind, it is clear that in the matter of approaching the Government for separation the Qadianis will never take the initiative. The Muslim community is perfectly justified in demanding their immediate separation from the parent

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

community. If the Government does not immediately agree to this demand, the Indian Muslims will be driven to the suspicion that the British Government is keeping the new religion in store, as it were, and delaying the separation because in view of the small number of its adherents, it is, for the present, incapable of functioning as a fourth community in the province which may effectively damage the already marginal majority of Punjab Muslims in the local legislature. The Government did not wait for a formal representation for separation by the Sikhs in 1919: why should they wait for a formal representation by the Qadianis?

Sherwani۔ یہ صرف اقتباس ہے۔ مکمل خط ذرا زیادہ مفصل ہے۔

☆

احمدی جماعت کے سربراہ مرزا بشیر الدین محمود نے، جن کے لیکچر 'مذہب اور سائینس' کی آٹھ برس قبل علامہ اقبال نے صدارت کی تھی، جمعے کے خطبے میں کہا کہ جب اقبال برطانوی حکومت کے خلاف یہ شکایت کرتے ہیں کہ اس نے برصغیر کے مسلمانوں کو اُتنا تحفظ بھی نہیں دیا جتنا رومہ نے یہودیوں کو دیا تھا تو درحقیقت وہ رومن حکومت کے اِس عمل کی تائید کرتے ہیں کہ یہودیوں کی شکایت پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مصلوب کرنے پر رضامند ہوئی۔ مرزا محمود کا الزام لاہور کے احمدی ہفت روزہ لائٹ (*Light*) میں شائع ہو گیا۔

لاہور کے جریدے اسلام (*Islam*) کے نمایندے نے اِس بارے میں علامہ اقبال سے انٹرویو کیا۔ انہوں نے اِسے احمدیوں کے حقیقت کو مسخ کرنے کے فن کا ایک اور شاہکار قرار دیتے ہوئے وضاحت کی کہ نہ یہ الفاظ اُن کے بیان میں شامل تھے نہ اُن کے بیان کا یہ مفہوم نکلتا تھا۔ ۲۲ جون کا جریدہ اسلام نے علامہ کی وضاحت کے ساتھ اُس خط کا ایک تہائی حصہ بھی شائع کیا جو بارہ روز قبل دی اسٹیٹسمین میں ایک اداریے میں اُٹھائے گئے سوال کے جواب میں چھپا تھا۔

Sherwani

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

☆

۲۱ جولائی کو انجمن حمایت اسلام کی جنرل کونسل کا اجلاس ہوا۔ خان بہادر شیخ امیر علی بی اے صدارت کر رہے تھے۔ علامہ اقبال کو جنرل کونسل کا صدر اور میاں عبدالرشید کو نائب صدر منتخب کیا گیا۔

محمد حنیف شاہد (۱۹۷۶)، ص ۱۸۱۔ ان کا ماخذ انجمن کی قلمی روداد ہے۔

☆

ستمبر میں جنیوا میں یورپین مسلم کانگریس ہوئی۔ یہ وہی کانفرنس تھی جو پچھلے برس اگست میں ہونے والی تھی اور جس کے لیے علامہ نے ۲۶ فروری ۱۹۳۳ء کو مسلمانوں سے اپیل کی تھی کہ وہ اِسے کامیاب بنائیں۔

کانگریس کی سب سے خاص بات یہ تھی کہ اسلام کے سیاسی پہلو پر خوب زور دیا گیا تھا۔ لبنان کے جلاوطن شاعر سیاستداں شکیب ارسلان جن کے حلقے نے کانفرنس کا اہتمام کیا تھا، اِس کانگریس کو سید جمال الدین افغانی کے افکار کی ترویج کا ذریعہ بنانے کی کوشش کر رہے تھے۔

☆

۲۰ اکتوبر ۱۹۳۵ء کے دستخط کے ساتھ ایس کے خٹک نے ایک کتاب اقبال کو پیش کی جس میں خٹک شریک مترجم و مرتب تھے:

Shihabuddin Suhrawardy Maqtul (translated and edited by Otto Spied S. K. Khattak). *Three Treatises on Mysticism.*

Muhammad Siddique (1983), p.50

☆

علامہ اقبال نے علالت کا عذر پیش کر کے انجمن حمایت اسلام کی صدارت سے استعفیٰ دے دیا۔ آنریری جنرل سکرٹری شیخ عظیم اللہ نے درخواست کی کہ انجمن کو اپنی سرپرستی سے محروم نہ کریں۔

۳ نومبر کو جنرل کونسل کا اجلاس ہوا۔ شیخ عظیم اللہ نے کہا، "صدر انجمن نے استعفیٰ اپنی علالت کی وجہ سے دیا تھا لیکن خدا کے فضل و کرم سے اب ان کی صحت پہلے سے بہت بہتر ہے۔ میں نے ان کی خدمت میں گزارش کی تھی کہ وہ انجمن کی سرپرستی کو قبول فرمائیں۔ بہت شکر کا مقام ہے کہ صاحبِ صدر نے میری اس درخواست کو

(c) 2014 Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

قبول کرلیا ہے۔'' جنرل کونسل نے استعفےٰ مسترد کیا۔

ہفت روزہ حمایت اسلام میں خبر آئی کہ ''استعفا واپس لے لیا'' گیا ہے۔ علامہ نے شیخ عظیم اللہ اور شیخ گلاب دین سے زبانی شکایت کی اور پھر خط لکھا۔

بنام شیخ عظیم اللہ

لاہور

۲۲ نومبر ۳۵ء

ڈیر شیخ عظیم اللہ۔ السلام علیکم

میں نے آپ سے اور شیخ گلاب دین سے زبانی گفتگو میں عرض کیا تھا کہ جو تحریر انجمن کی طرف سے میرے استعفا کے متعلق شائع ہوئی ہے اس کا شائع ہونا درست نہ تھا۔ اگر میں اس کی تردید کرتا تو اس کے نتائج انجمن کے حق میں اچھے نہ ہوتے۔ اس واسطے میں خاموش رہا۔ آپ نے بھی میری اس رائے سے اتفاق کیا تھا۔

آپ کو معلوم ہے کہ میں نے علالت کی بنا پر استعفا دیا تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ اور بھی وجوہ تھے جن کو میں نے محض اس وجہ سے نظر انداز کر دیا تھا کہ ان کی اشاعت سے انجمن کو نقصان پہنچنے کا احتمال تھا۔ اس واسطے اس خط میں بھی ان کو بیان کرنے سے احتراز کرتا ہوں اور صرف اسی پر اکتفا کرتا ہوں کہ انجمن کے موجودہ حالات میں مَیں صدارت کا بارِ گراں نہیں اٹھا سکتا۔ آپ مہربانی کر کے جنرل کونسل سے میری طرف سے استدعا کریں کہ وہ میرا استعفا قبول کر کے مجھے ممنون کریں۔

میں نہیں چاہتا کہ میری صدارت میں انجمن تمام مسلمانوں میں اپنا وقار کھودے اور میں اس بے اعتمادی کا کوئی علاج نہ کر سکوں۔ والسلام

محمد اقبال

☆

۱۴ دسمبر کو آنریری سکرٹری شیخ عظیم اللہ اور شیخ گلاب دین اُن کے پاس آئے۔ اگلے روز جنرل کونسل کا

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

اجلاس تھا۔علامہ نے کسی قسم کی وجوہات کے اظہار کی اجازت نہ دی کہ جب انہوں نے خود اس سے احتراز کیا ہے تو کونسل کو بھی ان کے اظہار کے لیے اصرار نہیں کرنا چاہیئے۔

اگلے روز جنرل کونسل کے اجلاس میں فیصلہ ہوا کہ حمایت اسلام کے مدیر سے دریافت کیا جائے کہ غلط خبر کیوں شائع ہوئی۔ نیز چھ اصحاب کا وفد صدر محترم کی خدمت میں عرض کرے، ''ہم انجمن کی مناسب و ضروری اصلاح کرنے کو تیار ہیں۔'' وفد میں شیخ اصغر علی، خانصاحب شیخ عبدالعزیز، ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین، خان بہادر سردار حبیب اللہ اور ملک برکت علی شامل تھے۔

محمد حنیف شاہد (۱۹۷۶)، ص ۱۳۱

☆

پنڈت جواہر لال نہرو نے علامہ اقبال کے مضمون 'Qadianis and Orthodox Muslims' کی معروضات سے اختلاف کیا۔ تین مضامین کا سلسلہ کلکتہ کے ماڈرن ریویو (Modern Review) میں 'اسلام کی سالمیت–اقبال کے آرٹیکل پر تبصرہ' ('Solidarity of Islam -- comment on Iqhal's Article') کے عنوان سے شائع ہوا۔

☆

پنڈت نہرو کے مضامین شائع ہونے پر علامہ اقبال کو مختلف مکاتیبِ فکر کے مسلمانوں کی طرف سے اس مسئلے کی مزید وضاحت کی فرمائشیں موصول ہونے لگیں۔

Sherwaniاقبال کا مضمون اسلام اور احمدیت

☆

پنڈت کے جواب میں ایک طویل مقالہ ہو گیا: 'Islam and Ahmadism' علامہ اقبال کے مرکزی نکات یہ تھے:

۱ مسلمانوں میں بعض تحریکیں اصلاح اور مذہبی جوش کی آڑ میں مسلمان معاشرے کی وحدت پارہ

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

پارہ کررہی ہیں اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں سے اپنے لیے ایک علیحدہ امت بنانے کی کوشش کررہی ہیں۔ ان تحریکوں اور پنڈت نہرو کے مقاصد میں یگانگت ہے کیونکہ دونوں ہی شمال مغربی ہندوستان کے مسلمانوں کو متحد ہو کر ایک قوت بنتے نہیں دیکھنا چاہتے۔

۲ مذہبی رواداری اور اخلاقی کمزوری میں نمایاں فرق ہے جسے سطحی خیالات رکھنے والے نام نہاد روشن خیال نہیں سمجھ سکتے۔ سچی رواداری کا دعویٰ وہی کرسکتا ہے جس کا اپنے عقیدے پر ایمان راسخ ہو مگر اس کے باوجود وہ دوسرے عقیدے کے شخص کو برداشت کرے۔ یہ رواداری مسلمان کے سوا کسی کے بس کی بات نہیں کیونکہ کوئی اور مذہب پچھلے تمام مذاہب کی تصدیق پر اِصرار نہیں کرتا۔

۳ اِسلام میں اُس قسم کا کوئی عقیدہ نہیں ہے جسے مغربی اصطلاح میں ڈوگما (dogma) کہا جاتا ہے یعنی عقل و فہم سے ماورا ایسی بات جسے اُس کے مابعدالطبیعاتی مضمرات کو سمجھے بغیر تسلیم کرنا ضروری ہو۔ اسلام کی شرط صرف دو باتوں پر یقین رکھنا ہے: خدا ایک ہے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اُن برگزیدہ ہستیوں کے سلسلے کی آخری کڑی ہیں جو ہر زمانے اور ہر خطّے میں انسانیت کو راہِ ہدایت دکھانے کے لیے بھیجے گئے۔ یہ دونوں باتیں انسانیت کے تجربے کی روشنی میں درست نکلتی ہیں اور مناسب حد تک عقلی بحث کی متحمل ہو سکتی ہیں۔

۴

☆

اس برس شائع ہونے والی ایک کتاب شریک مترجم و مرتب نے ۱۲۰ کتوبر کے دستخط کے ساتھ اقبال کو پیش کی تھی:

Shihabuddin Suhrawardy Maqtul (translated and edited by Otto Spied S. K. Khattak). *Three Treatises on Mysticism.*

Muhammad Siddique (1983), p.50

اسی برس شائع ہونے والی دوسری کتابیں جو کبھی اقبال کے ذخیرۂ کتب میں شامل ہوئیں یہ ہیں:

Arthur Arberry (translated from the Arabic). *The Doctrine of the*

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

Sufis: Kitab al Ta'arruf li-Madhhab al-al Tasawwuf by Abdu Bakr al Kalabadhi. University Press, Cambridge

F. K. Khan Durrani (with a foreword by Allama A. Yusuf Ali). *Muhammad the Prophet, An Essay.* The Truth, Lahore

A. Costler, A. Willy & Others (edited by Norman Haire). *Encyclopaedia of Sexual Knowledge.* Francis Aldor, London

Margaret Smith. *An Early Mystic of Baghdad: A Study of the Life and Teaching of Harith B. Asad Al-Muhasibi 781-857 AD.* The Sheldon Press, London

Muhammad Siddique (1983)

۱۹۳۶

☆

Islam and Ahmadism

On the appearance of Pandit Jawahar Lal Nehru's three articles in the *Modern Review* of Calcutta I received a number of letters from Muslims of different shades of religious and political opinion. Some writers of these letters want me to further elucidate and justify the attitude of the Indian Muslims towards the Ahmadis. Others ask me what exactly I regard as the issue involved in Ahmadism. In this statement I propose first to meet these demands which I regard as perfectly legitimate, and then to answer the questions raised by Pandit Jawahar Lal Nehru. I fear, however, that parts of this statement may not interest the Pandit, and to save his time I suggest that he may skip over such parts.

It is hardly necessary for me to say that I welcome the Pandit's interest in what I regard as one of the greatest problems of the East and perhaps of the whole world. He is, I believe, the first Nationalist Indian leader who has expressed a desire to understand the present spiritual unrest in the world of Islam. In view of the many aspects and possible reactions of this unrest it is highly desirable that thoughtful Indian political leaders should open their mind to the real meaning of what is, at the present moment, agitating the heart of Islam.

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

I do not wish, however, to conceal the fact either from the Pandit or from any other reader of this statement that the Pandit's articles have for the moment given my mind rather a painful conflict of feelings. Knowing him to be a man of wide cultural sympathies, my mind cannot but incline to the view that his desire to understand the questions he has raised is perfectly genuine; yet the way in which he has expressed himself betrays a psychology which I find difficult to attribute to him. I am inclined to think that my statement on Qadianism-no more than a mere exposition of a religious doctrine on modern lines-has embarrassed both the Pandit and the Qadianis perhaps because both inwardly resent, for different reasons, the prospects of Muslims political and religious solidarity, particularly in India. It is obvious that the Indian Nationalist, whose political idealism has practically killed his sense for fact, is intolerant of the birth of a desire for self-determination in the heart of north-west Indian Islam. He thinks wrongly in my opinion, that the only way to Indian Nationalism lies in a total suppression of the cultural entities of the country through the inter-action of which India can evolve a rich and enduring culture. A nationalism achieved by such methods can mean nothing but mutual bitterness and even oppression. It is equally obvious that the Qadianis, too, feel nervous by the political awakening of the Indian Muslims, because they feel that the rise in political prestige of the Indian Muslims is sure to defeat their designs to carve out from the ummat of the Arabian Prophet a new ummat for the Indian 'prophet'. It is no small surprise to me that my effort to impress on the Indian Muslims the extreme necessity of internal cohesion in the present critical moment of their history in India, and my warning them against the forces of disintegration, masquerading as reformist movements, should have given the Pandit an occasion to sympathise with such force.

However, I do not wish to pursue the unpleasant task of analysing the Pandit's motives. For the benefit of those who want further elucidation of the general Muslim attitude towards the Qadianis, I would quote a passage from Durant's Story of Philosophy which, I hope, will give the reader a clear idea of the issue involved in Qadianism. Durant has in a few sentences summed up the Jewish point of view in the excommunication of the great philosopher Spinoza. The reader must not think that in quoting this passage I mean to insinuate some sort of comparison between Spinoza and the founder of Ahmadism. The

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

distance between them, both in point of intellect and character, is simply tremendous. The "God-intoxicated" Spinoza never claimed that he was the centre of a new organisation and that all the Jews who did not believe in him were outside the pale of Judaism. Durant's passage, therefore, applies with much greater force to the attitude of Muslims towards Qadianism than to the attitude of the Jews towards the excommunication of Spinoza. The passage is as follows:

> Furthermore, religious unanimity seemed to the elders their sole means of preserving the little Jewish group in Amsterdam from disintegration, and almost the last means of preserving the unity, and so ensuring the survival of the scattered Jews of the world. If they had their own state, their own civil law, their own establishments of secular force and power, to compel internal cohesion and external respect, they might have been more tolerant; but their religion was to them their patriotism as well as their faith; the synagogue was their centre of social and political life as well as of ritual and worship; and the Bible, whose veracity Spinoza had impugned, was the "Portable Fatherland" of their people; under the circumstances they thought heresy was treason, and toleration suicide.

Situated as the Jews were–a minority community in Amsterdam–they were perfectly justified in regarding Spinoza as a disintegrating factor threatening the dissolution of their community. Similarly the Indian Muslims are right in regarding the Qadiani movement, which declares the entire world of Islam as Kafir and socially boycotts them, to be far more dangerous to the collective life of Islam in India than the metaphysics of Spinoza to the collective life of the Jews. The Indian Muslim, I believe, instinctively realises the peculiar nature of the circumstances in which he is placed in India and is naturally much more sensitive to the forces of disintegration than the Muslims of any other country. This instinctive perception of the average Muslim is in my opinion absolutely correct and has, I have no doubt, a much deeper foundation in the conscience of Indian Islam. Those who talk of toleration in a matter like this are extremely careless in using the word toleration which I fear they do not

(c) 2014 Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

understand at all. The spirit of toleration may arise from very different attitudes of the mind of man. As Gibbon would say:

> There is the toleration of the philosopher to whom all religions are equally true; of the historian to whom all are equally false; and of the politician to whom all are equally useful. There is the toleration of the man who tolerates other modes of thought and behaviour because he has himself grown absolutely indifferent to all modes of thought and behaviour. There is the toleration of the weak man who, on account of sheer weakness, must pocket all kinds of insults heaped on things or persons that he holds dear.

It is obvious that these types of tolerance have no ethical value. On the other hand, they unmistakably reveal the spiritual impoverishment of the man who practises them. True toleration is begotten of intellectual breadth and spiritual expansion. It is the toleration of the spiritually powerful man who, while jealous of the frontiers of his own faith, can tolerate and even appreciate all forms of faith other than his own. Of this type of toleration the true Muslim alone is capable. His own faith is synthetic and for this reason he can easily find grounds of sympathy and appreciation in other faiths. Our great Indian poet, Amir Khusro, beautifully brings out the essence of this type of toleration in the story of an idol-worshipper. After giving an account of his intense attachment to his idols the poet addresses his Muslim readers as follows:

اے کہ زبت طعنہ بہ ہندو بری
ہم زوے آموز پرستش گری

Only a true lover of God can appreciate the value of devotion even though it is directed to gods in which he himself does not believe. The folly of our preachers of toleration consists in describing the attitude of the man who is jealous of the boundaries of his own faith as one of intolerance. They wrongly consider this attitude as a sign of moral inferiority. They do not understand that the value of his attitude is essentially biological. Where the members of a group feel, either instinctively or on the basis of rational argument, that the corporate life of the social organism to which they belong is in danger, their defensive

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

attitude must be appraised in reference mainly to a biological criterion. Every thought or deed in this connection must be judged by the life-value that it may possess. The question in this case is not whether the attitude of an individual or community towards the man who is declared to be a heretic is morally good or bad. The question is whether it is life-giving or life destroying. Pandit Jawahar Lal Nehru seems to think that a society founded on religious principles necessitates the institution of Inquisition. This is indeed true of the history of Christianity; but the history of Islam, contrary to the Pandit's logic, shows that during the last thirteen hundred years of the life of Islam, the institution of Inquisition has been absolutely unknown in Muslim countries. The Quran expressly prohibited such an institution: "Do not seek out the shortcomings of others and carry not tales against your brethren." Indeed the Pandit will find from the history of Islam that the Jews and Christians, fleeing from religious persecution in their own lands, always found shelter in the lands of Islam. The two propositions on which the conceptual structure of Islam is based are so simple that it makes heresy in the sense of turning the heretic outside the fold of Islam almost impossible. It is true that when a person declared to be holding heretical doctrines threatens the existing social order, an independent Muslim State will certainly take action; but in such a case the action of the State will be determined more by political considerations than by purely religious ones. I can very well realise that a man like the Pandit, who is born and brought up in a society which has no well-defined boundaries and consequently no internal cohesion, finds it difficult to conceive that a religious society can live and prosper without State-appointed commissions of enquiry into the beliefs of the people. This is quite clear from the passage which he quotes from Cardinal Newman and wonders how far I would accept the application of the Cardinal's dictum to Islam. Let me tell him that there is a tremendous difference between the inner structure of Islam and Catholicism wherein the complexity, the ultra-rational character and the number of dogmas has, as the history of Christianity shows, always fostered possibilities of fresh heretical interpretations. The simple faith of Muhammad is based on two propositions – that God is One, and that Muhammad is the last of the line of those holy men who have appeared, from time to time in all countries and in all ages, to guide mankind to the right ways of living. If, as some Christian writers think, a

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

dogma must be defined as an ultra-rational proposition which for the purpose of securing religious solidarity must be assented to without any understanding of its metaphysical import, then these two simple propositions of Islam cannot be described even as dogmas; for both of them are supported by the experience of mankind and are fairly amenable to rational argument. The question of a heresy, which needs the verdict, whether the author of it is within or without the fold, can arise, in the case of a religious society founded on such simple propositions, only when the heretic rejects both or either of these propositions. Such heresy must be and has been rare in the history of Islam which, while jealous of its frontiers, permits freedom of interpretation within these frontiers. And since the phenomenon of the kind of heresy which affects the boundaries of Islam has been rare in the history of Islam, the feeling of the average Muslim is naturally intense when a revolt of this kind arises. This is why the feeling of Muslim Persia was so intense against the Bahais. That is why the feeling of the Indian Muslims is so intense against the Qadianis.

It is true that mutual accusations of heresy for differences in minor points of law and theology among Muslim religious sects have been rather common. In this indiscriminate use of the word kufr both for minor theological points of difference as well as for the extreme cases of heresy, which involve the excommunication of the heretic, some present-day educated Muslims, who possess practically no knowledge of the history of Muslim theological disputes, see a sign of social and political disintegration of the Muslim community. This, however, is an entirely wrong notion. The history of Muslim theology shows that mutual accusation of heresy on minor points of difference has, far from working as a disruptive force, actually given an impetus to synthetic theological thought. "When we read the history of development of Mohammadan Law," says Prof. Hurgronje, "we find that, on the one hand, the doctors of eery age, on the slightest stimulus, condemn one another to the point of mutual accusations of heresy; and, on the other hand, the very same people with greater and greater unity of purpose try to reconcile the similar quarrels of their predecessors." The student of Muslim theology knows that among Muslim legists this kind of heresy is technically known as "heresy below heresy," i.e. the kind of heresy which does not involve the excommunication of the culprit. It may be admitted, however, that in the hands of mullas whose intellectual laziness takes all

(c) 2014 Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

oppositions of theological thought as absolute and is consequently blind to the unity in difference, this minor heresy may become a source of great mischief. This mischief can be remedied only by giving to the students of our theological schools a clearer vision of the synthetic spirit of Islam, and by reinitiating them into the function of logical contradiction as a principle of movement in theological dialectic. The question of what may be called major heresy arises only when the teaching of a thinker or a reformer affects the frontiers of the faith of Islam. Unfortunately this question does arise in connection with the teachings of Qadianism. It must be pointed out here that the Ahmadi movement is divided into two camps known as the Qadianis and the Lahoris. The former openly declare the founder to be a full prophet; the latter, either by conviction or policy, have found it advisable to preach an apparently toned down Qadianism. However, the question whether the founder of Ahmadism was a prophet, the denial of whose mission entails what I call the "major heresy" is a matter of dispute between the two sections. It is unnecessary for my purposes to judge the merits of this domestic controversy of the Ahmadis. I believe, for reasons to be explained presently, that the idea of a full prophet whose denial entails the denier's excommunication from Islam is essential to Ahmadism; and that the present head of the Qadianis is far more consistent with the spirit of the movement than the Imam of the Lahoris.

The cultural value of the idea of Finality in Islam I have fully explained elsewhere. Its meaning is simple: No spiritual surrender to any human being after Muhammad who emancipated his followers by giving them a law which is, realisable as arising from the very core of human conscience. Theologically the doctrine is that the socio-political organisation called "Islam" is perfect and eternal. No revelation, the denial of which entails heresy, is possible after Muhammad. He who claims such a revelation is a traitor to Islam. Since the Qadianis believe the founder of the Ahmadiyya movement to be the bearer of such a revelation, they declare that the entire world of Islam is infidel. The founder's own argument, quite worthy of a mediaeval theologian, is that the spirituality of the Holy Prophet of Islam must be regarded as imperfect if it is not creative of another prophet. He claims his own prophethood to be an evidence of the prophet-rearing power of the spirituality of the Holy Prophet of Islam. But if you further ask him whether the spirituality of Muhammad is

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

capable of rearing more prophets than one, his answer is "No." This virtually amounts to saying: "Muhammad is not the last Prophet; I am the last." Far from understanding the cultural value of the Islamic idea of Finality in the history of mankind generally and of Asia especially, he thinks that Finality in the sense that no follower of Muhammad can ever reach the status of Prophethood is a mark of imperfection in Muhammad's Prophethood. As I read the psychology of his mind he, in the interest of his own claim to prophethood, avails himself of what he describes as the creative spirituality of the Holy Prophet of Islam and at the same time deprives the Holy Prophet of his Finality by limiting the creative capacity of his spirituality to the rearing of only one prophet, i.e. the founder of the Ahmadiyya movement. In this way does the new prophet quietly steal away the Finality of one whom he claims to be his spiritual progenitor.

He claims to be *buruz* of the Holy Prophet of Islam insinuating thereby that, being. a *buruz*, his "finality" is virtually the Finality of Muhammad; and that this view of the matter, therefore, does not violate the Finality of the Holy Prophet. In identifying the two finalities, his own and that of the Holy Prophet, he conveniently loses sight of the temporal meaning of the idea of finality. It is, however, obvious that the word *buruz*, in the sense even of complete likeness, cannot help him at all; for the *buruz* must always remain the other side of its original. Only in the sense of reincarnation a *buruz* becomes identical with the original. Thus if we take word *buruz* to mean "like in spiritual qualities" the argument remains ineffective; on the other hand, if we take it to mean reincarnation of the original in the Aryan sense of the word, the argument becomes plausible; but its author turns out to be only a Magian in disguise.

It is further claimed on the authority of the great Muslim mystic, Muhyuddin Ibn-al-Arabi of Spain, that it is possible for a Muslim saint to attain, in his spiritual evolution, to the kind of experience characteristic of the Prophetic consciousness. I personally believe this view of Sheikh Muhyuddin Ibn-al-Arabi to be psychologically unsound; but assuming it to be correct, the Qadiani argument is based on a complete misunderstanding of his exact position. The Sheikh regards it as a purely private achievement which does not, and in the nature of things cannot, entitle such a saint to declare that all those who do not believe in him are outside the pale of Islam. Indeed, from the Sheikh's point of view, there may be more than one saint, living in the same age

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

or country, who may attain to Prophetic consciousness. The point to be seized is that while it is psychologically possible for a saint to attain to Prophetic experience his experience will have no socio-political significance making him the centre of a new organisation and entitling him to declare this organisation to be the criterion of the faith or disbelief of the followers of Muhammad.

Leaving his mystical psychology aside I am convinced from a careful study of the relevant passage of the *Futuhat* that the great Spanish mystic is as firm a believer in the Finality of Muhammad as any orthodox Muslim. And if he had seen in his mystical vision that one day in the east some Indian amateur in Sufism would seek to destroy the Holy Prophet's Finality under cover of his mystical psychology, he would have certainly anticipated the Indian ulema in warning the Muslims of the world against such traitors to Islam.

II

Coming now to the essence of Ahmadism. A discussion of its sources and of the way in which pre-Islamic Magian ideas have, through the channels of Islamic mysticism, worked on the mind of its author would be extremely interesting from the standpoint of comparative religion. It is, however, impossible for me to undertake this discussion here. Suffice it to say that the real nature of Ahmadism is hidden behind the mist of mediaeval mysticism and theology. The Indian ulema, therefore, took it to be a purely theological movement and came out with theological weapons to deal with it. I believe, however, that this was not the proper method of dealing with the movement; and that the success of the ulema was, therefore, only partial. A careful psychological analysis of the revelations of the founder would perhaps be an effective method of dissecting the inner life of his personality. In this connection I may mention Maulvi Manzoor Elahi's collection of the founder's revelations which offers rich and varied material for psychological research. In my opinion the book provides a key to the character and personality of the founder; and I do hope that one day some young student of modern psychology will take it up for serious study. If he takes the Quran for his criterion, as he must for reasons which cannot be explained here, and extends his study to a comparative examination of the experiences of the founder of the Ahmadiyya movement and contemporary non-Muslim mystics, such an Rama Krishna of

(c) 2014. Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

Bengal, he is sure to meet more than one surprise as to the essential character of the experience on the basis of which prophethood is claimed for the originator of Ahmadism.

Another equally effective and more fruitful method, from the standpoint of the plain man, is to understand the real content of Ahmadism in the light of the history of Muslim theological thought in India, at least from the year 1799. The year 1799 is extremely important in the history of the world of Islam. In this year fell Tippu, and his fall meant the extinguishment of Muslim hopes for political prestige in India. In the same year was fought the battle of Navarino which saw the destruction of the Turkish fleet. Prophetic were the words of the author of the chronogram of Tippu's fall which visitors of Serangapatam find engraved on the wall of Tippu's mausoleum: "Gone is the glory of Ind as well as of Roum." Thus in the year 1799 the political decay of Islam in Asia reached its climax. But just as out of the humiliation of Germany on the day of Jena arose the modern German nation, it may be said with equal truth that out of the political humiliation of Islam in the year 1799 arose modern Islam and her problems. This point I shall explain in the sequel. For the present I want to draw the reader's attention to some questions which have arisen in Muslim India since the fall of Tippu and the development of European imperialism in Asia.

Does the idea of Caliphate in Islam embody a religious institution? How are the Indian Muslims and for that matter all the Muslims outside the Turkish Empire related to the Turkish Caliphate? Is India Dar-ul-Harb or Dar-ul-Islam? What is the real meaning of the doctrine of Jihad in Islam? What is the meaning of the expression "from amongst you" in the Quranic verse: "Obey God, obey the Prophet and the masters of the affairs (i.e. rulers) from amongst you?" What is the character of the traditions of the Prophet foretelling the advent of Imam Mehdi? These questions and some others which arose subsequently were, for obvious reasons, questions for Indian Muslims only. European imperialism, however, which was then rapidly penetrating the world of Islam was also intimately interested in them. The controversies which these questions created form a most interesting chapter in the history of Islam in India. The story is a long one and is still waiting for a powerful pen. Muslim politicians whose eyes were mainly fixed on the realities of the situation succeeded in winning over a section of the ulema to adopt a line of theological argument which, as they

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

thought, suited the situation; but it was not easy to conquer by mere logic the beliefs which had ruled for centuries the conscience of the masses of Islam in India. In such a situation logic can either proceed on the ground of political expediency or on the lines of a fresh orientation of texts and traditions. In either case the argument will fail to appeal to the masses. To the intensely religious masses of Islam only one thing can make a conclusive appeal, and that is Divine Authority. For an effective eradication of orthodox beliefs it was found necessary to find a revelational basis for a politically suitable orientation of theological doctrines involved in the questions mentioned above. This revelational basis is provided by Ahmadism. And the Ahamdis themselves claim this to be the greatest service rendered by them to British imperialism. The prophetic claim to a revelational basis for theological views of a political significance amounts to declaring that those who do not accept the claimant's views are infidel of the first water and destined for the flames of Hell. As I understand the significance of the movement, the Ahmadi belief that Christ died the death of an ordinary mortal, and that his second advent means only the advent of a person who is spiritually "like unto him," gives the movement some sort of a rational appearance; but they are not really essential to the spirit of the movement. In my opinion they are only preliminary steps towards the idea of full prophethood which alone can serve the purposes of the movement eventually brought into being by new political forces. In primitive countries it is not logic but authority that appeals. Given a sufficient amount of ignorance, credulity which strangely enough sometimes co-exists with good intelligence, and a person sufficiently audacious to declare himself a recipient of Divine revelation whose denial would entail eternal damnation, it is easy, in a subject Muslim country, to invent a political servility. And in the Punjab even an ill-woven net of vague theological expressions can easily capture the innocent peasant who has been for centuries exposed to all kinds of exploitation.

Pandit Jawahar Lal Nehru advises the orthodox of all religions to unite and thus to delay the coming of what he conceives to be Indian nationalism. This ironical advice assumes that Ahmadism is a reform movement; he does not know that as far as Islam in India is concerned, Ahmadism involves both religious and political issues of the highest importance. As I have explained above, the function of Ahmadism in the history of Muslim religious thought is

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

to furnish a revelational basis for India's present political subjugation. Leaving aside the purely religious issues, on the ground of political issues alone, I think, it does not lie in the mouth of a man like Pandit Jawahar Lal Nehru to accuse Indian Muslims of reactionary conservatism. I have no doubt that if he had grasped the real nature of Ahmadism he would have very much appreciated the attitude of Indian Muslims towards a religious movement which claims Divine authority for the woes of India.

Thus the reader will see that the pallor of Ahmadism which we find on the cheeks of Indian Islam today is not an abrupt phenomenon in the history of Muslim religious thought in India. The ideas which eventually shaped themselves in the form of this movement became prominent in theological discussions long before the founder of Ahmadism was born. Nor do I mean to insinuate that the founder of Ahmadism and his companions deliberately planned their programme. I dare say the founder of the Ahmadiyya movement did hear a voice; but whether this voice came from the God of Life and Power or arose out of the spiritual impoverishment of the people must depend upon the nature of the movement which it has created and the kind of thought and emotion which it has given to those who have listened to it. The reader must not think that I am using metaphorical language. The life-history of nations shows that when the tide of life in a people beings to ebb, decadence itself becomes a source of inspiration, inspiring their poets, philosophers, saints, statesmen, and turning them into a class of apostles whose sole ministry is to glorify, by the force of a seductive art of logic, all that is ignoble and ugly in the life of their people. Those apostles unconsciously clothe despair in the glittering garment of hope, undermine the traditional values of conduct and thus destroy the spiritual virility of those who happen to be their victims. One can only imagine the rotten state of a people's will who are, on the basis of Divine authority, made to accept their political environment as final. Thus all the actors who participated in the drama of Ahmadism were, I think, only innocent instruments in the hands of decadence. A similar drama had already been acted in Perisa; but it did not lead, and could not have led, to the religious and political issues which Ahmadism has created for Islam in India. Russia offered tolerance to Babism and allowed the Babis to open their first missionary centre in Ashkabad. England showed Ahmadis the same tolerance in allowing them to

(c) 2014 Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

open their first missionary centre in Woking. Whether Russia and England showed this tolerance on the ground of imperial expediency or pure broad-mindedness is difficult for us to decide. This much is absolutely clear that this tolerance has created difficult problems for Islam in Asia. In view of the structure of Islam, as I understand it, I have not the least doubt in my mind that Islam will emerge purer out of the difficulties thus created for her. Times are changing. Things in India have already taken a new turn. The new spirit of democracy which is coming to India is sure to disillusion the Ahmadis and to convince them of the absolute futility of their theological inventions.

Nor will Islam tolerate any revival of mediaeval mysticism which has already robbed its followers of their healthy instincts and given them only obscure thinking in return. It has, during the course of the past centuries, absorbed the best minds of Islam leaving the affairs of the State to mere mediocrities. Modern Islam cannot afford to repeat the experiment. Nor can it tolerate a repetition of the Punjab experiment of keeping Muslims occupied for half a century in theological problems which had absolutely no bearing on life. Islam has already passed into the broad daylight of fresh thought and experience; and no saint or prophet can bring it back to the fogs of mediaeval mysticism.

III

Let me now turn to Pandit Jawahar Lal Nehru's questions. I fear the Pandit's articles reveal practically no acquaintance with Islam or its religious history during the nineteenth century. Nor does he seem to have read what I have already written on the subject of his questions. It is not possible for me to reproduce here all that I have written before. Nor is it possible to write here a religious history of Islam in the nineteenth century without which a thorough understanding of the present situation in the world of Islam is impossible. Hundreds of books and articles have been written on Turkey and modern Islam. I have read most of this literature and probably the Pandit has also read it. I assure him, however, that not one of these writers understands the nature of the effect or of the cause that has brought about that effect. It is, therefore, necessary to briefly indicate the main currents of Muslim thought in Asia during the nineteenth century.

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

I have said above that in the year 1799 the political decay of Islam reached its climax. There can, however, be no greater testimony to the inner vitality of Islam than the fact that it practically took no time to realise its position in the world. During the nineteenth century were born Syed Ahmad Khan in India, Syed Jamal-ud-Din Afghani in Afghanistan and Mufti Alam Jan in Russia. These men were Probably inspired by Muhammad ibn Abdul Wahab who was born in Nejd in 1700, the founder of the so-called Wahabi movement which may fitly be described as the first throb of life in modern Islam. The influence of Syed Ahmad Khan remained on the whole confined to India. It is probable, however, that he was the first modern Muslim to catch a glimpse of the positive character of the age which was coming. The remedy for the ills of Islam proposed by him, as by Mufti Alam Jan in Russia, was modern eduction. But the real greatness of the man consists in the fact that he was the first Indian Muslim who felt the need of a fresh orientation of Islam and worked for it. We may differ from his religious views, but there can be no denying the fact that his sensitive soul was the first to react to the modern age.

The extreme conservatism of Indian Muslims which had lost its hold on the realities of life failed to see the real meaning of the religious attitude of Syed Ahmad Khan. In the North-West of India, a country more primitive and more saint-ridden than the rest of India, the Syed's movement was soon followed by the reaction of Ahmadism–a strange mixture of Semitic and Aryan mysticism with whom spiritual revival consists not in the purification of the individual's inner life according to the principle of the old Islamic Sufism, but in satisfying the expectant attitude of the masses by providing a "promised Messiah." The function of this "promised Messiah" is not to extricate the individual from an enervating present but to make him slavishly surrender his ego to its dictates. This reaction carries within itself a very subtle contradiction. It retains the discipline of Islam but destroys the will which that discipline was intended to fortify.

Maulana Syed Jamal-ud-Din Afghani was a man of a different stamp. Strange are the ways of Providence. One of the most advanced Muslims of our time, both in religious thought and action, was born in Afghanistan! A perfect master of nearly all the Muslim languages of the world and endowed with the most winning eloquence, his restless soul migrated from one Muslim country to

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

another influencing some of the most prominent men in Persia, Egypt and Turkey. Some of the greatest theologians of our time, such as Mufti Muhammad Abduhu, and some of the men of younger generation who later became political leaders, as Zaghlul Pasha of Egypt, were his disciples. He wrote little, spoke much and thereby transformed into miniature Jamal-ud-Din all those who came into contact with him. He never claimed to be a prophet or a renewer; yet no man in our time has stirred the soul of Islam more deeply than he! His spirit is still working in the world of Islam and nobody knows where it will end.

It may, however, be asked what exactly was the objective of these great Muslims. The answer is that they found the world of Islam ruled by three main forces and they concentrated their whole energy on creating a revolt against these forces.

1 *Mullaism*. The ulema have always been a source of great strength to Islam. But during the course of centuries, especially since the destruction of Baghdad, they became extremely conservative and would not allow any freedom of Ijtihad i.e. the forming of independent judgment in matters of law. The Wahabi movement which was a source of inspiration to the nineteenth-century Muslim reformers was really a revolt against this rigidity of the Ulema. Thus the first objective of the nineteenth-century Muslim reformers was a fresh orientation of the faith and a freedom to reinterpret the law in the light of advancing experience.

2 *Mysticism*.The masses of Islam were swayed by the kind of mysticism which blinked actualities, enervated the people and kept them steeped in all kinds of superstition. From its high state as a force of spiritual education mysticism had fallen down to a mere means of exploiting the ignorance and the credulity of the people. It gradually and invisibly unnerved the will of Islam and softened it to the vent of seeking relief from the rigorous discipline of the law of Islam. The nineteenth-century reformers rose in revolt against this mysticism and called Muslims to the broad daylight of the modern world. Not that they were materialists. Their mission was to open the eyes of the Muslims to the spirit of Islam which aimed at the conquest of matter

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

and not flight from it.

3 *Muslim Kings*. The gaze of Muslim Kings was solely fixed on their own dynastic interests and, so long as these were protected, did not hesitate to sell their countries to the highest bidder. To prepare the masses of Muslims for a revolt against such a state of things in the world of Islam was the special mission of Syed Jamal-ud-Din Afghani.

It is not possible here to give a detailed account of the transformation which these reformers brought about in the world of Muslim thought and feeling. One thing, however, is clear. They prepared to a great extent the ground for another set of men, i.e. Zaghlul Pasha, Mustafa Kamal and Raza Shah. The reformers interpreted, argued and explained but the set of men who came after them, although inferior in academic learning, were men who, relying on their healthy instincts, had the courage to rush into sun-lit space and do, even by force, what the new conditions of, life demanded. Such men are liable to make mistakes; but the history of nations shows that even their mistakes have sometimes borne good fruit. Is them it is not logic but life that struggles restless to solve its own problems. It may be pointed out here that Syed Ahmad Khan, Syed Jamal-ud-Din Afghani and hundreds of the latter's disciples in Muslim countries were not Westernised Muslims. They were men who had sat on their knees before the mullas of the old school and had breathed the very intellectual and spiritual atmosphere which they later sought to reconstruct. Pressure of modern ideas may be admitted; but the history thus briefly indicated above clearly shows that the upheaval which has come to Turkey and which is likely, sooner or later, to come to other Muslim countries, is almost wholly determined by the forces within. It is only the superficial observer of the modern world of Islam who thinks that the present crisis in the world of Islam is wholly due to the working of alien forces.

Has then the world of Islam outside India, or especially Turkey, abandoned Islam? Pandit Jawahar Lal Nehru thinks that Turkey had ceased to be a Muslim country. He does not seem to realise that the question whether a person or a community has ceased to be a member of Islam is, from the Muslim point of view, a purely legal question and must be decided in view of the structural principles of Islam. As long as a person is loyal to the two basic

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

principles of Islam, i.e. the Unity of God and Finality of the Holy Prophet, not even the strictest mulla can turn him outside the pale of Islam even though his interpretations of the Law or of the text of the Quran are believed to be erroneous. But perhaps Pandit Jawahar Lal Nehru has in his mind the supposed or real innovations which the Ataturk has introduced. Let us for a moment examine these. Is it the development of a general materialist outlook in Turkey which seems inimical to Islam? Islam has had too much of renunciation; it is time for the Muslims to look to realities. Materialism is a bad weapon against religion; but it is quite an effective one against mulla-craft and Sufi-craft which deliberately mystify the people with a view to exploit their ignorance and credulity. The spirit of Islam is not afraid of its contact with matter. Indeed the Quran says: "Forget not thy share in the world." It is difficult for a non-Muslim to understand that, considering the history of the Muslim world during the last few centuries, the progress of a materialist outlook is only a form of self-realisation. Is it then the abolition of the old dress or the introduction of the Latin script? Islam as a religion has no country; as a society it has no specific language, no specific dress. Even the recitation of the Quran in Turkish is not without some precedent in Muslim history. Personally I regard it as a serious error of judgment; for the modern student of the Arabic language and literature knows full well that the only non-European language which has a future is Arabic. But the reports are that the Truks have already abandoned the vernacular recitation of the Quran. Is it then the abolition of polygamy or the licentiate ulema? According to the Law of Islam the Amir of a Muslim State has the power to revoke the "permission" of the law if he is convinced that they tend to cause social corruption. As to the licentiate ulema I would certainly introduce it in Muslim India if I had the power to do so. The invention of the myth-making mulla is largely due the stupidity of the average Muslim. In excluding him from the religious life of the people the Ataturk has done what would have delighted the heart of an Ibn-i-Taimiyya or a Shah Wall Ullah. There is a tradition of the Holy Prophet reported in the *Mishkat* to the effect that only the Amir of the Muslim State and the person or persons appointed by him are entitled to preach to the people. I do not know whether the Ataturk ever knew of this tradition; yet it is striking how the light of his Islamic conscience has illumined the zone of his action in this important matter. The adoption of

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

the Swiss code with its rule of inheritance is certainly a serious error which has arisen out of the youthful zeal for reform excusable in a people furiously desiring to go ahead. The joy of emancipation from the fetters of a long-standing priest-craft sometimes drives a people to untried courses of action. But Turkey as well as the rest of the world of Islam has yet to realise the hitherto unrevealed economic aspects of the Islamic law of inheritance which Von Kremer describes as the "supremely original branch of Muslim law." Is it the abolition of the Caliphate or the separation of Church and State? In its essence Islam is not Imperialism. In the abolition of the Caliphate which since the days of Omayyads had practically become a kind of Empire it is only the spirit of Islam that has worked out through the Ataturk. In order to understand the Turkish Ijtihad in the matter of the Caliphate we cannot but seek the guidance of Ibn-i-Khaldun–the great philosophical historian of Islam, and the father of modern history. I can do no better than quote here a passage from my *Reconstruction:*

> Ibn-i-Khaldun, in his famous *Prolegomena,* mentions three distinct views of the idea of Universal Caliphate in Islam: (1) That Universal Imamate is a Divine institution and is consequently indispensable. (2) That it is merely a matter of expediency. (3) That there is no need of such an institution. The last view was taken by the Khawarij, the early republicans of Islam. It seems that modern Turkey has shifted from the first to the second view, i.e., to the view of the Muttazilla who regarded Universal Imamate as a matter of expediency only. The Turks argue that in our political thinking we must be guided by our past political experience which points unmistakably to the fact that the idea of Universal Imamate has failed in practice. It was a workable idea when the Empire of Islam was intact. Since the break-up of this Empire independent political units have arisen. The idea has ceased to be operative and cannot work as a living factor in the organization of modern Islam.

Nor is the idea of separation of Church and State alien to Islam. The doctrine of the Major Occultation of the Imam in a sense effected this

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

separation long ago in Shia Persia. The Islamic idea of the division of the religious and political functions of the State must not be confounded with the European idea of the separation of Church and State. The former is only a division of functions as is clear from the gradual creation in the Muslim State of the offices of Shaikh-ul-Islam and Ministers; the latter is based on the metaphysical dualism of spirit and matter. Christianity began as an order of monks having nothing to do with the affairs of the world; Islam was, from the very beginning, a civil society with laws civil in their nature though believed to be revelational in origin. The metaphysical dualism on which the European idea is based has borne bitter fruit among Western nations. Many years ago a book was written in America called *If Christ Came to Chicago*. In reviewing this book an American author says:

> The lesson to be learned from Mr. Stead's book is that the great evils from which humanity is suffering today are evils that can be handled only by religious sentiments; that the handling of those evils has been in the great part surrendered to the State; that the State has itself been delivered over to corrupt political machines; that such machines are not only unwilling, but unable, to deal with those evils; and that nothing but a religious awakening of the citizens to their public duties can save countless millions from misery, and the State itself from degradation.

In the history of Muslim political experience this separation has meant only a separation of functions, not of ideas. It cannot he maintained that in Muslim countries the separation of Church and State means the freedom of Muslim legislative activity from the conscience of the people which has for centuries been trained and developed by the spirituality of Islam. Experience alone will show how the idea will work in modern Turkey. We can only hope that it will not be productive of the evils which it has produced in Europe and America.

I have briefly discussed the above innovations more for the sake of the Muslim reader than for Pandit Jawahar Lal Nehru. The innovation specifically mentioned by the Pandit is the adoption by the Turks and Persians of racial and nationalist ideals. He seems to think that the adoption of such ideals means the

(c) 2014. Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

abandonment of Islam by Turkey and Persia. The student of history knows very well that Islam was born at a time when the old principles of human unification, such as blood-relationship and throne-culture, were failing. It, therefore, finds the principle of human unification not in the blood and hones but in the mind of man. Indeed its social message to mankind is: "Deracialise yourself or perish by internecine war." It is no exaggeration to say that Islam looks askance at Nature's race-building plans and creates, by means of its peculiar institutions, an outlook which would counteract the race-building forces of nature. In the direction of human domestication it has done in one. thousand years far more important work than Christianity and Buddhism ever did in two thousand years or more. It is no less than a miracle that an Indian Muslim finds himself at home in Morocco in spite of the disparity of race and language. Yet it cannot be said that Islam is totally opposed to race. Its history shows that in social-reform it relies mainly on its scheme for gradual deracialisation and proceeds on the lines of least resistance. "Verily," says the Quran, "We have made you into tribes and sub-tribes so that you may be identified; but the best among you in the eye of God is he who is the purest in life." Considering the mightiness of the problem of race and the amount of time which the deracialisation of mankind must necessarily take, the attitude of Islam towards the problem of race, i.e. stooping to conquer without itself becoming a race-making factor, is the only rational and workable attitude. There is a remarkable passage in Sir Arthur Keith's little book, *The Problem of Race*, which is worth quoting here:

> And now man is awakening to the fact that Nature's primary end - race-building - is incompatible with the necessities of the modern economic world and is asking himself: What must I do? Bring race-building as practised hitherto by nature to an end and have eternal peace? Or permit Nature to pursue old course and have, as a necessary consequence, War? Man has to choose the one course or the other. There is no intermediate course possible.

It is, therefore, clear that if the Ataturk is inspired by Pan-Turanianism he is going not so much against the spirit of Islam as against the spirit of the times. And if he is a believer in the absoluteness of races, he is sure to be defeated by the spirit of modern times which is wholly in keeping with the spirit of Islam.

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

Personally, however, I do not think that the Ataturk is inspired by Pan-Turanianism, as I believe his Pan-Turanianism is only a political retort to Pan-Saavonism or Pan-Germanism, or Pan-Anglo-Saxonism.

If the meaning of the above paragraph is well understood it is not difficult to see the attitude of Islam towards nationalist ideals. Nationalism in the sense of love of one's country and even readiness to die for its honour is a part of the Muslim's faith; it comes into conflict with Islam only when it begins to play the role of a political concept and claims to be a principle of human solidarity demanding that Islam should recede to the background of a mere private opinion and cease to be a living factor in the national life. In Turkey, Persia, Egypt and other Muslim countries it will never become a problem. In these countries Muslims constitute an overwhelming majority and their minorities, i.e. Jews, Christians and Zoroastrians, according to the law of Islam, are either "People of the Book" or alike the People of the Book" with whom the law of Islam allows free social relations including matrimonial affiances. It becomes a problem for Muslims only in countries where they happen to be in a minority, and nationalism demands their complete self-effacement. In majority countries Islam accommodates nationalism; for there Islam and nationalism are practically identical; in minority countries it is justified in seeking self determination as a cultural unit. In either case, it is thoroughly consistent with itself.

The above paragraphs briefly sum up the exact situation in the world of Islam to-day. If this is properly understood it will become clear that the fundamentals of Islamic solidarity are not in any way shaken by any external or internal forces. The solidarity of Islam, as I have explained before, consists in a uniform belief in the two 'structural principles of Islam supplemented by the five well-known "practices of faith". These are the first essentials of Islamic solidarity which has, in this sense, existed ever since the days of the Holy Prophet until it was recently disturbed by the Bahais in Persia and the Qadianis in India. It is a guarantee for a practically uniform spiritual atmosphere in the world of Islam. It facilitates the political combination of Muslim States, which combination may either assume the form of a world-State (ideal) or of a league of Muslim States, or of a number of independent States whose pacts and alliances are determined by purely economic and political considerations. That

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

is how the conceptual structure of this simple faith is related to the process of time. The profundity of this relation can be understood only in the light of certain verses of the Quran which it is not possible to' explain here without drifting away from the point immediately before us. Politically, then, the solidarity of Islam is shaken only when Muslim States war on one another; religiously it is shaken only-when Muslims rebel against any of the basic beliefs and practices of the Faith. It is in the interest of the eternal solidarity that Islam cannot tolerate any rebellious group within its fold. Outside the fold such a group is entitled to as much toleration as the followers of any other faith. It appears to me that at the present moment Islam is passing through a period of transition. It is shifting from one form of political solidarity to some other form which the forces of history have yet to determine. Events are so rapidly moving in the modern world that it is almost impossible to make a prediction. As to what will be the attitude towards non--Muslims of a politically united Islam, if such a thing ever comes, is a question which history alone can answer. All that I can say is that, lying midway between Asia and Europe and being a synthesis of Eastern and Western outlooks on life, Islam ought to act as a kind of intermediary between the East and the West. But what if the follies of Europe create an irreconcilable Islam? As things are developing in Europe from day to day they demand a radical transformation of Europe's attitude towards Islam. We can only hope that political vision will not allow itself to be obscured by the dictates of imperial ambition or economic exploitation. In so far as India is concerned I can say with perfect confidence that the Muslims of India will not submit to any kind of political idealism which would seek to annihilate their cultural entity. Sure of this they may be trusted to know how to reconcile the claims of religion and patriotism.

One word about His Highness the Agha Khan. What has led Pandit Jawahar Lal Nehru to attack the Agha Khan it is difficult for me to discover. Perhaps he thinks that the Qadianis and the Ismailis fall under the same category. He is obviously not aware that however the theological interpretation of the Ismailis may err, they believe in the basic principles of Islam. It is true that they believe in a perpetual Imamate; but the Imam according to them is not a recipient of Divine revelation. He is only an expounder of the Law. It is only the other day (vide *The Star of Allahabad*, March 12, 1934) that His Highness

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

the Agha Khan addressed his followers as follows:

> Bear witness that Allah is One, Muhammad is the Prophet of Allah, Quran is the Book of Allah, Kaaba is the Qibla of all. You are Muslims and should live with Muslims. Greet Muslims with Assalamo-o-Alaikum. Give your children Islamic names. Pray with Muslim congregations in mosques. Keep fast regularly. Solemnize your marriages according to Islamic rules of *nikah*. Treat all Muslims as your brothers.

It is for the Pandit now to decide whether the Agha Khan represents the solidarity of Islam or not.

Islam (Lahore), January 1936

Sherwani

☆

۲ فروری کو انجمن حمایت اسلام کی جنرل کونسل کا اجلاس ہوا۔ میاں فضل حسین نے صدارت کی۔ میاں عبدالمجید نے رزولیوشن پیش کیا:

> انجمن حمایت اسلام لاہور ۱۸۸۴ء میں قائم ہوئی تھی اور جیسا کہ اس کے نام سے واضح ہے اس کا مقصدِ اوّلیں اسلام کی حمایت کرنا اور اس کے اصول و مقاصدِ عالیہ کا اعلا ہے۔ بفحوائے ھو سمٰکم المسلمین دینِ حقہ اسلام کے قبول کرنے والوں کا نام حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مسلم رکھا۔ یہی اسلام خاتم النبیّین افضل المرسلین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ساتھ کامل ہو چکا اور ہدایت کی نعمت خدائے پاک کی طرف سے اس پیغامِ کامل کے ساتھ مکمل ہوگئی جو رسولِ مقبول صلعم کے ذریعے بنی نوعِ سنان کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے پہنچایا گیا اور جس کا نام قرآن مجید رکھا گیا۔ یہی اور صرف یہی اسلام جس کی حمایت اور خدمت کے لیے لاہور کے چند بزرگوں نے سن مذکور میں انجمن حمایت اسلام کی بنیاد رکھی۔ ظاہر ہے کہ یہ اسلام اپنے ارتقا کے ساتھ فروعی مسائل میں اختلافِ رائے بھی لایا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دینِ اسلام میں فرقے پیدا

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

ہوگئے لیکن یہ فرقے خواہ ان کا نام سنّی ہو یا شیعہ یا اہلحدیث وغیرہ سب اس شجرِ طیبہ کی شاخیں ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے لگایا اور جس کی انتہائی بلندی اور نشو ونما کی تکمیل خاتم النبیّین خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کر دی۔

قرآن اور مسلمانوں کی دینی تاریخ دونوں اس امر کی شاہد ہیں کہ مسئلہ ختم نبوّت دین اسلام کا ایک اساسی اصول ہے اور تمام اسلامی فرقے اس امر پر متفق ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ساتھ دین مکمل ہو گیا اور اصول خاتمیّت کی کوئی تاویل گوارا نہیں کی جا سکتی۔ یہ سب فرقے یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ کوئی ہستی پیغمبر عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد دنیا میں بحیثیت نبی ظاہر نہیں ہو سکتی اور خواہ ان کے مابین کتنے ہی ضمنی یا فروعی اختلافات کیوں نہ ہوں وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمیّت کے قائل ہونے کی حیثیت سے قرآن پاک کو آخری وحی ماننے کی حیثیت سے اسلام کا جزو ہیں۔ انجمن حمایت اسلام اپنے دائرے میں ہر ایسے ہی مسلمان کو لیتی رہے گی۔

عقائد نبوّت، وحی اور خاتمیّت میں انجمن حمایت اسلام عامۃ المسلمین کی ہم نوا ہے اور یہ کونسل اس امر کا اعلان ضروری سمجھتی ہے کہ مسئلہ ختم نبوّت اسلام کا ایک اساسی اصول ہے اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی کسی رنگ میں نہیں آ سکتا۔ انجمن کا مسلک یہی ہے اور ایسا ہی رہے گا۔

شیخ اکبر علی وکیل اور مولانا احمد علی نے تائید کی۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ احمدی عقائد رکھتے تھے۔ انہوں نے بھی تائید کی اور کہا، ''جس صاحب کو جنرل کونسل کا رُکن منتخب کرنا ہو اُس سے پہلے اِس اعلان کے مطابق ختمِ نبوّت کے عقیدے کا عہد لیا جائے کہ وہ اِسی مسلک پر کار بند رہے گا۔''

انجمن کے آنریری سکرٹری ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین نے قرارداد کی تائید کرتے ہوئے کہا، ''صدر محترم [علامہ اقبال] نے یہ محسوس کیا ہے کہ انجمن دن بدن مسلمانوں میں اپنا وقار کھو رہی ہے۔ جب تک احمدیت کے متعلق انجمن کی پالیسی غیر مشتبہ الفاظ میں واضح طور پر پبلک کے سامنے نہ کی جائے تب تک مسلمان مطمئن نہیں ہو سکتے اور ایک بڑی بات جس پر کہ مسلمانوں میں ہیجان تھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کوئی نبی

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

کسی رنگ میں آسکتا ہے یا نہیں، اس ریزولیوشن میں اس کو واضح طور پر بیان کر دیا گیا ہے۔"

ڈاکٹر مرزا یعقوب جوش میں آ کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا، "جناب ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین صاحب نے جو تشریح کی ہے وہ غلط ہے بلکہ مجازی رنگ میں نبی آسکتا ہے۔"

اس پر مولوی غلام محی الدین وکیل نے کہا، "انجمن عامۃ المسلمین پر اپنی جنرل کونسل کے ذریعے واضح کرنا چاہتی ہے کہ انجمن عامۃ المسلمین کے ساتھ ہے... مرزا [ڈاکٹر یعقوب بیگ] صاحب کو اختلاف پیدا نہیں کرنا چاہئیے۔ اصول مندرجہ بالا کے علاوہ ان کا کوئی عقیدہ ہے تو وہ اُسے اپنے تئیں رکھیں اور انجمن میں ذریعۂ اختلاف نہ بنائیں اور میں اس اعلان کی پرزور تائید کرتا ہوں۔"

محمد حنیف شاہد (۱۹۷۶)، ص۱۳۳-۱۳۲

☆

۶ فروری کو مسئلہ ختم نبوت کی وضاحت میں انجمن حمایت اسلام کی جنرل کونسل کی قرارداد حمایت اسلام (لاہور) میں شائع ہوگئی۔

محمد حنیف شاہد (۱۹۷۶)، ص۱۳۳

☆

ڈاکٹر یعقوب مرزا جنرل کونسل کی میٹنگ کے بعد فالج میں مبتلا ہو کر ۱۱ فروری کو فوت ہو گئے تھے۔ پانچ روز بعد اخبار لائٹ نے انہیں اسلام کا شہید قرار دیا تھا۔ انجمن حمایت اسلام کو "احسان فراموش اور بے ضمیر کتوں کی جماعت" لکھا۔ علامہ اقبال کے بارے میں لکھا تھا کہ انہوں نے مطالبہ کیا تھا کہ یعقوب مرزا انجمن سے نکالا نہ گیا تو صدارت قبول نہ کریں گے۔

محمد حنیف شاہد (۱۹۷۶)، ص۱۳۴ بحوالہ حمایت اسلام فروری ۱۹۳۶ء

ایڈیٹر صاحب کے لیے مقامِ عبرت

...[اخبار لائٹ کے] ایڈیٹر صاحب مندرجہ بالا کاروائی پڑھنے کے بعد ذرا معقولیت سے کام لیں کہ مرزا یعقوب بیگ کو کونسا جہاد کرنا پڑا ہے اور جناب آنریری سکرٹری انجمن

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

نے کونسے پتھر مارے ہیں اور جناب صدر محترم نے کونسا اور کب یہ مطالبہ کیا ہے کہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ کافر تھے اور ان کا اخراج انجمن کے لیے نہایت لازمی ہے۔ باقی وہ مرض فالج کے حملے سے فوت ہو گئے ہیں۔ آپ ان کو ستر شہدا کا مرتبہ دے سکتے ہیں اور اُن کا شان میں سارا قرآن لکھ سکتے ہیں۔ قلم کاغذ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ جہاں تک اب کے چندے اور خدمات کا ذکر ہے نہ انجمن ان کی منکر ہے نہ ہی کسی کو شبہ ہے۔ اگر انہوں نے نیک نیتی اور خلوص سے چندے دیے اور خدمت کی ہے تو اس کا بہترین اجر خدا کے ہاں پائیں گے۔

جناب صدر انجمن یا سکرٹری انجمن کے خلاف بے بنیاد اتہامات یا اراکین انجمن کے متعلق تہذیب سے گرے ہوئے الفاظ کا استعمال مرزا یعقوب بیگ صاحب کی شان میں کوئی اضافہ نہیں کر سکتے۔

ہفت روزہ حمایت اسلام (لاہور)، ۲۰ فروری ۱۹۳۶ء

محمد حنیف شاہد (۱۹۷۶)، ص ۱۳۶

☆

ہم نہایت مسرت کے ساتھ قارئین کرام حمایت اسلام کو یہ مژدۂ جانفزا سناتے ہیں کہ کہ امسال انجمن کے سالانہ اجلاس میں علامہ ڈاکٹر محمد اقبال کی بدولت علامہ سید ابوالنصر سید مبشر الطرازی جو کہ دولتِ خداداد افغانستان کی ادبی مجلس کے رکنِ اعلیٰ و شاہی دارالتحریر کے فاضل ترجمان ہیں، شرکت فرمائیں گے۔

ہفت روزہ حمایت اسلام، ۱۶ اپریل ۱۹۳۶ء

شاہد ص ۸۹۔ مصنف نے ہفت روزہ کی تاریخِ اشاعت ۱۶ اپریل ۱۹۳۶ء لکھی ہے جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ جلسہ اس تاریخ سے پہلے ہو چکا تھا۔

☆

انجمن حمایت اسلام کا ۵۱واں سالانہ جلسہ ۱۰ سے ۱۲ اپریل تک ہوا۔ آخری روز پہلے اجلاس کی صدارت والیٔ

(c) 2014 Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

ممدوٹ محمد شاہنواز خاں صاحب نے کی۔ علامہ اقبال کی آواز بیٹھ چکی تھی۔ کبھی یہی آواز لوگوں کو جلسے میں کھینچ لاتی تھی۔ جس طرح حالی کی ضعیفی کے زمانے میں اُن کی نظم اقبال نے سنائی تھی اُسی طرح آج اُن کی نظم کسی اور نے پڑھ کر سنائی۔ جلسے کی روداد لکھنے والے نے پھر بھی خوشی کا اظہار کیا، ''یہ امر خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ ایک عرصۂ دراز کے بعد علامہ کا تازہ کلام انجمن کے اسٹیج پر پڑھا گیا ہے اور علامہ محترم بہ نفسِ نفیس اس اجلاس میں رونق افروز تھے۔''

شاہد ص ۸۹

نغمۂ سرمدی

خودی کا سرِ نہاں لا الٰہ الا اللہ
خودی ہے تیغ، فساں لا الٰہ الا اللہ
یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں، لا الٰہ الا اللہ
کیا ہے تو نے متاعِ غرور کا سودا
فریبِ سود و زیاں، لا الٰہ الا اللہ
یہ مال و دولتِ دنیا، یہ رشتہ و پیوند
بتانِ وہم و گماں، لا الٰہ الا اللہ
خرد ہوئی ہے زمان و مکاں کی زنّاری
نہ ہے زماں نہ مکاں، لا الٰہ الا اللہ
یہ نغمہ فصلِ گل و لالہ کا نہیں پابند
بہار ہو کہ خزاں، لا الٰہ الا اللہ
اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکمِ اذاں، لا الٰہ الا اللہ

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

☆

اس سال انجمن حمایت اسلام کا سالانہ اجلاس اللہ کے فضل اور کارکنوں کی ہمت کے باعث بہت کامیاب رہا۔ پنڈال کی وسعت سالِ گزشتہ کی نسبت دگنی سے بھی زیادہ تھی۔ خواتین کے لیے بھی پہلے ہی ڈیوڑھا انتظام تھا۔ لیکن مسلمان مردوں اور عورتوں کا اجتماع علی العموم انتظامات کی گنجائش سے متجاوز ہو جاتا ہے۔

پروگرام بھی بہت اچھا تھا کیونکہ اس میں حضرت علامہ اقبال، ڈاکٹر سیف الدین کچلو، مولانا ظفر علی خاں، مولانا عبدالحق، حفیظ جالندھری، علامہ مبشر الطرازی، پروفیسر ہادی حسن، مولانا احمد علی، مولانا غلام مرشد اور متعدد بزرگانِ ملت کے اسمائے گرامی درج تھے اور ان سب حضرات نے مسلمانوں کو اپنے خیالات سے مستفید فرمایا... ہم اس جلسے کی کامیابی پر حضرت علامہ اقبال، ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین، شیخ عظیم اللہ اور دوسرے مخلص کارکنانِ انجمن کو مستحقِ تحسین و تبریک سمجھتے ہیں۔

روزنامہ انقلاب، ۱۶ اپریل ۱۹۳۶ء

محمد حنیف شاہد (۱۹۷۶)

☆

جناح کی ایمانداری ہی نہیں بلکہ تدبر پر بھی ملت کو مکمل اعتماد تھا۔ مخالفین کی برہمی کی اصل وجہ یہی تھی۔ ۹ مئی کو سول اینڈ ملٹری گزٹ (*The Civil and Military Gazzette*) لاہور میں علامہ اقبال کا بیان شائع ہوا:

> Our nation has full confidence in Jinnah's integrity and political judgment. It is for this reason that reactionary leaders are flustered.

Article 'Iqbal and Jawaharlal Nehru' by Prof. Riaz Hussain in *Iqbal Review*

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

☆

۷ جون کو انجمن حمایت اسلام کی جنرل کونسل کا اجلاس ہوا۔ خان محمد سعادت علی خاں صدارت کر رہے تھے۔ ہوم سکرٹری حکومت پنجاب نے غور و خوض اور رپورٹ کے لیے شریعت بل بھیجا تھا۔ اس کے لیے پانچ رکنی کمیٹی بنائی گئی۔ علامہ اقبال، مولانا احمد علی، شیخ اکبر علی، مولانا غلام مرشد اور میاں عبدالمجید پر مشتمل تھی۔

محمد حنیف شاہد (۱۹۷۶)، ص ۱۸۱۔ ان کا ماخذ انجمن کی قلمی روداد ہے۔

☆

پنڈت نہرو کا خط آیا۔ ۲۱ جون کو علامہ نے جواب دیا:

Thank you so much for your letter which I received yesterday. At the time I wrote in reply to your articles I... Ahmadis. Indeed the main reason why I wrote a reply was to show, especially to you, how Muslim loyalty had originated and how eventually it had found a revelational basis in Ahmadism. After the publication of my paper I discovered, to my great surprise, that even the educated Muslims had no idea of the historical causes which had shaped the teachings of Ahmadism. Moreover your Muslim admirers in the Punjab and elsewhere felt perturbed over your articles as they thought you were in sympathy with the Ahmadiyya movement. This was mainly due to the fact that the Ahmadis were jubilant over your articles. The Ahmadi Press was mainly responsible for this misunderstanding about you. However I am glad to know that my impression was erroneous. I myself have little interest in theology, but had to dabble in it a bit in order to meet the Ahmadis on their own ground. I assure you that my paper was written with the best of intentions for Islam and India. I have no doubt in my mind that the Ahmadis are traitors both to Islam and to India.

I was extremely sorry to miss the opportunity of meeting

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

you in Lahore. I was very ill in those days and could not leave my rooms. For the last two years I have been living a life practically of retirement on account of continued illness. Do let me know when you come to the Punjab next. Did you receive my letter regarding your proposed Union for Civil Liberties? As you do not acknowledge it in your letter I fear it never reached you.

Sherwani ان کا ماخذ ہے: Jawaharlal Nehru,A bunch of Old Letttrs (London, 1960), pp.187-88

☆

بنام اقبال

جامعۂ ازھر کے شیخ و رئیس محمد مصطفٰے مراغی کے عربی خط کا اُردو ترجمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

امید ہے کہ جناب مکرم و معظم بخیر و عافیت اور اللہ تعالیٰ کے افضال و نعم سے شادکام و خوش ہنگام ہوں گے۔

گزارش ہے کہ میں نے جریدہ البلاغ مصر میں ایک جامع و طویل مقالے کا مطالعہ کیا ہے۔ جس میں اچھوتوں کی اس کانفرنس کا تذکرہ ہے جس میں انہوں نے دین بت پرستی کو ترک کرنے اور کوئی مذہب اختیار کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ جناب مکرم کو اچھی طرح معلوم ہے کہ یہ وہ زریں موقع ہے کہ جس کا اسلام بلکہ تمام ادیان و مذاہب کی تاریخ میں دوبارہ دستیاب ہونا ندرت کا حکم رکھتا ہے۔ تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ کمرِ ہمت کو چست کر لیں اور جدوجہد کی آستینوں کو چڑھا لیں اور ان لوگوں کو اسلام کے مقدس و متبرک ایوان میں داخل کرنے کے لیے جو کوششیں بھی ان کی قدرت میں ہوں کر ڈالیں۔ اسلام وہ فطری مذہب ہے کہ رواداری، سادگی اور موافقتِ جمہور کے مسئلے میں کوئی مذہب اس کا مثیل نہیں بن سکتا۔ یہی وہ مذہب ہے کہ اللہ کے سامنے اور عدل و انصاف کے سامنے اپنے ماننے والوں کو برابری کا درجہ دیتا ہے۔ کسی عربی کو عجمی پر فضیلت حاصل نہیں

(c) 2014 Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

ہے۔ اگر کسی وجہ سے فضیلت ہوسکتی ہے تو وہ تقویٰ ہے۔ اسلام کا قطعی فیصلہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے بندے کے درمیان نسب و قرابت کے کوئی وجوہ حائل نہیں ہوسکتے۔ اللہ کے نزدیک وہی بندہ سب سے زیادہ مہذب ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔

ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ ہندوستان میں ایسی اسلامی جماعتیں موجود ہیں جن میں بہتر علماً اور قابل ترین مناظر و مبلغ موجود ہیں اور اُمید ہے کہ وہ اس راہ میں جو کہ سچے جہاد کی راہ ہے قابلِ تحسین اقدام شروع کر دیں گے۔ بایں ہمہ اگر آنجناب پسند کریں تو ازھر شریف بھی اس جہادِ اکبر میں حصہ لے اور اپنے علما اور قابل ترین مناظرین کا وفد ہندوستان کی طرف بھیجے جو اس کی جدوجہد میں برادرانِ ملّتِ اسلامیۂ ہند کا ہاتھ بٹائے۔

اگر جناب کا جواب اثبات میں ہو تو فرمایئے کہ ارکانِ وفد کیسے ہونے چاہئیں۔ اور کیا یہ ضروری ہے کہ ان ارکان کے ساتھ ایسے ترجمان ہوں جو اِن کی تقریروں کا ترجمہ کریں یا ہندوستان ہی سے ایسے آدمی مل سکیں گے جو عربی اور انگریزی دونوں زبانیں جاننے کی وجہ سے ترجمانی کا کام اچھی طرح کر سکیں؟

محمد حنیف شاہد (۱۹۷۶)، ص ۱۳۸-۱۳۷

بنام ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین

لاہور

۲ جولائی ۱۹۳۶ء

ڈیر خلیفہ صاحب۔ السلام علیکم!

شیخ مراغی جامعہ ازھر قاہرہ کا خط میرے نام آیا ہے جو آج کے اخبار احسان میں بھی شائع ہوگیا ہے۔ جامعہ ازھر کا ارادہ ہے کہ شودروں میں تبلیغ اسلام کے لیے ایک وفد ہندوستان روانہ کرے اور اس وفد کے متعلق انھوں نے مجھ سے ضروری مشورہ طلب کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ان کے وفد کو ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جو ان کی تقریروں کا اُردو اور انگریزی میں ترجمہ کر سکیں اور ہندوستانی ٹور میں ان کے ساتھ رہیں۔ میرے خیال میں انجمن حمایت اسلام کو چاہیئے کہ وہ مصری وفد کے لیے ایسے مترجمین بہم پہنچائے اور ان کے اخراجات ادا کرے۔ دورہ غالباً تین ماہ کا ہوگا اور جہاں تک میں اندازہ کر سکتا ہوں ان مترجمین کا خرچ کچھ زیادہ نہ ہوگا۔ یہ معاملہ آپ

(c) 2014. Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

کونسل کے آئندہ اجلاس میں پیش کر کے جہاں تک ممکن ہو جلد کونسل سے اخراجات کی منظوری حاصل کریں یا اگر کوئی اور طریق ہو جس سے کونسل کی منظوری جلد ہو سکے تو اس طریق کو اختیار کریں تا کہ میں شیخ الجامعہ کے خط کا جواب جہاں تک ممکن ہو جلد دے سکوں۔

محمد اقبال

محمد حنیف شاہد (۱۹۷۶)، ص ۱۳۸

☆

۵ جولائی کو انجمن حمایت اسلام کی جنرل کونسل کے اجلاس میں فیصلہ ہوا کہ اخبارات بالخصوص جنوبی ہند کے اخبارات میں ایسے حضرات کے لیے اعلان کیا جائے جو عربی جانتے ہوں۔ اُردو انگریزی میں جامعہ ازھر کے مبلغین کا ترجمہ کر سکیں۔

محمد حنیف شاہد (۱۹۷۶)، ص ۱۳۸

''ہندو پریس کو جب اس کا علم ہوا تو اُس نے آسمان سر پر اُٹھا لیا اور اس خالص تبلیغی و دینی سرگرمی کو فرقہ وارانہ رنگ دینا شروع کیا،'' مورخ کا بیان ہے۔

محمد حنیف شاہد (۱۹۷۶)، ص ۱۳۹

☆

ضربِ کلیم جولائی ۱۹۳۶ء کے آخری دنوں میں شائع ہوئی۔

رفیع الدین ہاشمی (۱۹۸۲-۲۰۰۱)، ص ۳۵

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

باب۸

سورج کی سرزمین

جولائی سے اکتوبر ۱۹۳۶ء

☆

ابلیس کی مجلسِ شوریٰ

(۱۹۳۶)

اِبلیس

یہ عناصِر کا پُرانا کھیل، یہ دُنیائے دُوں
ساکنانِ عرشِ اعظم کی تمنّاؤں کا خوں!
اس کی بربادی پہ آج آمادہ ہے وہ کارساز
جس نے اس کا نام رکھّا تھا جہانِ کاف ونوں
میں نے دِکھلایا فرنگی کو مُلوکیّت کا خواب
مَیں نے توڑا مسجد و دَیر و کلِیسا کا فسوں
مَیں نے ناداروں کو سِکھلایا سبق تقدیر کا
مَیں نے مُنعِم کو دیا سرمایہ داری کا جُنوں
کون کرسکتا ہے اس کی آتشِ سوزاں کو سرد
جس کے ہنگاموں میں ہو اِبلیس کا سوزِ دروں
جس کی شاخیں ہوں ہماری آبیاری سے بلند
کون کرسکتا ہے اُس نخلِ کُہن کو سرنگُوں!

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

پہلا مُشیر

اس میں کیا شک ہے کہ محکم ہے یہ اِبلیسی نظام
پُختہ تر اس سے ہوئے خُوئے غلامی میں عوام
ہے اَزل سے ان غریبوں کے مقدّر میں سجود
ان کی فطرت کا تقاضا ہے نمازِ بے قیام
آرزو اوّل تو پیدا ہو نہیں سکتی کہیں
ہو کہیں پیدا تو مر جاتی ہے یا رہتی ہے خام
یہ ہماری سعیِ پیہم کی کرامت ہے کہ آج
صوفی و مُلّا مُلوکیّت کے بندے ہیں تمام
طبعِ مشرق کے لیے موزُوں یہی افیون تھی
ورنہ 'قوّالی' سے کچھ کم تر نہیں 'علمِ کلام'!
ہے طواف و حج کا ہنگامہ اگر باقی تو کیا
کُند ہو کر رہ گئی مومن کی تیغِ بے نیام
کس کی نومیدی پہ حجت ہے یہ فرمانِ جدید؟
'ہے جہاد اس دَور میں مردِ مسلماں پر حرام!'

دُوسرا مُشیر

خیر ہے سُلطانیِ جمہور کا غوغا کہ شر
تُو جہاں کے تازہ فِتنوں سے نہیں ہے با خبر!

پہلا مُشیر

ہُوں، مگر میری جہاں بینی بتاتی ہے مجھے
جو ملوکیّت کا اک پردہ ہو، کیا اُس سے خطر!
ہم نے خود شاہی کو پہنایا ہے جمہُوری لباس

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

جب ذرا آدم ہُوا ہے خود شناس و خود نگر
کاروبارِ شہریاری کی حقیقت اور ہے
یہ وجودِ میر و سُلطاں پر نہیں ہے منحصَر
مجلسِ ملّت ہو یا پرویز کا دربار ہو
ہے وہ سُلطاں، غیر کی کھیتی پہ ہو جس کی نظر
تُو نے کیا دیکھا نہیں مغرب کا جمہُوری نظام
چہرہ روشن، اندرُوں چنگیز سے تاریک تر!

تیسرا مُشیر

روحِ سُلطانی رہے باقی تو پھر کیا اضطراب
ہے مگر کیا اُس یہُودی کی شرارت کا جواب؟
وہ کلیمِ بے تجلّی، وہ مسیحِ بے صلیب
نیست پیغمبر و لیکن در بغل دارد کتاب
کیا بتاؤں کیا ہے کافر کی نگاہِ پردہ سوز
مشرق و مغرب کی قوموں کے لیے روزِ حساب!
اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا طبیعت کا فساد
توڑ دی بندوں نے آقاؤں کے خیموں کی طناب!

چوتھا مُشیر

توڑ اس کا رومۃُ الکُبریٰ کے ایوانوں میں دیکھ
آلِ سیزر کو دِکھایا ہم نے پھر سیزر کا خواب
کون بحرِ روم کی موجوں سے ہے لِپٹا ہُوا
'گاہ بالد چوں صنوبر، گاہ نالد چوں رباب'

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

تیسرا مُشیر

مَیں تو اُس کی عاقبت بینی کا کچھ قائل نہیں
جس نے افرنگی سیاست کو کِیا یوں بے حجاب

پانچواں مُشیر

(اِبلیس کو مخاطَب کرکے)

اے ترے سوزِ نفس سے کارِ عالم اُستوار!
تُو نے جب چاہا، کِیا ہر پردگی کو آشکار
آب و گِل تیری حرارت سے جہانِ سوز و ساز
ابلہِ جنّت تری تعلیم سے دانائے کار
تجھ سے بڑھ کر فطرتِ آدم کا وہ محرم نہیں
سادہ دل بندوں میں جو مشہور ہے پروردگار
کام تھا جن کا فقط تقدیس و تسبیح و طواف
تیری غیرت سے ابَد تک سرنِگون و شرمسار
گرچہ ہیں تیرے مرید افرنگ کے ساحر تمام
اب مجھے ان کی فراست پر نہیں ہے اعتبار
وہ یہودی فِتنہ گر، وہ روحِ مزدک کا بُروز
ہر قبا ہونے کو ہے اس کے جُنوں سے تار تار
زاغِ دشتی ہو رہا ہے ہمسرِ شاہین و چرغ
کتنی سُرعت سے بدلتا ہے مزاجِ روزگار
چھا گئی آشُفتہ ہو کر وسعتِ افلاک پر
جس کو نادانی سے ہم سمجھے تھے اک مُشتِ غبار
فِتنۂ فردا کی ہیبت کا یہ عالم ہے کہ آج

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

کانپتے ہیں کوہسار و مرغزار و جُوئبار
میرے آقا! وہ جہاں زیروزبر ہونے کو ہے
جس جہاں کا ہے فقط تیری سیادت پر مدار

ابلیس

(اپنے مُشیروں سے)

ہے مرے دستِ تصرّف میں جہانِ رنگ و بو
کیا زمیں، کیا مہر و مہ، کیا آسمانِ تُو بتُو
دیکھ لیں گے اپنی آنکھوں سے تماشا غرب و شرق
مَیں نے جب گرما دیا اقوامِ یورپ کا لہُو
کیا امامانِ سیاست، کیا کلیسا کے شیوخ
سب کو دیوانہ بنا سکتی ہے میری ایک ہُو
کارگاہِ شیشہ جو ناداں سمجھتا ہے اسے
توڑ کر دیکھے تو اس تہذیب کے جام و سبو!
دستِ فطرت نے کیا ہے جن گریبانوں کو چاک
مزدکی منطق کی سوزن سے نہیں ہوتے رفو
کب ڈرا سکتے ہیں مجھ کو اشتراکی کُوچہ گرد
یہ پریشاں روزگار، آشفتہ مغز، آشُفتہ مُو
ہے اگر مجھ کو خطر کوئی تو اُس اُمّت سے ہے
جس کی خاکستر میں ہے اب تک شرارِ آرزو
خال خال اس قوم میں اب تک نظر آتے ہیں وہ
کرتے ہیں اشکِ سحر گاہی سے جو ظالم وضُو
جانتا ہے، جس پہ روشن باطنِ ایّام ہے

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

مزدکیّت فتنہ فردا نہیں، اسلام ہے!

۲

جانتا ہُوں میں یہ اُمّت حاملِ قرآں نہیں
ہے وہی سرمایہ داری بندۂ مومن کا دِیں
جانتا ہُوں میں کہ مشرق کی اندھیری رات میں
بے یدِ بیضا ہے پیرانِ حرم کی آستیں
عصرِ حاضر کے تقاضاؤں سے ہے لیکن یہ خوف
ہو نہ جائے آشکارا شرعِ پیغمبر کہیں
الحذَر! آئینِ پیغمبر سے سَو بار الحذَر
حافظِ ناموسِ زن، مرد آزما، مرد آفریں
موت کا پیغام ہر نوعِ غلامی کے لیے
نے کوئی فُغفور و خاقاں، نے فقیرِ رہ نشیں
کرتا ہے دولت کو ہر آلودگی سے پاک صاف
مُنعموں کو مال و دولت کا بناتا ہے امیں
اس سے بڑھ کر اور کیا فکر و عمل کا انقلاب
پادشاہوں کی نہیں، اللہ کی ہے یہ زمیں!
چشمِ عالم سے رہے پوشیدہ یہ آئیں تو خوب
یہ غنیمت ہے کہ خود مومن ہے محرومِ یقیں
ہے یہی بہتر الٰہیات میں اُلجھا رہے
یہ کتابُ اللہ کی تاویلات میں اُلجھا رہے

۳

توڑ ڈالیں جس کی تکبیریں طلسمِ شش جہات

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

ہو نہ روشن اُس خدا اندیش کی تاریک رات
ابن مریم مر گیا یا زندۂ جاوید ہے
ہیں صفاتِ ذاتِ حق، حق سے جُدا یا عینِ ذات؟
آنے والے سے مسیحِ ناصری مقصود ہے
یا مجدّد، جس میں ہوں فرزندِ مریم کے صفات؟
ہیں کلامُ اللہ کے الفاظ حادث یا قدیم
اُمّتِ مرحوم کی ہے کس عقیدے میں نجات؟
کیا مسلماں کے لیے کافی نہیں اس دَور میں
یہ الٰہیات کے ترشے ہُوئے لات و منات؟
تم اسے بیگانہ رکھّو عالمِ کردار سے
تا بساطِ زندگی میں اس کے سب مُہرے ہوں مات
خیر اسی میں ہے، قیامت تک رہے مومن غلام
چھوڑ کر اَوروں کی خاطر یہ جہانِ بے ثبات
ہے وہی شعر و تصوّف اس کے حق میں خوب تر
جو چھُپا دے اس کی آنکھوں سے تماشائے حیات
ہر نفَس ڈرتا ہُوں اس اُمّت کی بیداری سے مَیں
ہے حقیقت جس کے دیں کی احتسابِ کائنات
مست رکھّو ذکر و فکرِ صُبحگاہی میں اسے
پختہ تر کر دو مزاجِ خانقاہی میں اسے

☆

۱۲ اگست کو انجمن حمایت اسلام کی جنرل کونسل کا اجلاس ہوا۔ شیخ علی بخش صدارت کر رہے تھے۔ علامہ اقبال

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

کو پھر جنرل کونسل کا رُکن منتخب کیا گیا۔

معلوم ہوتا ہے کہ خواتین کے لیے ایک دینی یونیورسٹی جامعہ نسوانیہ حمیدیہ زیرِ غور تھی۔ اس کا نصاب تجویز کرنے کے لیے پانچ رکنی کمیٹی بنائی گئی۔ صدر مولانا احمد علی تھے۔ ارکان علامہ اقبال، ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین، چودھری محمد حسین اور سید محمد علی جعفری تھے۔

محمد حنیف شاہد (۱۹۷۲)، ص ۱۸۱۔ ان کا ماخذ انجمن کی قلمی روداد ہے۔

☆

۵ ستمبر کو مصر کے اخبار البلاغ میں جامعہ ازھر کے شیخ مراغی کے نام علامہ اقبال کا خط عربی میں شائع ہو:

> اچھوتوں میں تبلیغ کی غرض سے مصری علمأ کی جماعت کو اس وقت ہندوستان بھیجنے کی ضرورت نہیں۔ اس کے لیے تو ٹھوس کام کی ضرورت ہے جس کو ہندوستان کے علما ہی انجام دے سکتے ہیں۔ مصری وفد کی ضرورت اس لیے بھی نہیں کہ اچھوت جن زبانوں کو جانتے ہیں ان سے علمائے مصر واقف نہیں۔ ہم ہندوستان کے مسلمان اچھوتوں میں اطمینان اور سکون کے ساتھ کام کرنا چاہتے ہیں کیونکہ اگر مصر سے علما کا وفد آیا تو اس کی وجہ سے ہندو مسلم تعلقات پر ناخوشگوار اثر پڑے گا اور ہمارا حقیقی مقصد فوت ہو جائے گا۔

محمد حنیف شاہد (۱۹۷۲)، ص ۱۳۹

’’اس خط کی اشاعت کے بعد ہندو پریس کو خاموش ہو جانا چاہیئے تھا،‘‘ ایک مورخ نے بعد میں لکھا۔ ’’لیکن ہندوؤں کو اصل شکایت یہ نہ تھی کہ مصری علمأ کا وفد آ رہا ہے بلکہ یہ کہ اچھوت ان کے پنجے سے نکلے جا رہے ہیں۔ چنانچہ ہندو اخبارات میں علامہ اقبال کو بالخصوص ہدف بنایا گیا اور ان کے بارے میں لغو اور بے بنیاد خبریں شائع ہونے کا سلسلہ برابر جاری رہا۔‘‘

محمد حنیف شاہد (۱۹۷۲)، ص ۱۳۹

☆

۶ ستمبر کو انجمن حمایت اسلام کی جنرل کونسل کا اجلاس ہوا۔ شیخ علی بخش صدارت کر رہے تھے۔ نواب بہاولپور کی خدمت میں عرضداشت پیش کرنے کے لیے سات رکنی وفد بنایا گیا۔ ارکان علامہ اقبال، نواب سر عمر حیات

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

خاں، خان بہادر ملک زماں مہدی، خان بہادر نواب احمد یار خاں دولتانہ، خان سعادت علی خاں سکرٹری انجمن اسلامیہ اور ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین شامل تھے۔

محمد حنیف شاہد (۱۹۷۶)، ص ۱۸۲۔ ان کا ماخذ انجمن کی قلمی روداد ہے۔

خواتین کی دینی یونیورسٹی جامعہ نسوانیہ حمیدیہ کے لیے ایک اسپیشل کونسل کے قیام کا فیصلہ ہوا۔ ارکان کے نام آئندہ تجویز ہونے تھے۔

محمد حنیف شاہد (۱۹۷۶)، ص ۱۸۲۔ ان کا ماخذ انجمن کی قلمی روداد ہے۔

☆

[اداریہ]

اچھوت قوم کو ہزاروں سال کی ذلت و مسکنت کی زندگی سے نجات دلانے اور اسے ترقی کی راہ پر ڈالنے کے لیے اسلامیانِ ہند کی طرف سے جو کوششیں ہو رہی ہیں اسے ہندو جاتی بہت تشویش اور اضطراب کی نگاہ سے دیکھ رہی ہے۔ خاص طور پر جب سے اخبارات میں حضرت العلامہ سر محمد اقبال اور علامہ شیخ ازھر کی ہندوستان میں تبلیغ سے متعلق خط و کتابت شائع ہوئی ہے ہندو دنیا میں ایک شور بپا ہے۔

ہندو پریس نے جو بات کا بتنگڑ بنانے اوع جھوٹی خبریں شائع کرنے میں طغرائے امتیاز رکھتا ہے اس سلسلے میں جس غلط بیانی سے کام لیا ہے اس پر افسوس اور ماتم کے سوا اور کیا کیا جا سکتا ہے۔ بات صرف اس قدر تھی کہ اچھوتوں کے تبدیلِ مذہب کا اعلان پڑھ کر شیخ الازھر نے حضرت علامہ اقبال مدظلہ العالی سے دریافت فرمایا کہ اگر ضرورت ہو تو علمائے مصر کی ایک جماعت تبلیغ اسلام کی خاطر ہندوستان روانہ کی جائے۔ اس کے جواب میں حضرت العلامہ الممدوح نے جو کچھ لکھا وہ مصر کے مشہور عربی اخبار البلاغ میں چھپ چکا ہے... ناظرین کرام اندازہ لگائیں کہ حضرت العلامہ ممدوح کے خلاف ہندو پریس نے کس قدر غلط بیانی سے کام لیا ہے۔

خیال فرمایئے کہ حضرت العلامہ تو مصری وفد کے ہندوستان آنے کی ضرورت سے انکار فرما رہے ہیں اور شیخ الازھر کے اس جذبۂ اسلامی کی قدر کرتے ہوئے انہیں لکھ رہے ہیں کہ مصری وفد کی تبلیغ کی غرض سے ہندوستان آنے کی ضرورت نہیں۔ ہندوستانی علماً اس کام کو بہتر طریق پر انجام دے سکتے ہیں مگر ہندو پریس حضرت

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

العلامہ کی خط وکتابت پر نظر اور غور کیے بغیر طول وعرضِ ہند سے حضرت العلامہ کے خلاف زہر اگلنا شروع کر دیتا ہے۔ ''ہندوستان ٹائمز'' سے لے کر ''تیج'' ''پرتاپ'' اور دیگر ہندو اخبارات نے اس سلسلہ میں حضرت العلامہ کے خلاف جو غلط الزامات عائد کیے ہیں وہ سراسر لغو اور بے بنیاد ہیں اور یہ محض حضرت العلامہ کی ذات گرامی کے خلاف ہندو رائے عامہ کو بھڑکانے کی کوشش کی گئی ہے اور اُن کا یہ فعل کسی آئین اور اصول کے اعتبار سے درست نہیں کہا جا سکتا۔ غضب خدا کا جس چیز سے خائف ہو کر حضرت العلامہ مصری وفد کو ہندوستان آنے سے روکتے ہیں ہندو پریس اسی الزام کو حضرت العلامہ کے سر تھوپ دیتا ہے اور ایسا کرتے وقت اسے یہ خیال نہیں رہتا کہ اصل حقیقت کیا ہے۔ بات یہ ہے کہ جو جماعت اصول کی خلاف ورزی اور حق سے روگردانی اپنا شعار بنا لیتی ہے اس سے آئے دن اسی قسم کی حرکاتِ شنیعہ کا ارتکاب ہوتا رہتا ہے۔ ہندو پریس کے لغو اور بے بنیاد پراپیگنڈہ سے حضرت العلامہ کی ذات گرامی پر کیا اثر پڑ سکتا ہے البتہ ان لوگوں کی غلط گوئی اور حق سے انحراف کا ایک اور ثبوت مل گیا ہے۔ اصل بات تو یہ ہے کہ ہندو پریس اچھوتوں میں تبلیغ اسلام ہوتے دیکھنا پسند نہیں کرتا اور اسلامیانِ ہند کی تبلیغی کوششیں اسے ایک آنکھ نہیں بھاتیں۔ حضرت العلامہ ممدوح کے خلاف اس نے یہ شرمناک غلط بیانی محض اس لیے کی ہے کہ عام ہندوؤں کے جذبات کو حضرت العلامہ اور عام مسلمانوں کے خلاف بھڑکایا جائے اور اس طرح ہندوستان کے امنِ عامہ کی دولتِ لازوال کو لُوٹ لے۔ ہندو پریس کی اس ذہنیت پر جتنا بھی ماتم کیا جائے کم ہے۔

ہفت روزہ حمایت اسلام (لاہور)، یکم اکتوبر ۱۹۳۶ء

محمد حنیف شاہد (۱۹۷۶)، ص ۱۴۱-۱۳۹

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

☆

مُسافر

یعنے

سیاحتِ چندروزہ افغانستان

(اکتوبر ۳۳ء)

اقبال

۱۹۳۶ء

☆

مثنوی پس چہ باید کرد اکتوبر ۱۹۳۶ء کے اواخر میں شائع ہوئی۔

رفیع الدین ہاشمی (۲۰۰۱-۱۹۸۲)، ص ۱۶۳

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

باب ۹

بارگاہِ رسالتؐ

اکتوبر ۱۹۳۶ء سے ۲۱ اپریل ۱۹۳۸ء تک

☆

مثنوی

'پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق'

اقبال

۱۹۳۶ء

☆

یکم نومبر کو انجمن حمایت اسلام کی جنرل کونسل کا اجلاس ہوا۔ نواب محمد شاہنواز خاں ممدوٹ صدارت کر رہے تھے۔ ۶ ستمبر کو جامعہ نسوانیہ حمیدیہ کے لیے جو خصوصی کونسل بنی تھی اُس کے لیے ارکان کا انتخاب ہوا: علامہ اقبال، ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین، شیخ عظیم اللہ، علامہ عبداللہ یوسف علی، خاصاحب شیخ عبدالعزیز، خان بہادر چوہدری شہاب الدین اور نواب محمد شاہنواز خاں ممدوٹ۔

محمد حنیف شاہد (۱۹۷۶)، ص ۱۸۲۔ ان کا ماخذ انجمن کی قلمی روداد ہے۔

☆

اس برس شائع ہونے والی کتابیں جو کبھی اقبال کے ذخیرۂ کتب میں شامل ہوئیں یہ ہیں:

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

William Brown. *Mind, Medicine and Metaphysics – the Philosophy of a Physician.* Oxford University Press, London

Sidney Hook. *From Hegel to Marx – Studies in the Intellectual Development of Karl Marx.* Victor Gollancz, London

Muzaffar-ud-Din Nadvi. *A Geographical History of the Quran, Vol.1.* S. Zahid Ullah Nadvi, 106 Harrison Rd, Calcutta

M. Zia-ud-Din. *A Monograph on Moslem Calligraphy.* Visva-Bharati Book Shop, Calcutta

Muhammad Siddique (1983)

۱۹۳۷

☆

علامہ اقبال نے بیماری کی وجہ سے انجمن حمایت اجلاس کی صدارت سے استعفیٰ پیش کیا۔ آنریری سکرٹری ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین نے اس خیال سے اپنے پاس رکھا کہ ان کے پاس جا کر واپسی کی درخواست کریں گے۔

محمد حنیف شاہد (۱۹۷۶)، ص ۱۴۱

☆

۱۲۸پریل کو انجمن حمایت اسلام کی جنرل کونسل کا اجلاس ہوا۔ شیخ علی بخش صدارت کر رہے تھے۔ انجمن کی صدارت سے اقبال کا استعفیٰ پیش ہوا۔

محمد حنیف شاہد (۱۹۷۶)، ص ۱۸۲۔ ان کا ماخذ انجمن کی قلمی روداد ہے۔

انجمن حمایت اسلام کے دفتر سے علامہ اقبال کو اطلاع ملی کہ انجمن نے استعفیٰ نامنظور کر کے انہیں پھر صدر منتخب کیا ہے۔ انہوں نے غالباً آنریری سکرٹری ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین کو لکھا۔ وہ غلام رسول کے ساتھ آئے۔ علامہ نے استعفیٰ واپس نہ لیا تو انہوں نے درخواست کی کہ جون تک ہی واپس لے لیں۔ علامہ نے خاموشی اختیار کی۔

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

☆

جرمن فلسفی نیٹشے کی غیر مطبوعہ تحریریں شائع ہو چکی تھیں۔ اُس برس موسمِ گرما میں کسی وقت علامہ اقبال نے سید نذیر نیازی کو اپنے فلسفۂ خودی کی روشنی میں نیٹشے کی فکر کے بارے میں انگریزی میں نکات لکھوائے:

☆ نیٹشے کے نزدیک 'میں' محض افسانہ ہے۔ خالص علمی نقطۂ نگاہ سے یہ نتیجہ ناگزیر ہے۔ کانٹ کی عقلِ خالص کی تنقید اس نتیجے پر پہنچ کر ختم ہوتی ہے کہ خدا، ابدیت اور آزادی محض افسانے ہیں اگرچہ عملی اعتبار سے مفید ہیں۔ نیٹشے اس معاملے میں محض کانٹ کی پیروی کرتا ہے۔

☆ علامہ اقبال کا نقطۂ نگاہ مختلف ہے: داخلی تجربے کے لحاظ سے 'میں' ایک ایسی حقیقت ہے جس پر شبہ نہیں کیا جا سکتا (اِس معاملے پر بریڈلے نے بھی کچھ بحث کی ہے) اور یہ حقیقت سارے علمی تجزیوں کے باوجود ہمارے سامنے ڈٹی رہتی ہے۔

☆ اِس معاملے میں کانٹ یا نیٹشے کی نسبت لبنیز حقیقت سے زیادہ قریب ہے۔ اُس کے لیے اکائی یا 'میں- محض' ایک ٹھوس حقیقت ہے۔ تاہم اُس کی غلطی یہ ہے کہ وہ 'میں- محض' کو کوئی بند چیز سمجھ لیتا ہے جس میں کوئی کھڑکی دروازے نہ ہوں۔ تجربہ اس کی نفی کرتا ہے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ تعلیم وتربیت کے ذریعے 'میں' وسعت اختیار کرتی ہے۔

☆ انسانی 'میں' کے بارے میں جو سوال اٹھایا جانا چاہیے وہ یہ نہیں کہ یہ کوئی ٹھوس چیز ہے یا نہیں۔ یہ سوال مسلمان متکلمین نے اٹھایا جن کے فلسفیانہ مباحث سے کچھ حاصل نہ ہوا۔ علامہ کی رائے میں اصل سوال یہ تھا کہ کیا اِس کمزور کمزور اور مخلوق و مجبور خودی یا 'میں' کو موت کے تجربے سے سلامت گزرنے کے قابل بنایا جاسکتا ہے تاکہ یہ نظامِ کائنات میں ایک مستقل عنصر بن سکے؟

☆ نیٹشے کے یہاں سپرمین کا تصور خالص مادی ہے۔ ممکن ہے کہ یورپ میں یہ تصور نیا ہو مگر یہ وہی ایمرسن کے اوورمین والی بات ہے۔ اِس کا امکان موجود ہے کہ نیٹشے نے اسے اسلام یا مشرق کے ادب سے اخذ کر کے مادیت کے ہاتھوں خراب کروا دیا۔

☆ اسلامی تصوف میں انسانِ برتر کے لیے جو ترکیب استعمال کی جاتی ہے وہ انسانِ کامل ہے۔ کٹر مادہ پرست ہونے کی وجہ سے نیٹشے روح کی اصطلاح استعمال نہیں کرسکتا سوائے اُن مواقع

(c) 2014 Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

کے جہاں زندگی اپنے مابعدالطبعیاتی مظاہر میں مراد ہو۔ اُس کے نزدیک زندگی کی پہلی قلب ماہیت اونٹ ہے، جو اُس کے نقطۂ نگاہ سے بوجھ اٹھانے والی قوت کی علامت ہے۔ دوسری شیر ہے یعنی طاقت جو ترس کھانے کی صلاحیت سے محروم ہو کیونکہ نیٹشے کے نزدیک ترس کھانا خوبی نہیں بلکہ برائی ہے۔ تیسری بچہ ہے یعنی سپرمین جو بچے کی طرح اچھائی اور برائی سے پرے ہوتا ہے اور اپنے آپ میں ایک قانون بن جاتا ہے۔ اس طرح مادیت انسانی خودی کو ایک عفریت میں تبدیل کر دیتی ہے جو نیٹشے کے تصور ابدیت کے مطابق اپنے آپ کو دہرا چکا ہے اور بے شمار مرتبہ دہرائے گا۔

☆ دنیا کے اپنے آپ کو دہرانے کی اس بنیادی غلطی میں نیٹشے اس سنگین مغالطے کی وجہ سے مبتلا ہوا کہ اُس کے نزدیک گھڑی والا وقت حقیقی تھا۔ وہ مسئلۂ زمان سے کبھی نبرد آزما نہیں ہوا اور اُس نے وقت کے قدیم ہندو اور یونانی تصور کو کسی تنقید کے بغیر قبول کر لیا۔ اُس کے نزدیک وقت کی حرکت دائرے کی شکل میں ہے اس لیے زندگی اپنے آپ کو دہرائے جانے کا نام ہے۔

☆ اسلام کے نزدیک انسانِ کامل کی تکمیل وقت کے اُس پہلو کو برتنے کا نام ہے جسے صرف ہمیشہ رہنے والا لمحہ (Eternal Now) کہا جا سکتا ہے۔ نیٹشے کے لیے ایسا کوئی لمحہ نہیں ہے۔ پھر اُس کا سپرمین ایک حیاتیاتی چیز ہے۔ اسلامی انسانِ کامل اخلاقی اور روحانی قوتوں سے تشکیل پاتا ہے۔

Razzaqi

☆

بنام غلام رسول

جنابِ من!

میرا استعفےٰ ابھی تک اجلاس میں پیش نہیں ہوا۔ ازراہِ عنایت ۴ جولائی کی کونسل میں اسے ضرور پیش فرما کر منظور کرا دیں۔ میری طویل علالت مجھے مجبور کرتی ہے کہ ہر قسم کے فرائض سے خواہ وہ کتنے ہی ہلکے کیوں نہ ہوں،

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

سبکدوش ہو جاؤں۔

والسلام

محمد اقبال

یکم جولائی ۱۹۳۷ء

☆

۴ جولائی کو انجمن حمایت اسلام کی جنرل کونسل کا اجلاس ہوا۔ ریٹائرڈ سیشن جج حاجی رحیم بخش ایم اے صدارت کر رہے تھے۔ میاں محمد شفیع لائبریری کے قیام اور انتظام کی سب کمیٹی کی رپورٹ پر غور کرنے کے لیے اجلاس ہوا تھا۔ علامہ اقبال بھی اس سب کمیٹی کے رکن تھے مگر اُن کے صدارت سے استعفیٰ کا مسئلہ زیرِ غور آیا۔ فیصلہ ہوا کہ گیارہ اصحاب پر مشتمل وفد علامہ کے پاس جا کر استعفیٰ واپس لینے کی درخواست کرے۔

☆

۷ جولائی تھی۔ جاپانی فوجوں نے چین پر حملہ کر دیا۔

چین اور جاپان کی جنگ کا تذکرہ علامہ اقبال نے سالِ نو کے پیغام یکم جنوری ۱۹۳۸ء میں کیا۔

اُس روز فلسطین کے بارے میں شاہی کمیشن (Palestine Royal Commission) نے جسے عرفِ عام میں پیل کمیشن (Peel Commission) کہتے تھے، فلسطین کے بارے میں اپنی رپورٹ شائع کر دی۔ برطانوی استعمار نے نیا چہرہ دِکھا دیا۔

☆

۲۰ جولائی کو علامہ اقبال نے انگلینڈ کی نیشنل لیگ والی مارگریٹ فارقوہارسن (Margarette Farquharson) کے نام خط لکھا۔ مشورہ دیا کہ انگلستان کے عوام کو آمادہ کیا جائے کہ اُس ظلم کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوں جو اُن کے نام پر فلسطینی عربوں کے ساتھ کیا جا رہا ہے۔

(c) 2014. Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

بنام مس فارقوہارسن

I am still invalid and fear I cannot write to you a long letter giving you in detail my views on the Palestine Report and the strange thoughts and feelings which it has engendered or is likely to engender in the mind of Indian Muslims as well as the Muslims of Asia generally. I think it is time for the National League of England to rise to the occasion and to save the British people from the great injustice to Arabs, to whom definite promises were given by British politicians in the name of British people. Through wisdom alone comes power; and when power abandons the ways of wisdom and relies upon itself alone, its end is death.

Prince Muhammad Ali of Egypt has made a constructive suggestion which must receive consideration from the British people. We must not forget that Palestine does not belong to England. She is holding it under a mandate from the League of Nations, which Muslim Asia is now learning to regard as an Anglo-French institution invented for the purpose of dividing the territories of weaker Muslim peoples. Nor does Palestine belong to the Jews, who by the Arabs. Nor is Zionism a religious movement. Apart from the movement, the Palestine Report itself has brought out this fact in a perfectly clear manner. Indeed the impression given to the unprejudiced reader is that Zionism as a movement was deliberately created, not for the purpose of giving a National Home to the Jews but mainly for the purpose of giving a home to British Imperialism on the Mediterranean littoral.

The Report amounts, on the whole, to a sale under duress to the British of the Holy Places in the shape of thepermanent mandate which the Commission has invented in order to cover their imperialist designs. The price of this sale is an amount of money to the Arabs plus an appeal to their generosity and a piece of land to the Jews. I do hope that British statesmen will abandon this policy of actual hostility to the Arabs and restore their country to them. I have no doubt that the Arabs will be ready to come to an understanding with the British and, if necessary, with the French also. If the British people are duped by propaganda against the Arabs, I fear the consequences of the present policy will be grave.

Sherwani

(c) 2014. Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

☆

۲۱ جولائی کو انجمن حمایت اسلام کی طرف سے گیارہ اصحاب کا وفد علامہ اقبال کے پاس آیا۔ یہ گیارہ اصحاب خان غلام رسول خان، خلیفہ شجاع الدین، چودھری امیر الدین، حاجی محمد حفیظ، چودھری محمد حسین، شیخ غلام حسین، شیخ عظیم اللہ، شیخ علی بخش، شیخ اکبر علی، ملک فیروز الدین اور شیخ عبدالعزیز تھے۔

محمد حنیف شاہد (۱۹۷۶)، ص ۱۴۲-۱۴۱

"علامہ موصوف سے استدعا کی کہ اس وقت چند در چند غلط فہمیوں کے زیر اثر بعض سرکردہ حضرات اپنے عہدوں سے استعفیٰ دے رہے ہیں اس لیے اس وقت وہ اپنی سرپرستی سے انجمن کو محروم نہ کریں تاکہ مسلمانوں میں کسی قسم کی غلط فہمی اور بے چینی پیدا نہ ہو جائے،" روزنامہ انقلاب نے بعد میں لکھا۔ علامہ کا جواب یوں پیش کیا:

> جن وجوہ کی بنا پر دیگر حضرات انجمن سے مستعفی ہوئے ہیں میرے استعفیٰ کی وہ وجوہ نہیں۔ اب سے چھ ماہ پیشتر میں نے انجمن کو اپنا استعفیٰ بھیجا تھا مگر انجمن نے اسے منظور نہ کیا۔ اب میری صحت مجھے ایسی سرگرمیوں کی اجازت نہیں دیتی۔ ڈاکٹروں نے مجھے مشورہ دیا ہے کہ میں ذمہ داری کا بوجھ نہ اٹھاؤں۔ میں بدستور حتی المقدور انجمن کی خدمت کرتا رہوں گا۔

وفد کے ارکان خان غلام رسول خان، خلیفہ شجاع الدین، چودھری امیر الدین، حاجی محمد حفیظ، چودھری محمد حسین، شیخ غلام حسین، شیخ عظیم اللہ، شیخ علی بخش، شیخ اکبر علی، ملک فیروز الدین اور شیخ عبدالعزیز تھے۔

محمد حنیف شاہد (۱۹۷۶)، ص ۱۴۳-۱۴۲ بحوالہ روزنامہ انقلاب ۲۵ جولائی ۱۹۳۷ء

☆

۲۵ جولائی کو انجمن حمایت اسلام کی جنرل کونسل کا اجلاس ہوا۔ حاجی رحیم بخش صدارت کر رہے تھے۔ علامہ اقبال کا استعفیٰ نہایت افسوس کے ساتھ منظور کیا گیا۔ ان کی قابلِ قدر خدمات کے اعتراف میں قرارداد منظور ہوئی۔

طے پایا کہ قرارداد کی نقل علامہ کی خدمت میں روانہ کر کے استدعا کی جائے کہ اس امر کی تصدیق فرما دیں

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

کہ حسبِ سابق انجمن کو اپنے مشوروں اور امداد سے مستفید کرتے رہیں گے جیسا کہ وفد کے حضرات کو مطلع فرمایا تھا۔

محمد حنیف شاہد (۱۹۷۶)، ص ۱۸۲۔ ان کا ماخذ انجمن کی قلمی روداد ہے۔

☆

۲۷ جولائی کو پنجاب صوبائی مسلم لیگ کا اجلاس لاہور میں ہوا۔ علامہ اقبال بیماری کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے تھے۔ فلسطین کے مسئلے پر اُن کا بیان پڑھ کر سنایا گیا۔

Statement on the Report Recommending the Partition of Palestine

Read at a public meeting held under the auspices of the Punjab Provincial Muslim League at Lahore on 27 July 1937

I assure the people that I feel the injustice done to the Arabs as keenly as anybody else who understands the situation in the Near East. I have no doubt that the British people can still be awakened to the fulfillment of the pledges given to the Arabs in the name of England. The British Parliament, I am glad to say, have in the recent Parliamentary debates left the question of partition open. This decision affords an excellent opportunity to the Muslims of the world emphatically declare to that the problem which the British statesmen are tackling is not one of Palestine only, but seriously affects the entire Muslim world.

The problem, studied in its historical perspective, is purely a Muslim problem. In the light of the history of Israel, Palestine ceased to be a Jewish problem long before the entry of Caliph Umar into Jerusalem more than 1300 years ago. Their dispersion, as Professor Hockings has pointed out, was perfectly voluntary and their scriptures were for the most part written outside Palestine. Nor was it ever a Christian problem. Modern historical research has doubted even the existence of Peter the Hermit. Even if we assume that the Crusades were an attempt to make Palestine a Christian problem, this attempt was defeated by the victories of Salah-ud-Din. I, therefore, regard Palestine as a purely Muslim problem.

Never were the motives of British imperialism as regards the Muslim

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

people of the Near East so completely unmasked as in the Report of the Royal Commission. The idea of a national home for the Jews in Palestine was only a device. In fact, British imperialism sought a home for itself in the form of a permanent mandate in the religious home of the Muslims. This is indeed a dangerous experiment, as a member of British Parliament has rightly described it, and can never lead to a solution of the British problem in the Mediterranean. Far from being a solution of the British problem in the Mediterranean it is really the beginning of the future difficulties of British imperialism. The sale of the Holy Land, including the Mosque of 'Umar, inflicted on the Arabs with the threat of martial law and softened by an appeal to their generosity, reveals bankruptcy of statesmanship rather than its achievement. The offer of a piece of rich land to the Jews and the rocky desert plus cash to the Arabs is no political wisdom. It is a low transaction unworthy and damaging to the honour of a great people in whose name definite promises of liberty and confederation were given to the Arabs.

It is impossible for me to discuss the details of the Palestine Report in this short statement. There are, however, important lessons which Muslims of Asia ought to take to heart. Experience has made it abundantly clear that the political integrity of the peoples of the Near East lies in the immediate reunion of the Turks and the Arabs. The policy of isolating the Turks from the rest of the Muslim world is still in action. We hear now and then that the Turks are repudiating Islam. A greater lie was never told. Only those who have no idea of the history of the concepts of Islamic jurisprudence fall an easy prey to this sort of mischievous propaganda.

The Arabs, whose religious consciousness gave birth to Islam (which united the various races of Asia with remarkable success), must never forget the consequences arising out of their deserting the Turks in their hour of trial.

Secondly, the Arab people must further remember that they cannot afford to rely on the advice of those Arab kings who are not in a position to arrive at an independent judgment in the matter of Palestine with an independent conscience. Whatever they decide they should decide on their own initiative after a full understanding of the problem before them.

Thirdly, the present moment is also a moment of trial for the Muslim statesmen of the free non-Arab Muslim countries of Asia. Since the abolition of

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

the Caliphate this is the first serious international problem of both' a religious and political nature which historical forces are compelling them to face. The possibilities of the Palestine problem may eventually compel them seriously to consider their position as members of that Anglo-French institution, miscalled the League of Nations, and to explore practical means for the formation of an Eastern League of Nations.

☆

بنام خلیفہ ڈاکٹر شجاع الدین

۳۰ جولائی ۱۹۳۷ء

نواب مسعود جنگ بہادر ڈاکٹر سر سیّد راس مسعود صاحب وزیرِ تعلیم بھوپال انتقال فرما گئے ہیں۔ مرحوم سر سیّد مرحوم کے پوتے اور آنریبل سید محمود کے صاحبزادے تھے۔ انہوں نے اپنے مرحوم دادا کی طرح ملک وملّت کی بہت زیادہ خدمت کی۔ مرحوم کی بے وقت موت سے مسلمانانِ ہند کو بہت نقصان پہنچا ہے۔ لہٰذا تعزیت کا ریزولیوشن پاس کیا جائے اور اب کے لیے دُعائے مغفرت کی جائے۔ نیز ریزولیوشن کی نقل بیگم مسعود صاحبہ، ریاض منزل، بھوپال اور مرحوم کی والدہ ماجدہ کی خدمت میں علی گڑھ ارسال کی جائے۔

محمد اقبال

☆

یکم اگست کو اِتوار تھی۔ صبح پونے نو بجے انجمن حمایت اسلام کے دفتر میں جنرل کونسل کا اجلاس ہوا۔ انجمن کے نائب صدر خان بہادر مولوی انعام علی صاحب بی اے نے صدارت کی۔ علامہ اقبال کی ہدایت کے مطابق سر راس مسعود کی تعزیت کی قرارداد منظور ہوئی۔

محمد حنیف شاہد (۱۹۷۶)، ص ۱۴۳

☆

علامہ اقبال نے محمد شفیع (م ش) کو مطالعہ ٔ اسلام کے موضوع پر کتاب کا خاکہ لکھوایا:

(c) 2014 Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

A. Religion

Is it morality touched with emotion?

Is it belief in a God or Gods with some kind of worship?

Mithraism

Darkness

Mosque

(i) Is it wholly other worldliness?

()

(ii) Is it fear of the invisible?

()

(iii) Is it intimacy with the supersensible?

Partly yes, but supersensible opened to be approached in a scientific spirit-

Ibn Khaldun, and idea of finality.

(iv) Is it some secret teaching to be handed orally (mystery)?

All early Magian religions believed in it Islam-No. Spengler, p.246, Vol.II

(v) Religion (origin of the word) ()

not used in the Qur'an.

Words used in the Qur'an ()

What is the meaning of ()

(vi) Martiman, Vol.I.

B. Islam a protest against all religions in the old sense of the word.

(i) Abolition of Prophethood. Islam and time

()

(ii) The idea of Salvation in Islam

Is it a salvation-religion?

()is used only once in the Qur'an. What is Najat?

(iii) No secret teaching

(iv) Belief in God ()

Deracialisation of mankind

()

Economic Equality

C. Church and State.

(c) 2014. Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

Is Islamic community a juristic person?

Is Islamic State a juristic person?

Relation of Church and State.

What is State? Like marriage or contract.

The Amir and the Shaikhul Islam, etc.

Hereditary monarchy. History of Islamic Priesthood.

Kerbala? Effect of it.

D. Islam and the Woman.

E. Islam and Capitalism.

(i) To the Magian culture Revelation is a mystical process in which some spirit enters the body of a person who speak it.()

In Islam 'Wahy' (quote verses) is the universal property of life in which a man obtains contact with the ultimate springs of life. It manifests itself in 3 ways.

It is abolished as a source of knowledge. In Islam contemplation of Amir spreads into thought and action. It realises the immensity of the world in which old conception of races, community, creed vanish into nothing. It is light.

()

It draws the world from darkness to the open day-light ()

(ii) The word Salvation ()

What is Najat? Liberation from what?

Not from the limitations of idividuality?

Not liberation from the tension of consciousness.

It is relief of the Ego's loneliness in the Universe.

The conception of God ()

(Comrade).

(a) Sleep liberates ()

(b) Wine liberates. ()

Breaks the vigour of consciousness.

(c) Dancing too liberates ()

All these means of escape from space and time are discouraged.

You should overcome space and time by

()

Mastering actuality by understanding

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

()

Fear of visible actuality, i.e. Space and Time is removed when we begin to understand things as causal relations.

(àußSLç qá íä qãvnÌ Öu¼ í)

(OÛ¯ GTvß ä ¯äS¸ °¸ sç¯ tÙ)

Knowledge of world as nature-actuality

Fear overcome not by charms but by formula

(d) Knowledge of world as movement-history, Sufism.

(iii) (à°pç¯)Security

Reforms movement in Islam.

Ibn Taimiyya.

Abdul Wahhab.

Bab Ahmadiyya…}Prophethood {All more or less Magian

Syed Ahmad-Rationalism

The new movement.

The coming of the expected one (¾uÌuÝ MvTÝ)

(i) No return.(PÝ¥ æÙ RgFrpÛ¯)

Traditions-Bukhari.

اس خاکے کی تصحیح رزاقی ص ۱۶۹-۱۶۶ سے کی جائے

☆

۲۹ اگست کو انجمن حمایت اسلام کی جنرل کونسل کا اجلاس ہوا۔ خان بہادر نواب مظفر خان صاحب سی آئی ای اتفاقِ رائے سے نئے صدر منتخب ہوئے۔

محمد حنیف شاہد (۱۹۷۶)، ص ۱۴۴

☆

۵ ستمبر تھی۔ دہلی میں پچاس ہزار مسلمان جمع ہوئے۔ فلسطین کے بارے میں برطانوی کمیشن کے فیصلے کے خلاف احتجاج کیا۔ کانپور میں بھی احتجاج ہوا۔ وہاں کچھ مسلمان گرفتار بھی ہو گئے۔

یہ معلومات علامہ اقبال کے خط بنام مارگریٹ فارقوہارسن ۶ ستمبر ۱۹۳۷ء سے ماخوذ ہیں۔

ماخذ Sherwani

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

☆

مارگریٹ فارقوہارسن کی نیشنل لیگ نے انگلستان میں فلسطین کے مسئلے پر عوام کو آگاہ کرنے کی کوشش کی تھی۔
۶ ستمبر کو علامہ اقبال نے خط لکھا۔

بنام مارگریٹ فارقوہارسن

I am very glad to see that the National League is taking a keen interest in the matter of Palestine and I have no doubt that the League will eventually succeed in making the British people realise the true meaning of the situation and the political consequences which may follow in case Britain loses the friendship of the Arabs. I have been more or less in touch with Egypt, Syria and Iraq. I also received letters from Najaf. You must have read that the Shi'as of Kerbala and Najaf have made a strong protest against the partition of Palestine. The Persian Prime Minister and the President of the Turkish Republic have also spoken and protested.

In India too the feeling is rapidly growing more and more intense. The other day 50,000 Muslims met at Delhi and protested against the Palestine Commission. It is further reported in the Press that some Muslims have been arrested in Cawnpore in connection with the Palestine question. It is now perfectly clear that the entire Muslim world is united on this question.

I have every reason to believe that the National League will save England from the grave political blunder and in so doing it will serve both England and the Muslim world.

Sherwani

☆

یومِ اقبال

انٹرکالجیٹ مسلم برادرہڈ ۲۶ دسمبر کو یومِ اقبال منانا چاہتی ہے اور اس کی خواہش ہے کہ ہندوستان کے تمام

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

علم دوست مسلمان اس سلسلہ میں اس کا ساتھ دیں اور مقامی طور پر جلسے منعقد کر کے علامہ اقبال کے دیے ہوئے منظوم پیغام کو عوام تک پہنچائیں۔

انٹر کالجیئٹ مسلم برادر ہڈ کا یہ ارادہ مبارک ہے۔ حضرت علامہ اقبال ہندوستان کے لیے باعثِ فخر و مباہات ہیں۔ وہ مسلمان قوم کی پستی و ادبار کو بہت بری طرح محسوس فرما رہے ہیں۔ ان کی شاعری کی بنیاد یہی احساس ہے۔ وہ مسلمان قوم کو زندہ دیکھنا چاہتے ہیں اور اسے زندہ رہنے کا سبق دے رہے ہیں۔ ان کی شاعری ایک مسلسل پیغام ہے بیداری کا، خدمتِ وطن اور خدمتِ دین کا اور ظاہر ہے کہ اس پیغام کو زیادہ سے زیادہ عام کرنے کی ضرورت ہے۔

انٹر کالجیئٹ برادر ہڈ کی تجویز پر اگر تمام ہندوستان میں عمل کیا جائے تو حضرت علامہ اقبال کا پیغام ان تک بھی پہنچ سکتا ہے جو پڑھنا نہیں جانتے مگر جینا چاہتے ہیں اور اچھی یا بری طرح جی رہے ہیں۔

ہفت روزہ حمایتِ اسلام (لاہور)، 'اداریہ'، ۱۸ نومبر ۱۹۳۷ء

محمد حنیف شاہد (۱۹۷۶)، ص ۱۶۹۔ اداریہ اخبار کے ص ۱ پر شائع ہوا تھا۔

[انجمن حمایت اسلام کے سکرٹری کی طرف سے اعلان]

اِس وقت شاعرِ مشرق قبلہ ڈاکٹر محمد اقبال مدظلہ العالی کی عظیم الشان شخصیت مسلمانانِ ہند کے لیے مغتنمات میں سے ہے۔ گزشتہ ربع صدی میں انہوں نے جس استحکام، دردمندی اور جگر سوزی سے سیاسیات سے قطعِ نظر مسلمانوں کی علمی و ادبی اور مذہبی خدمات انجام دی ہیں اس پر ہماری آنے والی نسلوں کی گردنیں ہمیشہ احسان سے جھکی رہیں گی۔ مسلمان کا سب سے بیش قیمت سرمایہ یعنی ان کے مقدس مذہب کی حقیقت جو صدیوں کی روایات کے پردوں میں مستور تھی اقبال کے حیرتناک سوزِ قلب اور معرکہ خیز مساعی سے پھر نمایاں ہوتی ہے اور یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ اقبال نے اپنی مسیحائی سے اسلام کے مردہ بدن میں ازسرِ نو روح پیدا کر دی ہے اور آج اسلام کے فرزندوں کے دلوں میں جوشِ عمل و ایمان کے جو ولولے اور ہنگامے پیدا ہو رہے ہیں وہ بہت حد تک اقبال کے اس سوز کا نتیجہ ہیں جو اس کی کتابِ زندگی کے ہر صفحے پر لکھا موجود ہے۔

انٹر کالجیئٹ مسلم برادر ہڈ (لاہور) نے دنیائے اسلام کے سب سے بڑے اور مایہ ناز مفکر سے اپنی قلبی عقیدت کا اظہار کرنے اور اس کے پیغام سے مسلمانوں کو آشنا کرنے کے خیال سے ۲۶ دسمبر ۱۹۳۷ء کو 'یومِ

(c) 2014 Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

اقبال" منانے کا فیصلہ کیا ہے۔ برادر ہڈ کی یہ زبردست خواہش ہے کہ "یومِ اقبال" تمام ہندوستان میں بڑی دھوم دھام سے منایا جائے اور ہر جگہ ایک ہی پروگرام کو مقامی حالات کے مطابق عملی جامہ پہنایا جائے اس لیے ہم درخواست کرتے ہیں کہ:

۱ تمام علمی وادبی اور مذہبی مجالس کے ذمہ دار ارباب اپنے گردونواح کے علم وادب کا ذوق رکھنے والے اصحاب کو بلاتمیزِ مذہب وملّت اقبال کی شاعری کے مختلف پہلوؤں پر تقریر کرنے یا مقالہ یا نظم پڑھنے کے لیے مدعو کریں اور ۲۶ دسمبر کو جلسہ منعقد کریں اور اختتامِ جلسہ پر شاعر کی درازیٔ عمر کے لیے دعا کی جائے۔

۲ ہر مسلمان "یوم اقبال" منانا اپنا فرضِ منصبی سمجھے اور ۲۶ دسمبر کو اپنے ہاں کے جلسہ میں شرکت کرے۔

۳ ۲۶ دسمبر کو دیہات کے خواندہ حضرات اپنے اَن پڑھ بھائیوں کو جمع کر کے انہیں اقبال اور اس کی شاعری سے روشناس کرائیں۔

۴ ۲۶ دسمبر کو اقبال یا اس کی شاعری پر جو مضامین ومقالات اور نظمیں پڑھی جائیں وہ ہمیں ارسال فرما دی جائیں کیونکہ ہمارا ارادہ ان کو کتابی صورت میں پیش کرنے کا ہے۔

ہفت روزہ حمایتِ اسلام (لاہور)، ۱۸ نومبر ۱۹۳۷ء

محمد حنیف شاہد (۱۹۷۶)، ص ۱۶۹–۱۶۸۔ اعلان اخبار کے ص ۶، ۱ پر شائع ہوا تھا۔

☆

اس برس شائع ہونے والی کتابیں جو کبھی اقبال کے ذخیرۂ کتب میں شامل ہوئیں یہ ہیں:

O.U.P. *The Apocrypha: translated out of the Greek and Latin tongues.* Oxford University Press, London

Katricioglu Mahmud Muhtar (English translation by John Naish). *The Wisdom of the Quran – set forth in selected verses conveying the moral, religious and social philosophy of Islam.* University Press, Oxford

Muhammad Siddique (1983)

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

☆

یومِ اقبال ملتوی ہو گیا تھا۔ ۲۶ دسمبر کی بجائے اب اگلے برس ۹ جنوری کو منایا جانا تھا۔ سر سکندر حیات خاں نے تجویز پیش کی کہ مسلمان چندہ جمع کر کے علامہ اقبال کو پیش کریں۔

علامہ نے اِسے اپنی خودداری کے خلاف تصور کیا۔

Statement Urging the Creation of a Chair for Islamic Research

Published on 10th December, 1937

I am very grateful to Sir Sikandar Hayat Khan for the many kind things he has said of me in his message to the Inter-Collegiate Muslim Brotherhood, Lahore.

I wish, however, to say a few words regarding his proposal that my readers and others interested in my work should present a purse to me. I feel that the needs of the people as a whole are far more pressing than the needs of a private individual even though his work may have been a source of inspiration to most people. The individual and his needs pass away: the people and their needs remain.

The creation of a chair for Islamic research on modern lines in the local islamia College is the crying need of the country. Nowhere in India has the ignorance of Islamic history, theology, jurisprudence and Sufism been so successfully exploited as in the Punjab.

It is high time to show to the people by a careful genetic study of Islamic thought and life what the faith really stands for and how its main ideas and problems have been stifled under the pressure of a hard crust which has grown over the conscience of modern Indian Islam. This crust demands immediate removal so that the conscience of the younger generation may find a free and natural expression.

Even now Muslims will find much of interest in this institution, for Islam is and has been a very important phase in the life of Asiatic peoples and has played a great role in the religious and intellectual evolution of mankind.

I do hope this will meet the Premier's approval and his influence will make this proposal a success. I offer a humble contribution of Rs. 100 to the fund.

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

یومِ اقبال اور اسلامیہ کالج لاہور میں شعبۂ اسلامک ریسرچ

اخبار بین حضرات کو معلوم ہوگا کہ ۹ جنوری ۱۹۳۸ء کو انٹر کالجیٹ مسلم برادرہڈ کی ترغیب پر پورے ہندوستان میں ''یوم اقبال'' منانے کی تیاریاں کی جا رہی ہیں۔ اس سلسلہ میں نواب سر سکندر حیات خان بالقابہ نے مسلمانانِ ہندوستان سے فرمائش کی تھی کہ وہ اس یادگار دن پر اپنے مایہ ناز مفکر اور شاعرِ مشرق سے عقیدت و محبت ظاہر کرنے کے لیے دل کھول کر چندہ دیں اور یہ روپیہ ایک تھیلی کی صورت میں حضرت علامہ کی خدمت میں پیش کر دیا جائے۔

اخبارات میں نواب صاحب بالقابہ کی یہ اپیل پڑھ کر حضرت علامہ محمد اقبال نے ایک احساس بخش اور سبق انگیز بیان شائع فرمایا ہے جس میں آپ نے نہایت فیاضی اور دریا دلی سے کام لے کر ''یوم اقبال'' کے سلسلہ میں جمع ہونے والی تمام رقوم کو قوم کی خدمت میں پیش کر دیا ہے اور فرمایا ہے کہ وہ ''اپنی ضروریات پر قومی ضروریات کو ترجیح دیتے ہیں۔'' ان کے خیال میں ''اس وقت قوم کو اسلامی تعلیمات سے آگاہ کرنے کے لیے ایک 'شعبۂ اسلامیہ' کی شدید ضرورت ہے اور انھوں نے قوم کو مشورہ دیا ہے کہ اسلامیہ کالج میں ایک ایسا شعبہ کھول دیا جائے۔'' اس کارِ خیر کی ابتدا کرتے ہوئے حضرتِ علامہ نے ایک سو روپیہ خود بھی عطا فرمایا ہے۔ گویا مسلمان قوم کو عملی دعوت دی ہے کہ وہ ان کی اقتدا میں اس قومی ضرورت کی تکمیل کے لیے آگے بڑھے۔

حضرت علامہ کی ذات نہ صرف مسلمانانِ ہند بلکہ مشرق کے لیے باعثِ صد افتخار ہے۔ انھوں نے مشرق کے مسلمانوں کو پیغامِ حیات دے کر انھیں سرِ نو زندگی عطا کی ہے۔ ان میں حرارتِ تازہ پیدا کی ہے۔ اتنے بڑے محسن کے یادگاروں کو غیر فانی بنانے کے لیے اگر مسلمانانِ ہندوستان اسلامیہ کالج لاہور میں دینیات کا مطلوبہ شعبہ بھی قائم نہ کر سکیں تو کتنی بڑی احسان فراموشی ہوگی۔

ہمیں اُمید ہے کہ مسلمان حضرت علامہ سے اپنی عقیدت و نیازمندی کے اظہار میں بڑی فراخ دلی اور بلند حوصلگی کا ثبوت دیں گے اور یہ ثابت کر دیں گے کہ وہ اپنے محسن کی قدر کرنا جانتے ہیں۔

ہفت روزہ حمایت اسلام (لاہور)، ۱۶ دسمبر ۱۹۳۷ء

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

۱۹۳۸

☆

یکم جنوری ۱۹۳۸ء کو نئے سال کے موقع پر علامہ اقبال کا پیغام لاہور ریڈیو اسٹیشن سے نشر ہوا۔ بیماری کی وجہ سے علامہ خود نہ پڑھ سکتے تھے۔ کسی نے پڑھ کر سنایا۔

New Year Message

Broadcast from the Lahore Station of All-India Radio on 1st January 1938

The modern age prides itself on its progress in knowledge and its matchless scientific developments. No doubt, the pride is justified. Today space and time are being annihilated and man is achieving amazing successes in unveiling the secrets of nature and harnessing its forces to his own service. But in spite of all these developments, the tyranny of imperialism struts abroad, covering its face in the masks of Democracy, Nationalism, Communism, Fascism and heaven knows what else besides. Under these masks, in every corner of the earth, the spirit of freedom and the dignity of man are being trampled underfoot in a way of which not even the darkest period of human history presents a parallel. The so-called statesmen to whom government and leadership of men was entrusted have proved demons of bloodshed, tyranny and oppression. The rulers whose duty it was to protect and cherish those ideals which go to form a higher humanity, to prevent man's oppression of man and to elevate the moral and intellectual level of mankind, .have, in their hunger for dominion and imperial possessions, shed the blood of millions and reduced millions to servitude simply in order to pander to the greed and avarice of their own particular groups. After subjugating and establishing their dominion over weaker peoples, they have robbed them of their religions, their morals, of their cultural traditions and their literatures. Then they sowed divisions among them that they should shed one another's blood and go to sleep under the opiate of serfdom, so that the leech of imperialism might go on sucking their blood without interruption.

As I look back on the year that has passed and as I look at the world in the midst of the New Year's rejoieings, it may be Abyssinia or Palestine, Spain or China, the same misery prevails in every corner of man's earthly home, and

(c) 2014. Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

hundreds of thousands of men are being butchered mercilessly. Engines of destruction created by science are wiping out the great landmarks of man's cultural achievements. The governments which are not themselves engaged in this drama of fire and blood are sucking the blood of the weaker peoples economically. It is as if the day of doom had come upon the earth, in which each looks after the safety of his own skin, and in which no voice of human sympathy or fellowship is audible.

The world's thinkers are stricken dumb. Is this going to the end of all this progress and evolution of civilisation, they ask, that men should destroy one another in mutual hatred and make human habitation impossible on this earth? Remember, man can he maintained on this earth only by honouring mankind, and this world will remain a battle ground of ferocious beasts of prey unless and until the educational forces of the whole world are directed to inculcating in man respect for mankind. Do you not see that the people of Spain, though they have the same common bond by one race, one nationality, one language and one religion, are cutting one another's throats and destroying their culture and civilisation by their own hands owing to difference in their economic creed? This one event shows clearly that national unity too is not a very durable force. Only one unity is dependable, and that unity is the brotherhood of man, which is above race, nationality, colour or language. So long as this so-called democracy, this accursed nationalism and this degraded imperialism are not shattered, so long as men do not demonstrate by their actions that they believe that the whole world is the family of God, so long as distinctions of race, colour and geographical nationalities are not wiped out completely, they will never be able to lead a happy and contended life and the beautiful ideals of liberty, equality and fraternity will never materialise.

Let us therefore begin the New Year with the prayer that God Almighty may grant humanity to those who are in places of power and government and teach them to cherish mankind.

Sherwani

☆

علامہ اقبال کا فارسی قطعہ 'حسین احمد' شائع ہوا:

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

عجم نے ابھی تک دین کے رموز نہیں سمجھے
ورنہ کیسی بیہودہ بات ہے جو حسین احمد نے دیوبند سے کہی!
منبر پر گیت گایا کہ قوم وطن سے ہے۔
محمدِ عربیؐ کے مقام سے کیسا بیخبر ہے!
اپنے آپ کو مصطفےٰؐ تک پہنچاؤ کہ دین بس وہی ہے،
اگر نہ پہنچ سکے تو پھر تمام بولہبی ہے۔

حسین احمدؐ

عجم ہنوز نداند رموزِ دیں ورنہ
ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است
سرود برسرِ منبر کہ ملّت از وطن است
چہ بیخبر ز مقامِ محمدِؐ عربی است!
بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر با اُو نرسیدی تمام بولہبی است

یوں وقت نے اُس مقدمے کا فیصلہ بھی کر دیا جو اِکہتر برس پہلے علیگڑھ اور دیوبند کے درمیان قوم کے ضمیر کی عدالت میں پیش ہوا تھا۔ سرسید احمد خاں کی فکر سے علامہ اقبال کا مسلم ریاست کا تصور برآمد ہوا تھا۔ سید کے قائم کیے ہوئے علیگڑھ کالج نے، جو اَب یونیورسٹی تھا، چند ہی برس بعد اس ریاست کے قیام کی جدوجہد میں ''اسلحہ خانہ'' کا کردار اَدا کرنا تھا۔

سید پر مغرب سے مرعوبیت کا الزام لگانے والوں کی آستینوں سے سیکولرازم کا یہ بُت برآمد ہوا جسے علامہ اقبال تاریخ کے چوراہے پر پاش پاش کر رہے تھے۔

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

☆

۹ مارچ کو احسان میں مولانا حسین احمد مدنی کے جواب میں وہ مضمون شائع ہوا جسے چودھری محمد حسین نے علامہ اقبال کی طرف سے لکھا تھا۔

Statement on Islam and Nationalism in Reply to a Statement of Maulana Husain Ahmad

[Excerpt]

That part of Maulana Husain Ahmad's statement in which he has asked the Editor of the *Ehsan* to produce an authority in support of the view that the millat of Islam is founded upon human dignity and brotherhood, must surprise many Muslims. To me, however, it has not come as a surprise, because, like misfortune, error too never comes alone. When a Muslim's mind and heart are over-powered by that idea of nationalism which the Maulana is preaching, then it is inevitable that various kinds of doubts should arise in his mind concerning the foundation of Islam. From nationalism thoughts naturally move towards the idea that mankind has been so sharply divided into nations that it is impossible to bring about unity among them. This second error which arises from nationalism gives birth to the conception of the relativity of religions, i.e. the religion of a land belongs to that land alone and does not suit the temperaments of other nations. This third error must inevitably lead to irreligiousness and scepticism.

This is the psychological analysis of that unfortunate Muslim who becomes a victim of spiritual paralysis. So far as the question of authority is concerned, the whole of the Quran is an authoritative verdict for it. There should be no misunderstanding about the words "dignity of man". In Islamic thought these words mean that higher reality which has been vested in the heart and conscience of man, i.e. his inner structure derives itself from the immutable divine law, and that his dignity depends for its continuance and preservation upon that yearning for the Unity of God which permeates his whole being.

The history of man is an infinite process of mutual conflicts, sanguine battles and civil wars. In these circumstances can we have among mankind a constitution, the social life of which is based upon peace and security? The

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

Quran's answer is: Yes, provided man takes for his ideal the propagation of the Unity of God in the thoughts and actions of mankind. The search for such an ideal and its maintenance is no miracle of political manoeuvering: it is a peculiar greatness of the Holy Prophet that the self-invented distinctions and superiority complexes of the nations of the world are destroyed and there comes into being a community which can be styled [a nation submissive to Thee] and and to whose thoughts and actions the divine dictate [witnesses against mankind] justly applies.

The truth is that in the mind of Maulana Husain Ahmad and others who think like him, the conception of nationalism in a way has the same place which the rejection of the Finality of the Holy Prophet has in the minds of Qadianis. The upholders of the idea of nationalism, in other words, say that, in view of the present-day needs, it is necessary for the Muslim community to take up a position in addition to what the divine law has prescribed and defined for them for all time to come in the same way in which the Qadiani view, by inventing a new prophethood, directs the Qadiani thought into a channel which ultimately leads to the denial of the perfection and consummation of prophethood in Muhammad. Prima face, nationalism is a political concept while the Qadiani denial of the Finality of Muhammad is a theological question, but between the two there exists a deep inner relationship which can be clearly demonstrated only when a Muslim historian gifted with acute insight, compiles a history of Indian Muslims with particular reference to the religious thought of some of their apparently energetic sects.

Sherwani

☆

حضرتِ انسان

جہاں میں دانش و بینش کی ہے کس درجہ ارزانی
کوئی شے چھپ نہیں سکتی کہ یہ عالَم ہے نورانی
کوئی دیکھے تو ہے باریک فطرت کا حجاب اتنا

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

نمایاں ہیں فرشتوں کے تبسّم ہائے پنہانی
یہ دنیا دعوتِ دیدار ہے فرزندِ آدم کو
کہ ہر مستور کو بخشا گیا ہے ذوقِ عُریانی
یہی فرزندِ آدم ہے کہ جس کے اشکِ خُونیں سے
کِیا ہے حضرتِ یزداں نے دریاؤں کو طوفانی
فلک کو کیا خبر یہ خاکداں کس کا نشیمن ہے
غرض انجم سے ہے کس کے شبستاں کی نگہبانی
اگر مقصودِ کُل مَیں ہُوں تو مجھ سے ماورا کیا ہے
مرے ہنگامہ ہائے نَو بہ نَو کی انتہا کیا ہے؟

☆

اس برس مارچ میں شائع ہونے والی ایک کتاب اقبال کے ذخیرۂ کتب میں شامل تھی:

John Subhan. *Sufism, Its Saints and Shrines – An Introduction to the Study of Sufism with Special Reference to India*. Lucknow Publishing House, Lucknow

Muhammad Siddique (1983), p.50

اسی برس شائع ہونے والی ایک اور کتاب بھی اِقبال کے ذخیرۂ کتب میں شامل ہوئی تھی:

Henri Masse. *Islam: translated from French by Halide Edib.* Putmans, New York

Muhammad Siddique (1983), p.54

ذخیرۂ کتب میں بعض کتابیں ایسی تھیں جن کی تاریخِ اشاعت معلوم نہیں:

C. W. Saleeby. *Sociology*. T.C. & E.C. Jack, London

F. W. Thieme (editor). *Black's New and Complete German Dictionary*. Alexander Black, London

Collum. *The Dance of Civa: Life's Unity and Rhythm.* Kegan Paul, London

R. Tagore. *Stories from Tagore*. Macmillan, Calcutta

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

Heinrich Heine (edited by Havelock Ellis). *The Prose Writings of H. H.* Walter Scott, London

Muhammad Siddique (1983)

☆

ارمغانِ حجاز نومبر ۱۹۳۸ء میں شائع ہوئی۔

رفیع الدین ہاشمی (۱۹۸۲-۲۰۰۱)، ص ۳۷

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

ضمیمہ ۱

علامہ اقبال کی بیاضیں اور مسودات

علامہ اقبال میوزیم (جاوید منزل) لاہور میں اقبال کی قلمی بیاضیں اور مسودات موجود ہیں۔ فوٹو کاپی اقبال اکادمی پاکستان (لاہور) کی لائبریری میں ہے۔ عنقریب اکادمی کی وَیب سائٹ (www.allamaiqbal.com) پر دستیاب ہوں گی۔ ان میں سے جن بیاضوں کا ذکر حواشی میں کیا جا رہا ہے اُن کا مختصر تعارف درج ذیل ہے۔

۱ بیاض بال جبریل

۲ مسودہ بال جبریل

۳ بیاض مثنوی مسافر

۴ بیاض اول ضرب کلیم

۵ بیاض دوم ضرب کلیم

۶ مسودہ ضرب کلیم

۷ مسودہ پس چہ باید کرد

۸ بیاض ارمغان حجاز

۱۔ بیاض بال جبریل

علامہ اقبال میوزیم کے کیٹلاگ میں اس کا نمبر شمار

عنوان	پہلا مصرعہ	بال جبریل میں عنوان
سوال	اگر معروف و عارف ذات پاک است	زبور عجم:
شیر اور خچر	ساکنان دشت و صحرا میں ہے تو سب سے الگ	شیر اور خچر
چیونٹی اور عقاب	میں پائمال و خوار و پریشان و دردمند	چیونٹی اور عقاب
دعا (بحالت درد گردہ)	دہ مرا فرصت ہو حق دو سہ روزے دگر	x
	صبا بگوے بافغان کوہسار از من	x
(ا) غزل	اپنی جولانگہ زیر آسماں سمجھا تھا میں	

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

محمد علیؒ	یک نفس جان نزار او تپید اندر فرنگ	-
نصیحت	بچۂ شاہیں سے کہتا تھا عقاب سالخورد	نصیحت
ایک جوان کے نام	ترے صوفے ہیں افرنگی ترے قالین ایرانی	ایک جوان کے نام
مریض اور طبیب [قلمزد]	کھلی میں مری آنکھیں تن بدن بیدار ہے میرا [قلمزد]	-
فرشتوں کا گیت (آدم کے بہشت سے رخصت ہونے کے وقت) [قلمزد]/ روح ارضی آدم کا استقبال کرتی ہے [قلمزد]		
	کھول آنکھ! زمیں دیکھ، فلک دیکھ، فضا دیکھ [قلمزد]	
تمہید [قلمزد]	ہوا خیمہ زن کاروانِ بہار [صرف آٹھ اشعار، وہ بھی قلمزد]	ساقی نامہ
الارض للہ [قلمزد: ملکیت زمین]	پالتا ہے بیج کو مٹی کی تاریکی میں کون؟	الارض للہ
دعا [قلمزد: عشق/زندگی]	کیا عشق ایک زندگیٔ مستعار کا!	
-	برتر ہے مہر و ماہ و ثریا سے شانِ مرد [قلمزد]	-
(۲) غزل	یوں ہاتھ نہیں آتا وہ گوہر یکدانہ!	
۳ فقر	اک فقر سکھاتا ہے صیاد کو نخچیری	
دین و سیاست [قلمزد: ملک و دیں]	کلیسا کی بنیاد رہبانیت تھی	دین و سیاست
غزل [قلمزد: لندن/فرنگ]	نہ چھوٹے مجھ سے لندن میں آدابِ سحر خیزی	
۵ [قلمزد: ۴] غزل	ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق	
۶ [قلمزد: ۵] غزل	اس پیکر خاکی میں اک شے ہے سو وہ تیری	
۷ [قلمزد: ۶] غزل	ہوا نہ زور سے اس کے کوئی گریباں چاک	
(۷) غزل	رہا نہ حلقۂ صوفی میں سوز مشتاقی	
(۸) غزل	دیا ہے میں نے انہیں ذوق آتش آشامی	
(۹) غزل	ضمیر لالہ مے لعل سے ہوا لبریز	
مسولینی	ندرتِ فکر و عمل کیا شے ہے؟ ذوقِ انقلاب	
(۱۰) غزل	وہی میری کم نصیبی وہی تیری بے نیازی	
(۱۱) غزل	حادثہ وہ جو ابھی پردۂ افلاک میں ہے	
(۱۲) غزل	تجھے یاد کیا نہیں ہے مرے دل کا وہ زمانہ	
(۱۳) غزل	یہ خویش بازی وہ مہرہ بازی! [تبدیلی: نے مہرہ باقی نے مہرہ بازی]	
(۱۴) غزل	مکتبوں میں کبھی رعنائی افکار بھی ہے؟	

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

۱۵غزل خودی ہو علم سے محکم تو غیرت جبریل

غزل (۱۵) متاع بے بہا ہے درد و سوز آرزو مندی

غزل (۱۷) نہ تخت و تاج میں نے لشکر و سپاہ میں ہے

غزل (۱۸) مٹا دیا مرے ساقی نے عالمِ من و تو

فلسفہ و مذہب [قلمزد: غزل (۲۲)/حکیم و عارف] اپنے وطن میں ہوں کہ غریب الدّیار ہوں

غزل (۲۰) ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں [قلمزد: جہاں اس سے خوشتر ابھی اور بھی ہیں]

غزل (۱۹) تازہ پھر دانش حاضر نے کیا سحر قدیم

غزل (۲۱) (کابل میں لکھے گئے) مسلماں کے لہو میں ہے سلیقہ دلنوازی کا

غزل (۲۲) لا پھر اک بار وہی بادہ و جام اے ساقی

لینن (خدا کے حضور میں) اے انفس و آفاق میں پیدا ترے آیات

فرشتوں کا گیت عقل ہے بے زمام ابھی عشق ہے بے مقام ابھی

فرمان خدا (فرشتوں سے) اٹھو مری دنیا کے غریبوں کو جگا دو

غزل (۲۳) یہ پیرانِ کلیسا و حرم! اے وائے مجبوری!

(۲۴) دگرگوں ہے جہاں تاروں کی گردش تیز ہے ساقی

(۲۵) فطرت کو خرد کے روبرو کر

(۲۶) نہ ہو طغیانِ مشتاقی تو میں رہتا نہیں باقی

(۲۷) مجھے آہ و فغان نیم شب کا پھر پیام آیا

(۲۸) جب عشق سکھاتا ہے آداب خود آگاہی

(۲۹) جو مشکل اب ہے یارب پھر وہی مشکل نہ بن جائے

(۳۰) سورج بُنتا ہے تارِ زر سے

ابوالعلا معری کہتے ہیں کبھی گوشت نہ کھاتا تھا معری

(۲۱) خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے

نپولین کے مزار پر راز ہے راز ہے تقدیر جہان تگ و تاز

جاوید کے نام/لندن میں اس کے ہاتھ کا لکھا ہوا پہلا خط آنے پر دیار عشق میں اپنا مقام پیدا کر

۳۴/ قرطبہ میں لکھے گئے یہ حوریان فرنگی دل و نظر کا حجاب

۳۵/ یورپ میں لکھے گئے خرد نے مجھکو عطا کی نظر حکیمانہ

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

۳۲ اعجاز ہے کسی کا یا گردشِ زمانہ

۳۶/فرانس میں لکھے گئے ڈھونڈ رہا ہے فرنگ عیشِ جہاں کا دوام

۲۷/لندن میں لکھے گئے تو ابھی رہگزر میں ہے قیدِ مقام سے گزر

ہسپانیہ/(ہسپانیہ کی سرزمین میں لکھے گئے)/(واپس آتے ہوئے) ہسپانیہ تو خونِ مسلماں کا امیں ہے

عبدالرحمٰن اول کا بویا ہوا کھجور کا پہلا درخت... میری آنکھوں کا نور ہے تو

قید خانے میں معتمد کی فریاد اک فغان بے شرر سینے میں باقی رہ گئی

مسجد قرطبہ/(ہسپانیہ کی سرزمین بالخصوص قرطبہ میں لکھے گئے) سلسلہ روز و شب نقش گر حادثات

محبت شہید محبت نہ کافر نہ غازی

دعا/مسجد قرطبہ میں لکھی گئی ہے یہی میری نماز ہے یہی میرا وضو

۳۸ ہر شے مسافر ہر چیز راہی

۳۹ یہ عالم گل یہ عالم دل –

۴۰ ہر چیز ہے محو خود نمائی

۴۱ کی حق سے فرشتوں نے اقبال کی غمازی

۴۲ خرد میں نور ترا دل میں ہے سرور ترا [قلمزد] –

۴۰[قلمزد] اٹھ کہ خورشید کا سامان سفر تازہ کریں

۱۴ عرب کے سوز میں ساز عجم ہے

۱۵ یقیں مثلِ خلیل آتش نشینی

۱۶ خودی کی خلوتوں میں گم رہا میں

۱۷ پریشاں کاروبار آشنائی

۱۸ حرم ہوں یا حرم کا آستاں ہوں

۱۹ مرے سینے میں تھا سویا ہوا دل [قلمزد] –

۲۰[قلمزد] دل دریا میں گم ہو کر اچھل جا

۲۰ ظلام بحر میں کھو کر سنبھل جا

۱ سوار ناقہ و محمل نہیں میں

۲ ترے سینے میں دم ہے دل نہیں ہے

۳ خدائی اہتمام خشک و تر ہے

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

۴ وہ میرا رونق محفل کہاں ہے

۵[قلمزد] ہر اک ذرہ میں ہے شاید مکیں دل[قلمزد]

۶ جمال عشق و مستی نے نوازی

۷ خودی کی جلوتوں میں مصطفائی

۸ نگہ الجھی ہوئی ہے رنگ و بو میں

۹ نہ مومن ہے نہ مومن کی امیری

۱۰ جوانوں کو مری آہ سحر دے

۱۱ ترے شیشے میں مے باقی نہیں ہے

۱۲ ترا اندیشہ افلاکی نہیں ہے

۱۳ کوئی دیکھے تو مری نے نوازی

- ہر اک ذرہ میں ہے شاید مکیں دل[مکرر][قلمزد]

۴۲ اثر کرے نہ کرے سن تو لے مری فریاد

۴۳ کرینگے اہل نظر تازہ بستیاں آباد

۴۴ افلاک سے آتا ہے نالوں کا جواب آخر

۴۵ تو اے اسیر مکاں لامکاں سے دُور نہیں

۴۶ نگاہ فقر میں شان سکندری کیا ہے

۴۷ نہ تو زمیں کے لیے ہے نہ آسماں کے لیے

۴۸(جاوید کے نام) خودی کے ساز میں ہے عمر جاوداں کا سراغ

۴۹ چرخ ہے کج خرام ابھی اور ستارہ خام ابھی[قلمزد]

۵۶ یہ کون غزلخواں ہے پرسوز و نشاط انگیز

۵۰ خرد کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں

۵۳ یہ پیام دے گئی ہے مجھے باد صبحگاہی

۵۵ تری نگاہ فرومایہ ہاتھ ہے کوتاہ

۵۱ خودی وہ بحر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں

۵۲ عقل گو آستاں سے دور نہیں

۵۴ کمالِ ترک نہیں آب و گل سے مجوری

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

۶۹	نمود اس کی نمود تیری! نمود تیری نمود اس کی!	–
زمین و زمانہ	–	
زمین [قلمزد]	جہاں مرے اسرار سے بے خبر ہے [قلمزد]	
زمانہ	جو تھا نہیں ہے، جو ہے نہ ہوگا، یہی ہے اک حرف محرمانہ	زمانہ
فرشتے آدم کو جنت سے رخصت کرتے ہیں	عطا ہوئی ہے تجھے روز وشب کی بیتابی	
روح ارضی آدم کا استقبال کرتی ہے	کھول آنکھ زمیں دیکھ فلک دیکھ فضا دیکھ	
–	غافل! مری نوائے پریشاں میں ڈوب جا	
–	اگر کجرو ہیں انجم آسماں تیرا ہے یا میرا؟	
خوشحال خاں کی وصیت	محبت مجھے ان جوانوں سے ہے [قلمزد: محبت ہے آفریدیوں سے مجھے]	
خطاب بہ فرزند آدم	تری نے میں ہے نغمہ جبرئیل	
–	تری نظر میں ہیں تمام مرے گزشتہ روز وشب	

۲۔ مسودہ بال جبریل

علامہ اقبال میوزیم کے کیٹلاگ میں اس کا نمبر شمار

عنوان	پہلا مصرع
بال جبریل [قلمزد: نشانِ منزل]	اٹھ کہ خورشید کا سامانِ سفر تازہ کریں
x	[اشاعتِ اول ۱۹۳۴...]
x	پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	x
۱	میری نوائے شوق سے شور حریمِ ذات میں
۲	اگر کج رَو ہیں انجم، آسماں تیرا ہے یا میرا؟
۳	گیسوئے تابدار کو اور بھی تابدار کر
۴	اثر کرے نہ کرے، سُن تو لے مری فریاد
۵ [قلمزد: دعا]	کیا عشق ایک زندگیِ مستعار کا
۶	پریشاں ہو کے میری خاک آخر دِل نہ بن جائے!
۷	دِگرگُوں ہے جہاں، تاروں کی گردش تیز ہے ساقی

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

۸ لا پھر اک بار وہی بادہ و جام اے ساقی!

۹ مِٹا دیا مرے ساقی نے عالمِ من و تُو

۱۰ متاعِ بے بہا ہے درد و سوزِ آرزومندی

۱۱ تجھے یاد کیا نہیں ہے مرے دل کا وہ زمانہ

۱۲ ضمیرِ لالہ مئے لعل سے ہُوا لب ریز

۱۳ وہی میری کم نصیبی، وہی تیری بے نیازی

۱۴ اپنی جولاں گاہ زیرِ آسماں سمجھا تھا میں [ہدایت برائے کاتب: (ایک مصرع دوسرے مصرع کے نیچے لکھو نہ بالمقابل]

۱۵ اک دانشِ نورانی، اک دانشِ بُرہانی

۱۶ یارب! یہ جہانِ گزراں خوب ہے لیکن

۱ سما سکتا نہیں پہنائے فطرت میں مرا سودا [حصوں کی تقسیم کی گئی ہے]

۲ یہ کون غزل خواں ہے پُرسوز و نشاط انگیز

۳ وہ حرفِ راز کہ مجھ کو سکھا گیا ہے جنُوں

۴ عالمِ آب و خاک و باد، سرِّ عیاں ہے تُو کہ میں

۵ (لندن میں لکھے گئے) تُو ابھی رہ گزر میں ہے، قیدِ مقام سے گزر

۶ امینِ راز ہے مردانِ حُر کی درویشی

۷ پھر چراغِ لالہ سے روشن ہُوئے کوہ و دمن

۸ (کابل میں لکھے گئے) مسلماں کے لہُو میں ہے سلیقہ دل نوازی کا

۹ عِشق سے پیدا نوائے زندگی میں زیر و بم

۱۰ دِل سوز سے خالی ہے، نِگہ پاک نہیں ہے

۱۱ ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دِل کی رفیق

۱۲ پُوچھ اس سے کہ مقبول ہے فطرت کی گواہی

۱۳ (یہ حوریانِ فرنگی دل ونظر کا حجاب] یہ حوریانِ فرنگی، دِل ونظر کا حجاب

۱۴ دلِ بیدار فاروقی، دلِ بیدار کرّاری

۱۵ خودی کی شوخی و تُندی میں کِبر و ناز نہیں

۱۶ میرِ سپاہ ناسزا، لشکریاں شکستہ صف

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

۱۷ (یورپ میں لکھے گئے) زمستانی ہوا میں گرچہ تھی شمشیر کی تیزی
۱۸ یہ دیرِ کُہن کیا ہے؟ انبارِ خس و خاشاک
۱۹ کمالِ تَرک نہیں آب و گِل سے مہجوری
۲۰ عقل گو آستاں سے دُور نہیں
۲۱ خودی وہ بحر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں
۲۲ یہ پیام دے گئی ہے مجھے بادِ صبح گاہی
۲۳ تری نگاہ فرومایہ، ہاتھ ہے کوتاہ
۲۴ خِرد کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں
۲۵ نگاہِ فقر میں شانِ سکندری کیا ہے
۲۶ نہ تُو زمیں کے لیے ہے نہ آسماں کے لیے
۲۷ تُو اے اسیرِ مکاں! لامکاں سے دُور نہیں
۲۸ (یورپ میں لکھے گئے) خِرد نے مجھ کو عطا کی نظر حکیمانہ
۲۹ افلاک سے آتا ہے نالوں کا جواب آخر
۳۰ ہر شے مسافر، ہر چیز راہی
۳۱ ہر چیز ہے محوِ خودنُمائی
۳۲ اعجاز ہے کسی کا یا گردشِ زمانہ
۳۳ خردمندوں سے کیا پُوچھوں کہ میری ابتدا کیا ہے
۳۴ جب عشق سکھاتا ہے آدابِ خود آگاہی
۳۵ مجھے آہ و فغانِ نیم شب کا پھر پیام آیا
۳۶ نہ ہو طُغیانِ مشتاقی تو مَیں رہتا نہیں باقی
۳۷ فطرت کو خرد کے رُوبرو کر
۳۸ یہ پیرانِ کلیسا و حرم، اے وائے مجبوری
۳۹ تازہ پھر دانشِ حاضر نے کیا سحرِ قدیم
۴۰ ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
۴۱ (فرانس میں لکھے گئے) ڈھونڈ رہا ہے فرنگ عیشِ جہاں کا دوام
۴۲ خودی ہو علم سے محکم تو غیرتِ جبریل

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

۴۳ مکتبوں میں کہیں رعنائیِ افکار بھی ہے؟

۴۴ حادثہ وہ جو ابھی پردۂ افلاک میں ہے

۴۵ رہا نہ حلقۂ صوفی میں سوزِ مشتاقی

۴۶ ہُوا نہ زور سے اس کے کوئی گریباں چاک

۴۷ یوں ہاتھ نہیں آتا وہ گوہرِ یک دانہ

۴۸ نہ تخت و تاج میں نے لشکر و سپاہ میں ہے

۴۹ فطرت نے نہ بخشا مجھے اندیشۂ چالاک

۵۰ کریں گے اہلِ نظر تازہ بستیاں آباد

۵۱ کی حق سے فرشتوں نے اقبالؔ کی غمّازی

۵۲ نے مُہرہ باقی نے مُہرہ بازی

۵۳ گرمِ فُغاں ہے جرَس، اُٹھ کہ گیا قافلہ

۵۴ مِری نَوا سے ہوئے زندہ عارف و عامی

۵۵ ہر اک مقام سے آگے گزر گیا مہِ نَو

۵۶ [قلمزد] تھا جہاں مدرسۂ شیری و شہنشاہی [قلمزد]

۵۶ [پہلے ۵۷ لکھ کر اسے کاٹا گیا] کھو نہ جا اس سَحر و شام میں اے صاحبِ ہوش [حاشیے میں اضافہ کیے گئے]

۵۷ [پہلے ۵۸ لکھ کر اسے کاٹا گیا] تھا جہاں مدرسۂ شیری و شاہنشاہی

۵۸ [۵۹ لکھ کر اُسے کاٹا گیا ہے] ہے یاد مجھے نکتۂ سلمانِ خوش آہنگ

۵۹ [پہلے ۶۰ لکھا گیا] فقر کے ہیں معجزات تاج و سریر و سپاہ

۶۰ [پہلے ۶۱ لکھا گیا] کمالِ جوشِ جنُوں میں رہا مَیں گرمِ طواف

۶۱ شعور و ہوش و خرد کا معاملہ ہے عجیب [ہدایت برائے کاتب: غزل کے حصہ دوئم میں کسی جگہ لکھے]

دُعا/ مسجد قرطبہ میں لکھی گئی ہے یہی میری نماز ہے یہی میرا وضو

مسجدِ قُرطبہ/ (ہسپانیہ کی سرزمین بالخصوص قرطبہ میں لکھی گئی) سلسلۂ روز و شب نقش گرِ حادثات

قید خانہ میں معتمد کی فریاد اک فغانِ بے شرر سینے میں باقی رہ گئی

عبدالرّحمٰن اوّل کا بویا ہُوا کھجور کا پہلا درخت سرزمینِ اندلس میں میری آنکھوں کا نور ہے تو [حاشیے میں: ''ایک مصرعہ دوسرے کے مقابل'']

ہسپانیہ/ (ہسپانیہ کی سرزمین میں لکھے گئے)/ (واپس آتے ہوئے) ہسپانیہ تو خونِ مسلماں کا امیں ہے
طارق کی دُعا (اندلس کے میدانِ جنگ میں) یہ غازی یہ تیرے پراسرار بندے [حاشیے میں: ''ایک مصرع دوسرے کے مقابل]
پنجاب کے پیرزادوں سے [قلمزد] حاضر ہوا میں شیخِ مجدد کی لحد پر [پوری نظم لکھ کر قلمزد کی گئی ہے]
لینن/ (خدا کے حضور میں) اے انفس و آفاق میں پیدا ترے آیات
فرشتوں کا گیت عقل ہے بے زمام ابھی
فرمانِ خدا/ (فرشتوں سے) اٹھو مری دنیا کے غریبوں کو جگا دو
ذوق وشوق/ (ان اشعار میں سے اکثر فلسطین میں لکھے گئے) 'دریغ آمدم زاں ہمہ بوستاں
[ایک صفحہ گم ہے۔ اس پر پروانہ اور جگنو رہی ہوگی]
جاوید کے نام خودی کے ساز میں ہے عمرِ جاوداں کا سراغ
گدائی [قلمزد: ''خراج''] میکدے میں ایک دن اک رندِ زیرک نے کہا
مُلّا اور بہشت میں بھی حاضر تھا وہاں ضبطِ سخن کر نہ سکا
دِین وسیاست کلیسا کی بنیاد رہبانیت تھی [حاشیے میں: ''ایک مصرع دوسرے کے مقابل'']
الارضُ للہ پالتا ہے بیج کو مٹی کی تاریکی میں کون [حاشیے میں: ''ایک مصرع دوسرے کے نیچے'']
ایک نوجوان کے نام ترے صوفے ہیں افرنگی ترے قالین ایرانی
نصیحت بچۂ شاہیں سے کہتا تھا عقابِ سالخورد
لالۂ صحرا یہ گنبدِ مینائی! یہ عالمِ تنہائی!
ساقی نامہ ہوا خیمہ زن کاروانِ بہار [حاشیے میں: ''ایک مصرع دوسرے کے مقابل'']
زمانہ جو تھا نہیں ہے جو ہے نہ ہوگا، یہی ہے اک حرفِ محرمانہ!
فرشتے آدم کو جنت سے رخصت کرتے ہیں عطا ہوئی ہے تجھے روز وشب کی بیتابی
رُوحِ ارضی آدم کا استقبال کرتی ہے کھول آنکھ زمیں دیکھ فلک دیکھ فضا دیکھ!
پیرومُرید مریدِ ہندی/ اے امامِ عاشقانِ دردمند
جبرئیل وابلیس جبرئیل/ ہمدمِ دیرینہ کیسا ہے جہانِ رنگ وبو!
اذان اک رات ستاروں سے کہا نجمِ سحر نے
محبت شہیدِ محبت نہ کافر نہ غازی
جاوید کے نام/ (لندن میں اس کے ہاتھ کا لکھا ہوا پہلا خط آنے پر) دیارِ عشق میں اپنا مقام پیدا کر

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

فلسفہ و مذہب	یہ آفتاب کیا یہ سپہرِ بریں ہے کیا
یورپ سے ایک خط	ہم خوگرِ محسوس ہیں ساحل کے خریدار
نپولین کے مزار پر	راز ہے راز ہے تقدیرِ جہانِ تگ و تاز
مسولینی	ندرتِ فکر و عمل کیا شے ہے؟ ذوقِ انقلاب!
پنجاب کے دہقان سے	بتا کیا تری زندگی کا ہے راز
نادر شاہ افغان [قلمزد: حبِ وطن]	حضورِ حق سے چلا لے کے لولوئے لالا
خوشحال خاں کی وصیّت	قبائل ہوں ملت کی وحدت میں گم
تاتاری کا خواب	کہیں سجادہ و عمامہ رہزن
حال و مقام	دل زندہ و بیدار اگر ہو تو بتدریج [صرف پہلا مصرع، بظاہر اشارۃً]
ابوالعلامعرّی	کہتے ہیں کبھی گوشت نہ کھاتا تھا معری

سنیما [صرف نظم کا نام حاشیے میں درج ہے، بظاہر اشارۃً]

پنجاب کے پیرزادوں سے	حاضر ہوا میں شیخِ مجدد کی لحد پر
سیاست	اس کھیل میں تعیینِ مراتب ہے ضروری [صرف پہلا مصرع حاشیے میں درج ہے، بظاہر اشارۃً]
فقر	اک فقر سکھاتا ہے صیاد کو نخچیری
جدائی	سورج بُنتا ہے تارِ زر سے [حاشیے میں: "ایک دوسرے کے مقابل"]
خانقاہ	رمز و ایما اس زمانے کے لیے موزوں نہیں [صرف پہلا مصرع حاشیے میں، بظاہر اشارۃً]
۲۳	ترے شیشے میں مے باقی نہیں ہے؟ [حاشیے میں: "خدا/حصہ اول"]
۲۱	دلوں کو مرکزِ مہر و وفا کر [حاشیے میں: "حصہ اول"]
۲۰	جوانوں کو مری آہِ سحر دے [حاشیے میں: "حصہ اول"]
۱۱	نہ مومن ہے نہ مومن کی امیری [قلمزد بمعہ حاشیہ: "حصہ دویم"]
۱۹	تری دنیا جہانِ مرغ و ماہی [حاشیہ: "حصہ اول"]
۱۸	خدائی اہتمامِ خشک و تر ہے [حاشیہ: "حصہ اول"]

[بظاہر کاتب کے لیے ہدایت درج ہے: "نمبر ۱ تا ۲۲ غزلیات کے حصہ دویم میں" اور "نمبر ۱۸-۲۳ غزلیات کے حصہ اول میں"]

۲	ظلام بحر میں کھو کر سنبھل جا [حاشیہ: حصہ دویم]
۱	رہ و رسمِ حرم نامحرمانہ [حاشیہ: حصہ اول]

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

۳	مکانی ہوں کہ آزادِ مکاں ہوں [قلمزد: حرم ہوں یا حرم کا آستاں ہوں] [حاشیہ: ''حصہ دویم''
۵	خودی کی خلوتوں میں گم رہا میں [حاشیہ: ''حصہ دویم'']
۴	پریشاں کاروبارِ آشنائی [حاشیہ: ''حصہ دویم'']
۶	یقیں مثلِ خلیل آتش نشینی! [حاشیہ: ''حصہ دویم'']
۷	عرب کے سوز میں سازِ عجم ہے [حاشیہ: ''حصہ دویم'']
۹	کوئی دیکھے تو میری نَے نوازی [حاشیہ: ''حصہ دویم'']
۸	ہر اک ذرہ میں ہے شاید مکیں دل [حاشیہ: ''حصہ دویم'']
۱۵	ترا اندیشہ افلاکی نہیں ہے [حاشیہ: ''حصہ دویم'']
۱۱	نہ مومن ہے نہ مومن کی امیری [حاشیہ: ''حصہ دویم'']
۱۹	تری دنیا جہانِ مرغ و ماہی [حاشیہ: ''حصہ اول''] [قلمزد]
۱۳	خودی کی جلوتوں میں مصطفائی [حاشیہ: ''حصہ دویم'']
۱۲	نگہ اُلجھی ہوئی ہے رنگ و بو میں [حاشیہ: ''حصہ دویم'']
۱۴	جمالِ عشق و مستی نَے نوازی [حاشیہ: ''حصہ دویم'']
۱۵	وہ میرا رونقِ محفل کہاں ہے [حاشیہ: ''حصہ دویم'']
۲۰	چمن میں رختِ گل شبنم سے تر ہے [حاشیہ: ''حصہ دویم''] [قلمزد]
۲۱	خودی کے زور سے دنیا پہ چھا جا [حاشیہ: ''حصہ دویم''] [قلمزد]
۲۲	خرد سے راہرو روشن بصر ہے [حاشیہ: ''حصہ دویم''] [قلمزد]
حصہ دویم	دمِ عارف نسیمِ صبحدم ہے
۱۶	ترے سینے میں دم ہے دل نہیں ہے [حاشیہ: ''حصہ دویم'']
۲۰	چمن میں رختِ گل شبنم سے تر ہے [حاشیہ: ''حصہ دویم'']
۲۱	خودی کے زور سے دنیا پہ چھا جا [حاشیہ: ''حصہ دویم'']
۲۲	خرد سے راہرو روشن بصر ہے [حاشیہ: ''حصہ دویم'']
حصہ دویم	دمِ عارف نسیمِ صبحدم ہے [قلمزد]

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

۳۔ بیاض مثنوی مسافر

علامہ اقبال میوزیم کے کیٹلاگ میں اس کا نمبر شمار

عنوان	پہلا مصرعہ
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم [''مثنوی مسافر'' اور ''سیاحت چند روزہ افغانستان لکھ کر کاٹا گیا ہے]	نادرِ افغاں شہِ درویش خو
برمزار شہنشاہ بابر خلد آشیانی	بیا کہ سازِ فرنگ از نوا بر اُفتاد است
سفرِ غزنی وزیارتِ مزارِ حکیم سنائیؒ	از نواز شہائے سلطانِ شہید
رُوحِ حکیم سنائی از بہشت جواب می دہد	رزادانِ خیر و شر گشتم زفقر
برمزار سلطان محمود علیہ الرحمۃ	خیز داز دل نالہ ہا بے اختیار
مناجات مردِ شوریدہ در ویرانہ غزنی	لالہ بہرِ یک شعاعِ آفتاب
قندھار وزیارتِ خرقۂ مبارک	قندہار آں کشورِ مینو سواد
غزل	از دیرِ مغاں آیم بے گردشِ صہبا مست
x	خرقۂ آں ''برزخ لا یبغیان''
برمزار احمد شاہ بابا علیہ الرحمۃ موسس ملت افغانیہ [''موسس افغانستان'' لکھ کر کاٹا گیا]	تربتِ آں خسروِ روشن ضمیر
خطاب بہ پادشاہ اسلام اعلیٰحضرت ظاہر شاہ ایداللہ بنصرہ	اے قبائے پادشاہی بر تو راست

[آخری صفحے پر متن کے آخر میں ''۱۷ اپریل ۱۹۳۴ء'' لکھ کر کاٹا گیا ہے]

۴۔ بیاض اول ضرب کلیم

علامہ اقبال میوزیم کے کیٹلاگ میں اس کا نمبر شمار۔ اس کے شروع میں کراچی کی دوا فروش کمپنی اور سر فرانسس ینگ ہسبنڈ کے پتے نوٹ کیے گئے ہیں۔ اس کے بعد بیس پچیس صفحوں پر عربی کی کتابوں سے اخذ کیے ہوئے نکات درج ہیں جو غالباً احمدیت کے خلاف مضامین لکھنے کی غرض سے اکٹھے کیے گئے تھے (ان کے درمیان میں لکھے ہوئے بعض اشارات سے یہی ظاہر ہوتا ہے)۔ یہ سب کچھ عربی، اُردو اور انگریزی میں ہے۔ اس کے بعد منظومات درج ہوئی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

عنوان	پہلا مصرعہ	ضرب کلیم میں عنوان
تہدیہ اعلیحضرت	زمانہ با امِم ایشیا چہ کرد و کند	انتساب
امرائے عرب سے (بھوپال)	کرے یہ کافرِ ہندی بھی جراتِ گفتار	امرائے عرب سے
ہندی جمہوریت / بھوپال	غواص تو فطرت نے بنایا ہے مجھے بھی	

صفحہ اول کا ٹائٹل پیج [قلمزد]	یہ سحر جو کبھی فردا ہے کبھی ہے امروز [قلمزد]	
x	نشستہ ایم دریں بحر تا خدا چہ کند [شعر کے نیچے ''شہنشاہ عالمگیرؒ'' درج ہے]	x
صبح (بھوپال)	یہ سحر جو کبھی فردا ہے کبھی ہے امروز [مکرر]	
(بھوپال) / ابلیس کا فرمان اپنے سیاسی فرزندوں کے نام	لا کر فرنگیوں کو سیاست کے پیچ میں [کاٹ کر بدلا گیا ہے]	
بھوپال / ابی سینیا	یورپ کے کرگسوں کو نہیں ہے خبر ابھی	
تقدیر / بھوپال	ابلیس / اے خدائے کن فکاں مجھ کو نہ تھا آدم سے بیر	
مسولینی (اپنے فرنگی حریفوں سے)	مرے سودائے ملوکیت کو ٹھکراتے ہو تم	

۴۔ بیاض دوم ضرب کلیم

علامہ اقبال میوزیم کے کیٹلاگ میں اس کا نمبر شمار

عنوان	پہلا مصرعہ	ضرب کلیم میں عنوان
ضرب کلیم / افکار تازہ / (اعلان جنگ زمانہ حاضر کے خلاف)		
صفحہ اول	جب تک نہ زندگی کے حقائق پہ ہو نظر	
آغاز نومبر ۳۴ء	x	
قطعہ	خودی کو نہ دے سیم و زر کے عوض [قلمزد کر کے لکھا: ''بال جبریل میں درج ہو گئے'']	x
۲ کافر و مومن	کل ساحلِ دریا پہ کہا مجھ سے خضر نے	
۳ شعر	میں شعر کے اسرار سے محرم نہیں لیکن	
۴ صبح چمن	شاید تو سمجھتی تھی وطن دور ہے میرا	
صبح	مانند سحر صحن گلستاں میں قدم رکھ	
دنیا [قلمزد]	مجھ کو بھی نظر آتے ہیں یہ چاند ستارے [قلمزد]	
۵ دنیا	مجھ کو بھی نظر آتی ہے یہ بوقلمونی [مکرر با تغیر]	
۶ عقل و دل	ہر خاکی و نوری پہ حکومت ہے خرد کی	
۷ خوشامد	میں کارِ جہاں سے نہیں آگاہ ولیکن	
۸ موسیقی	وہ نغمہ سردیٔ خونِ غزل سرا کی دلیل	
۵ عورت	طریقِ صوفی و ملاّ بدل گیا لیکن [قلمزد]	x
۹ پردہ	بہت رنگ بدلے سپہرِ بریں نے	

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

۱۰ یورپ اور یہود	تاریک ہے افرنگ مشینوں کے دھوئیں سے
۱۱ تربیت	اہلِ دانش عام ہیں کم یاب ہیں اہلِ نظر
۱۲ ہندی مکتب	اقبال یہاں نام نہ لے علمِ خودی کا
۱۳ اقبال (ٹائٹل پیج)	فردوس میں رومی سے یہ کہتا تھا سنائی
۱۴ مرگِ خودی	خودی کی موت سے مغرب کا اندروں بے نور
۱۵ قُم باذن اللہ	جہاں اگرچہ دگرگوں ہے قُم باذن اللہ
۱۶ مستیِ کردار	صوفی کی طریقت میں فقط مستیِ احوال
۱۷ خودی کی زندگی	خودی ہو زندہ تو ہے فقر بھی شہنشاہی
۱۸ نماز	بدل کے بھیس پھر آتے ہیں ہر زمانے میں
انگریز [قلمزد]	خدائے کون و مکاں! تجھ سے بڑھ گیا انگریز [قلمزد]
۱۹ شکست	مجاہدانہ حرارت رہی نہ صوفی میں
۲۰ برطانیہ	سنا ہے میں نے کہ برطانوی پشیماں ہیں x
۲۱ مشرق	مری نوا سے گریبانِ لالہ چاک ہوا
۲۲ ہندی اسلام	ہے زندہ فقط وحدتِ افکار سے ملت
غلاموں کی تبلیغ [قلمزد]	فاش تر کرتا ہے اے پیرِ حرم تیرا مرض [قلمزد]
وحدت عرب	یہ فلسطینی وہ شامی یہ عراقی وہ عرب [قلمزد]
تورانی تحریک	نسلِ تتری [؟] چینی و عثمانی و روسی [قلمزد]
بلشویک روس	روش قضائے الٰہی کے ہیں عجیب و غریب
[؟] [قلمزد]	عجب نہیں کہ خدا تک تری رسائی ہو [قلمزد]
۲۴ دیباچہ	نہ دیر میں نہ حرم میں خودی کی بیداری
۲۵ جلال و جمال	مری نظر میں یہی ہے جمال و زیبائی
۲۶ مصور	کس درجہ یہاں عام ہوئی مرگِ تخیل
۲۷ ملائے حرم	عجب نہیں کہ خدا تک تری رسائی ہو [قلمزد]
۲۸ افرنگ زدہ نوجوان	ترا وجود سراپا تجلیٔ افرنگ
۲۹ ذوقِ نظر	خودی بلند تھی اس خون گرفتہ چینی کی
۳۰ غزل	نہ میں اعجمی نہ ہندی نہ عراقی و حجازی

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

۳۱ فوّارہ — یہ آبجو کی روانی یہ ہم کناریٔ خاک
۳۲ رومی — غلط نگر ہے تری چشمِ نیم باز اب تک
۳۳ مہمانِ عزیز — پُر ہے افکار سے ان مدرسہ والوں کا ضمیر
۳۴ ایک سوال — کوئی پوچھے حکیمِ یورپ سے
۳۵ خلوت — رسوا کیا اس دور کو جلوت کی ہوس نے
۳۶ مردانِ آزاد — وہی ہے بندۂ حر جسکی ضرب ہے کاری
۳۷ رقص و موسیقی — شعر سے روشن ہے جانِ جبرئیل و اہرمن
خلوت (شہروں کی زندگی) [قلمزد] — آغوشِ صدف جس کے نصیبوں میں نہیں ہے [قلمزد]
امتحان [قلمزد: "سنگریزہ"] — کہا پہاڑ کی ندی نے سنگریزے سے
صلائے عام [قلمزد] — صلائے عام ہے مشرق کے تشنہ کاموں کو
۳۹ طالب علم — خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کر دے
۴۰ تہدید — ترا گناہ ہے اقبال مجلس آرائی
۴۱ نفسیاتِ غلامی — شاعر بھی ہیں پیدا علما بھی حکما بھی
۴۲ نفسیاتِ حاکمی (اصلاحات) [قلمزد: "سرگزشتِ آدم"] — یہ مہر ہے بے مہریٔ صیاد کا پردہ
۴۳ سلطان ٹیپو کی وصیت — تقدیر میں سفر ہو تو منزل نہ کر قبول
۴۴ امامت — تو نے پوچھی ہے امامت کی حقیقت مجھ سے
۴۵ پیرس کی مسجد — مری نگاہ کمالِ ہنر کو کیا دیکھے
۴۶ لا الہ الا اللہ [حاشیے میں: "نظم اول"] — خودی کا سرِّ نہاں لا الہ الا اللہ
۴۷ غلاموں کی نماز (ترکی وفد ہلال احمر لاہور میں) — کہا مجاہدِ ترکی نے مجھ سے بعدِ نماز
۴۸ روحِ بزرگ — اس کی نفرت بھی عمیق اس کی محبت بھی عمیق — مردِ بزرگ
۴۹ لا و اِلا — فضائے نور میں کرتا نہ شاخ و برگ و بر پیدا
۵۰ مہدی — قوموں کی حیات ان کے تخیل پہ ہے موقوف
۵۱ اشاعت اسلام فرنگستان میں — ضمیر اس مدنیت کا دیں سے ہے خالی
۵۲ عالمِ نو — زندہ دل سے نہیں پوشیدہ ضمیرِ تقدیر
۵۳ زمانہ حاضر کا انسان — عشق ناپید و خرد می گزدش صورتِ مار
۵۴ ہنروران ہند — عشق و مستی کا جنازہ ہے تخیل ان کا

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

۵۵ اقوامِ مشرق	نظر آتے نہیں بے پردہ حقائق ان کو
تنسیخِ جہاد	ہے دمبدم تغیرِ احوالِ زندگی میں [قلمزد]
پنجاب کا مسلماں [قلمزد]	ہے خطۂ پنجاب کا کیا سادہ مسلماں [قلمزد]
۵۶ آگاہی	نظر سپہر پہ رکھتا ہے جو ستارہ شناس
۵۷ پنجابی مسلمان	مذہب میں بہت تازہ پسند اس کی طبیعت
۵۸ آج اور کل	وہ کل کے غم و عیش پہ کچھ حق نہیں رکھتا
۵۹ فرنگی تہذیب	فسادِ قلب و نظر ہے فرنگ کی تہذیب
۶۰ نبوت	میں نہ عارف نہ مجدد نہ محدث نہ فقیہ
۶۱ مصلحین مشرق	زمانہ اور ابھی باقی ہے تیری تشنہ کامی کا
۶۲ رقص	چھوڑ یورپ کے لئے رقص بدن کے خم و پیچ
۶۳ مشرق و مغرب/ (وبا)	یہاں مرض کا سبب ہے غلامی و تقلید
۶۴ آدم	طلسمِ بود و عدم جس کا نام ہے آدم
۶۵ دین و ہنر	سرود و شعر و سیاست کتاب و دین و ہنر
۶۶ مسجد قوت الاسلام	ہے مرے سینۂ بے نور میں اب کیا باقی
۶۷ اپنے شعر سے (دیباچے سے پہلے ماٹو) ہے گلہ مجھ کو تری لذتِ پیدائی سے	
۶۸ آزادئ نسواں	تکرار کا ہو خوف تو میں کچھ نہیں کہتا [قلمزد کر کے دوسرا لکھا گیا]
۶۹ مکہ اور جنیوا	اس دور میں اقوام کی صحبت بھی ہوئی عام
۷۰ صوفی	لاہوت سے محروم ہے یہ تارکِ ناسوت
۷۱ نفسیاتِ غلامی	سخت باریک ہیں امراضِ امم کے اسباب
۷۲ اے پیرِ حرم	اے پیرِ حرم رسم و رہِ خانقہی چھوڑ
۷۳ مردِ مسلماں	یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
۷۴ جان و تن	عقل مدت سے ہے اس پیچاک میں الجھی ہوئی
۷۵ فلسطینی عرب سے	زمانہ اب بھی نہیں جس کے سوز سے فارغ
۷۶ تخلیق	خودی کی موت سے مشرق کی سرزمینوں میں
۷۷ خودی کی تربیت	خودی کی پرورش و تربیت پہ ہے موقوف
۷۸ خوب و زشت	ستارگانِ فضاہائے نیلگوں کی طرح

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

۷۹ الہام اور آزادی	ہو بندۂ آزاد اگر صاحبِ الہام
۸۰ نکتۂ توحید	بیاں میں نکتۂ توحید آ تو سکتا ہے
۸۱ تسلیم و رضا	ہر شاخ سے یہ نکتۂ پیچیدہ ہے پیدا
درویشی [قلمزد]	گلہ رکھتا ہوں میں بھی اس مسلماں کُش مسلماں سے
۸۲ فقر و راہبی	کچھ اور چیز ہے شاید تری مسلمانی
۸۳ (بھوپال)/امید	مقابلہ تو زمانے کا خوب کرتا ہوں
۸۴/ (بھوپال) سلطانی	کسے خبر کہ ہزاروں مقام رکھتا ہے
۸۵ تصوف (بھوپال)	یہ حکمتِ ملکوتی یہ علمِ لاہوتی
۸۶ (بھوپال) نگاہ	بہار و قافلۂ لالہ ہائے صحرائی
۸۷ مقصود (بھوپال)	سپنوزا/ نظر حیات پہ رکھتا ہے مردِ دانشمند
۸۶ حکومت (بھوپال)	ہے مریدوں کو تو حق بات گوارا لیکن
۸۹ (بھوپال) وحی [''وحی و الہام'' لکھ کر بدلا گیا]	عقلِ بے مایہ امامت کی سزاوار نہیں
۹۰ ادبیات	عشق اب پیرویٔ عقلِ خداداد کرے
۹۱ عورت	جوہرِ مرد عیاں ہوتا ہے بے منتِ غیر
حجاب [قلمزد]	فروغِ طبعِ نسوانی خود آرائی و پیدائی [قلمزد] x
۹۲ عورت اور تعلیم [''عورت اور تہذیبِ فرنگ'' لکھ کر بدلا گیا]	تہذیبِ فرنگی ہے اگر مرگِ امومت
۹۳ عصرِ حاضر	پختہ افکار کہاں ڈھونڈنے جائے کوئی
۱۹۴ اشتراکیت	قوموں کی روش سے مجھے ہوتا ہے یہ معلوم
۱۹۵ اسلام	روح اسلام کی ہے نورِ خودی نارِ خودی
۹۶ فقر و ملوکیت	فقر جنگاہ میں بے ساز و یراق آتا ہے
۹۷ غزل	دریا میں موتی! اے موجِ بیباک
۹۸ صوفی سے	تری نگاہ میں ہے معجزات کی دنیا
۹۹ حیاتِ ابدی	زندگانی ہے صدف قطرۂ نیساں ہے خودی
کارل مارکس کی آواز [قلمزد]	یہ علم و حکمت کی جستجوئیں یہ عقلِ عیار کی نمایش [قلمزد]
۱۰۰ انقلاب	نہ ایشیا میں نہ یورپ میں سوز و سازِ حیات
۱۰۱ کارل مارکس کی آواز	یہ علم و حکمت کی مہرہ بازی، یہ بحث و تکرار کی نمایش

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

۱۰۲قوت اور دین	اسکندر و چنگیز کے ہاتھوں سے جہاں میں
۱۰۳مردِ فرنگ	ہزار بار حکیموں نے اس کو سلجھایا
ملوک[قلمزد]	خدائے کون و مکاں! تجھ سے بڑھ گئے ہیں ملوک[قلمزد]
۱۰۴ابہاً اللہ	فتویٰ ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے
۱۰۵ضبط	طریقِ اہلِ دنیا ہے گلہ شکوہ زمانے کا
۱۰۶علم اور دین	وہ علم اپنے بتوں کا ہے آپ ابراہیم
۱۰۷ہندی مسلمان	غدارِ وطن اس کو بتاتے ہیں برہمن
۱۰۸غزل	تری متاعِ حیات علم و ہنر کا سرور
۱۰۹لاہور و کراچی	نظر اللہ پہ رکھتا ہے مسلمانِ غیور
۱۱۰توحید	زندہ قوت تھی جہاں میں یہی توحید کبھی
۱۱۱حیات ابدی	دلِ مردِ فقر کے اسرار سے بیگانہ نہیں
۱۱۵تیاتر	تری خودی سے ہے روشن ترا حریمِ وجود
۱۱۳فکر و ذکر	یہ ہیں سب ایک ہی سالک کی جستجو کے مقام
۱۱۲(تاریخ؟) تقدیر	شاید کوئی منطق ہو نہاں اس کے عمل میں
۱۱۴غزل	ملے گا منزلِ مقصود کا اسی کو سراغ
۱۱۶شکر و شکایت	میں بندۂ ناداں ہوں مگر شکر ہے تیرا
۱۱۵سورج کا پیغام	(ا)/سورج نے دیا اپنی شعاعوں کو یہ پیغام
۱۱۸زمین و آسماں	ممکن ہے کہ تو جس کو سمجھتا ہے بہاراں
۱۱۹توبہ	یہ رمزِ غریب ہے کہ جس سے
۱۲۰فقیہانِ حرم	ہند میں حکمتِ دیں کوئی کہاں سے سیکھے
۱۲۱علم و عشق	علم نے مجھ سے کہا عشق ہے دیوانہ پن!
۱۲۲دین و تعلیم	مجھ کو معلوم ہیں پیرانِ حرم کے انداز
۱۲۳اسرارِ پیدا	اس قوم کو شمشیر کی حاجت نہیں رہتی
۱۲۴مناصب	ہوا ہے بندۂ مومن فسونیٔ افرنگ
۱۲۵مسلماں کا زوال	اگرچہ زر بھی جہاں میں ہے قاضی الحاجات
۱۲۶'تن بہ تقدیر'	اسی قرآں میں ہے اب ترکِ جہاں کی تعلیم

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

۱۲۷ آزادیٔ فکر	آزادیٔ افکار سے ہے ان کی تباہی
۱۲۸ نگاہِ شوق	کچھ اور ہی نظر آتا ہے کاروبارِ جہاں
۱۲۹ مہدیٔ برحق	سب اپنے بنائے ہوئے زنداں میں ہیں محبوس
۱۳۰ گلہ	معلوم کسے ہند کی تقدیر کہ اب تک [قلمزد: ''کیا ہند کی روداد بتاؤں کہ ابھی'']
۱۳۱ الارض للّٰہ سیاست	جو بات حق ہو وہ مجھ سے چھپی نہیں رہتی
۱۳۲ یورپ اور سوریا	فرنگیوں کو عطا خاکِ سوریا نے کیا
۱۳۳ انتداب	کہاں فرشتۂ تہذیب کی ضرورت ہے
۱۳۴ مدنیتِ اسلام	بتاؤں تجھ کو مسلماں کی زندگی کیا ہے
جاوید سے/ بند دوم	سینے میں اگر ہو دلِ گرم
۱۳۵ دامِ تہذیب [قلمزد: ''شام و فلسطیں'']	اقبال کو شک اس کی شرافت میں نہیں ہے
شام و فلسطیں [قلمزد]	رندانِ فرانسیس کا میخانہ سلامت [قلمزد]
۱۳۶ شام و فلسطیں	رندانِ فرانسیس کا میخانہ سلامت [مکرر]
۱۳۷ نصیحت	اِک لُردِ فرنگی نے کہا اپنے پسر سے
۱۳۸ مدرسہ	عصرِ حاضر ملک الموت ہے تیرا جس نے
۱۳۹ عورت کی حفاظت	اک زندہ حقیقت مرے سینے میں ہے مستور
حریف [قلمزد]	قوتِ مردہے خوابیدہ حریفوں کے بغیر [قلمزد]
۱۴۱ فلسفہ	افکار جوانوں کے خفی ہوں کہ جلی ہوں
۱۴۲ سرود	آیا کہاں سے نالۂ نے میں سرورِ مے
۱۴۰ جاوید سے/ بند اول	غارت گرِ دیں ہے یہ زمانہ
۱۴۳ نسیم و شبنم	نسیم/ انجم کی فضا تک نہ ہوئی میری رسائی
۱۴۴ مخلوقاتِ ہنر	ہے یہ فردوسِ نظر اہلِ ہنر کی تعمیر
۱۴۵ جمہوریت	اس راز کو اک مردِ فرنگی نے کیا فاش
۱۴۶ جدت	دیکھے تو زمانے کو اگر اپنی نظر سے
۱۴۷ محمد علیؒ باب	تھی خوب حضورِ علما باب کی تقریر
۱۵۲ مدرسہ	مقصد ہو اگر تربیتِ لعلِ بدخشاں
۱۴۸ غلاموں کے لئے	حکمت مشرق و مغرب نے سکھایا ہے مجھے

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

اسرار غلامی [قلمزد]	محرم اس راز کے شاید حکما میں بھی نہیں [قلمزد]
۱۴۹ خواجگی	دورِ حاضر ہے حقیقت میں وہی عہدِ قدیم
اہرام مصر [قلمزد]	اس دشتِ جگر تاب کی خاموش فضا میں [قلمزد]
۱۵۰ بیداری	جس بندۂ حق بیں کی خودی ہوگئی بیدار
۱۵۱ فنون لطیفہ	اے اہلِ نظر ذوقِ نظر خوب ہے لیکن
۱۵۳ اہرام مصر	اس دشتِ جگر تاب کی خاموش فضا میں [مکرر]
۱۵۴ اہلِ ہنر سے	مہر و مہ و مشتری چند نفس کا فروغ
۱۵۵ سیاستِ افرنگ	تری حریف ہے یا رب سیاستِ افرنگ
۱۵۶ قلندر کی پہچان	کہتا ہے زمانے سے یہ درویشِ جوانمرد
۱۵۷ مومن/ بھوپال	(دنیا میں)/ ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
۱۵۸ اعلیحضرت نواب حمید اللہ فرمانروائے بھوپال سے	زمانہ با امم ایشیا چہ کرد و کند
۱۵۹ امرائے عرب سے/ بھوپال	کرے یہ کافرِ ہندی بھی جراتِ گفتار
۱۶۰ سلطانی جاوید (بھوپال)	غواص تو فطرت نے بنایا ہے مجھے بھی
۱۶۱ جمعیت اقوام مشرق/ بھوپال	پانی بھی مسخر ہے ہوا بھی اے مسخر
Motto	نشستہ ایم دریں بھرتا خدا چہ کند
۱۶۲ (بھوپال)/ ابلیس کا فرمان اپنے سیاسی فرزندوں کے نام	لا کر برہمنوں کو سیاست کے پیچ میں
۱۶۴ ابی سینیا/ بھوپال/ (۱۸ اگست ۳۵ء)	تہذیب کا کمال شرافت کا ہے زوال
۱۶۳ صبح / بھوپال	یہ سحر جو کبھی فردا ہے کبھی ہے امروز
۱۶۵ تقدیر (ابلیس و یزداں)	ابلیس/ اے خدائے کن فکاں مجھ کو نہ تھا آدم سے بیر
۱۷۱ سرودِ حلال	کھل تو جاتا ہے مغنی کے بم و زیر سے دل
۱۷۲ قبر	مرقد کا شبستاں بھی اسے راس نہ آیا
۱۷۳ موت	لحد میں بھی یہی غیب و حضور رہتا ہے!
۱۷۴ ایک بحری قزاق اور سکندر	سکندر/ صلہ تیرا تری زنجیر یا شمشیر ہے میری
۱۷۸ آزادیٔ شمشیر	عصرِ حاضر کی نبوت کے علمداروں کا
۱۷۵ سیاسی پیشوا	امید کیا ہے سیاست کے پیشواؤں سے
۱۷۶ [عنوان قلمزد، پڑھنا مشکل ہے]	حقیقتِ ازلی ہے رقابتِ اقوام — محراب گل افغان کے افکار

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

۱۷۷محراب گل افغان کے افکار ۱/مرے کہستاں تجھے چھوڑ کے جاؤں کہاں

[عنوان میں ''تخیلات'' کاٹ کر ''افکار'' لکھا گیا۔ بظاہر اس سے بھی پہلے ''حب وطن'' عنوان تھا اور ذیلی سرخی جس کا پہلا لفظ پڑھنا مشکل ہے، ''...اپنے کوہستان سے'' تھی]

۱۶۶مسولینی (اپنے فرنگی حریفوں سے) ۲۲/اگست بھوپال کیا زمانے سے نرالا ہے مسولینی کا جرم

۱۶۷غزل دلِ مردہ دل نہیں ہے اسے زندہ کر دوبارہ

۱۶۸اے روحِ محمد! [قلمزد: '' کعبے سے''] شیرازہ ہوا ملت مرحوم کا ابتر!

۱۶۹آزادی ہے کس کی یہ جرات کہ مسلمان کو ٹوکے

۱۷۰احکام الٰہی [''احکام الٰہی اور تقدیر'' لکھ کر بدلا گیا] اک آن میں سو بار بدل جاتی ہے تقدیر

۱۷۹/۳ تری دعا سے قضا تو بدل نہیں سکتی

۱۸۰جنوں زجاج گر کی دکاں شاعری و ملائی

۱۸۷شاعر مشرق کے نیستاں میں ہے محتاج نفس نے

۱۸۲عورت وجودِ زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ

۱۸۳غزل عشق طینت میں فرومایہ نہیں مثلِ ہوس

۱۸۴شعر عجم ھے شعرِ عجم گرچہ طربناک و دلاویز

۱۸۵ایجادِ معانی ہر چند کہ ایجادِ معانی ہے خداداد

۴[قلمزد: ۳محراب گل] کیا چرخِ کجرو کیا مہر کیا ماہ

۵[قلمزد: ۴محراب گل] یہ مدرسہ یہ کھیل یہ غوغائے روارو

۶ رومی بدلے شامی بدلے بدلا ہندوستان

۷ زاغ کہتا ہے نہایت بدنما ہیں تیرے پر

x مزاجِ ناقہ را مانندِ عرفی نیک می دانم x

۶۔ مسودہ ضربِ کلیم

علامہ اقبال میوزیم کے کیٹلاگ میں اس کا نمبر شمار۔ مسودہ علامہ اقبال کے سوا کسی دوسرے کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ نظم 'فلسفہ' کے بعد ایک صفحہ علامہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا شامل ہے جس میں پیامِ مشرق کی فارسی رباعیاں درج ہیں۔ ممکن

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

ہے غلطی سے بعد میں اس جلد میں بندھ گیا ہو۔اس کے اندراجات کی فہرست آخر میں علیحدہ درج کی جا رہی ہے۔

عنوان	پہلا مصرعہ
(۱) اعلیحضرت نواب سر حمید اللہ خاں فرمانروائے بھوپال کی خدمت میں	
(۲) ناظرین سے	
(۳) تمہید [''دیباچہ'' لکھ کر کاٹا گیا۔ صفحے کے اوپر ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' لکھ کر کاٹا گیا]	

اسلام اور مسلمان

صبح [صفحے کے اوپر ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' لکھا گیا]

[ممکن ہے ایک صفحہ گم ہوا ہو: 'لا الٰہ الاّ اللہ'

'تن بہ تقدیر'

معراج

ایک فلسفہ زدہ سیّد زادے کے نام

تصوف

زمین و آسماں

مسلمان کا زوال

علم و عشق

اجتہاد [''فقیہانِ حرم'' لکھ کر کاٹا گیا]

شکر و شکایت

ذکر و فکر

ملائے حرم

تقدیر

توحید

علم اور دیں

ہندی مسلمان

آزادی شمشیر کے اعلان پر

جہاد [''بہا اللہ'' لکھ کر کاٹا گیا]

قوت اور دین

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

فقر و ملوکیت

دنیا

فقر و ملوکیت

اسلام

حیاتِ ابدی

سلطانی

صوفی سے

افرنگ زدہ

ہندی اسلام

غزل [دلِ مردہ دل نہیں ہے اسے زندہ کر دوبارہ]

نماز

وحی

شکست

عقل و دل

مستیِ کردار

قبر

قلندر کی پہچان

فلسفہ

مردانِ آزاد [مطبوعہ نسخے میں 'مردانِ خدا' ہو گیا]

کافر و مومن

مہدیِ برحق

مومن

محمد علی باب

تقدیر

اے روحِ محمدؐ!

مدنیتِ اسلام

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

امامت

فقر و راہبی

غزل [تیری متاع حیات علم و ہنر کا سرور]

تسلیم و رضا

نکتۂ توحید

الہام اور آزادی

جان و تن

لاہور و کراچی

نبوّت

آدم

مکہ اور جنیوا

اے پیرِ حرم

مہدی

مردِ مسلمان

پنجابی مسلمان

آزادی

اشاعت اسلام فرنگستان میں

لا و الا

امرائے عرب سے

احکامِ الٰہی

موت

قُم باذنِ اللہ

تعلیم و تربیت

مقصود

زمانہ حاضر کا انسان

اقوامِ مشرق

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

آگاہی

مصلحینِ مشرق

مغربی تہذیب

اسرارِ پیدا

سلطان ٹیپو کی وصیت

غزل [نہ میں اعجمی نہ ہندی نہ عراقی وحجازی]

بیداری

خودی کی تربیت

آزادیِ فکر

خودی کی زندگی

حکومت

ہندی مکتب

تربیت

خوب وزشت

مرگِ خودی

مہمانِ عزیز

عصرِ حاضر

طالبِ علم

امتحان

مدرسہ

حکیم نطشہ

اساتذہ [''مدرسہ'' لکھ کر کاٹا گیا]

غزل [ملے گا منزلِ مقصود کا اسی کو سراغ]

دین وتعلیم

جاوید سے

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

عورت

مردِ فرنگ

ایک سوال

پردہ

خلوت

عورت

آزادیٔ نسواں

عورت کی حفاظت

عورت اور تعلیم

عورت

ادبیات، فنون لطیفہ

دین و ہنر

تخلیق

جنوں

اپنے شعر سے

پیرس کی مسجد

ادبیات

نگاہ

مسجد قوت الاسلام

تیاتر

شعاعِ امید[''سورج کا پیغام'' لکھ کر کاٹا گیا ہے]

امید

نگاہِ شوق

اہلِ ہنر سے

غزل[دریا میں موتی! اے موجِ بے باک]

وجود

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

سرود

نسیم و شبنم

اہرام مصر

مخلوقاتِ ہنر

اقبال

فنونِ لطیفہ

صبح چمن

خاقانی [''حکیم خاقانی'' لکھ کر کاٹا گیا]

رومی

جدت

مرزا بیدل

جلال و جمال

مصور

سرودِ حلال

سرودِ حرام

فوّارہ

شاعر

شعرِ عجم

ہنروران ہند

مرد بزرگ [''روح بزرگ'' لکھ کر کاٹا گیا]

عالم نو [''عالم نور'' لکھ کر کاٹا گیا جو غالباً سہواً لکھا گیا تھا]

ایجاد معانی

موسیقی

ذوق نظر

شعر

رقص و موسیقی

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

ضبط

رقص

سیاسیات مشرق و مغرب

انتداب

دامِ تہذیب

اشتراکیت

کارل مارکس کی آواز

انقلاب

خوشامد

مناصب

لادین سیاست

یورپ اور یہود

نفسیات غلامی

بلشویک روس

آج اور کل

مشرق

سیاست افرنگ

خواجگی

غلاموں کے لئے

اہلِ مصر سے

ابی سینیا/ (۱۸ اگست ۳۵ء)

ابلیس کا فرمان اپنے سیاسی فرزندوں کے نام

جمعیت اقوام مشرق

سلطانی جاوید

جمہوریت

یورپ اور سوریا

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

مسولینی/ (اپنے مشرقی اور مغربی حریفوں سے) [ذیلی عنوان ''اپنے فرنگی حریفوں سے'' لکھ کر کاٹا گیا]

گلہ

نصیحت

ایک بحری قزاق اور سکندر

جمعیتِ اقوام

شام و فلسطین

سیاسی پیشوا

نفسیاتِ غلامی

غلاموں کی نماز/ (ترکی وفد ہلال احمر لاہور میں)

فلسطینی عرب سے

مشرق و مغرب/ (وبا)

نفسیاتِ حاکمی/ (اصلاحات)

محراب گل افغان کے افکار [''محراب خیال'' لکھ کر درست کیا گیا۔ پھر معلوم ہوتا ہے علامہ اقبال نے خود اسے کاٹ کر اپنے ہاتھ سے دوبارہ لکھا]

محراب گل افغان کے افکار [یہاں بھی ''محراب خیال'' کاٹ کر درست کیا گیا ہے]

۱[میرے کہستاں! تجھے چھوڑ کے جاؤں کہاں]

۲[حقیقت ازلی ہے رقابت اقوام]

۳[تری دعا سے قضا تو بدل نہیں سکتی]

۴[کیا چرخ کج رو، کیا مہر، کیا ماہ]

۵[یہ مدرسہ یہ کھیل یہ غوغائے روارو]

۶[جو عالمِ ایجاد میں ہے صاحبِ ایجاد]

۷[رومی بدلے، شامی بدلے، بدلا ہندوستان]

۸[زاغ کہتا ہے نہایت بدنما ہیں تیرے پر]

۹[''غزل'' لکھ کر کاٹا گیا][عشق طینت میں فرومایہ نہیں مثلِ ہوس]

[بقیہ منظومات علامہ اقبال کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی معلوم ہوتی ہیں:]

۱۰[وہی جواں ہے قبیلے کی آنکھ کا تارا]

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

۱۱[جسکے پرتو سے منور رہی تیری شبِ دوش]

۱۲[لادینی ولاطینی، کس پیچ میں الجھا تو!][''تقلیدِ فرنگ اولے'' کو کاٹ کر ''لادینی ولاطینی!'' لکھا گیا]

۱۳[مجکو تو یہ دُنیا نظر آتی ہے دگرگوں]

۱۴[بے جراتِ رندانہ ہر عشق ہے روباہی]

۱۵[آدم کا ضمیر اس کی حقیقت پہ ہے شاہد

۱۶[قوموں کے لیے موت ہے مرکز سے جدائی]

۱۷[آگ اس کی پھونک دیتی ہے برنا و پیر کو]

۱۸[یہ نکتہ خوب کہا شیر شاہِ سوری نے]

۱۹[نگاہ وہ نہیں جو سرخ و زرد پہچانے]

۲۰[فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی]

نظم 'فلسفہ' کے بعد بظاہر علامہ اقبال کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی رباعیاں درج ہیں:

۱۰۴ بمنزل راہرو دِل درنسازد

۱۰۵ بیا با شاہدِ فطرت نظر باز

[اضافہ] میانِ آب و گل خلوت گزیدم

۱۰۶ دلا رمزِ حیات از غنچہ دریاب

۱۰۷ فروغ او بہ بزمِ باغ و راغ است

۱۰۸ ز خاکِ نرگستاں غنچۂ رُست

۱۰۹ جہاں کز خود ندارد دستگاہے

۱۱۰ بجانِ من کہ جاں نقشِ تن انگیخت [پوری رباعی قلمزد کی گئی]

۱۱۱ دلِ من رازدانِ جسم و جان است

۱۱۵ دوامِ ما ز سوزِ ناتمام است

۱۱۶ مرنج از برہمن اے واعظِ شہر

۱۱۷ ز جانِ بے قرار آتش کشادم

۱۱۸ حکیماں گرچہ صد پیکر شکستند

۱۱۹ جہاں ہارو یداز مشتِ گلِ من

۱۲۰ ہزاراں سال با فطرت نشستم

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

۱۲۱ بگوا ے چارہ گر ایں شعلہٴ چیست ؟
۱۲۲ درونم جلوہٴ افکار ایں چیست !
۱۲۳ بخود نازم گدائے بے نیازم

۷۔ مسودہ پس چہ باید کرد

علامہ اقبال میوزیم کے کیٹلاگ میں اس کا نمبر شمار

عنوان	پہلا مصرعہ
مثنوی پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق [ٹائٹل کا صفحہ]	
فہرست مضامین	
بخوانندہ کتاب	گماں مبر کہ من از کار ہا نیندیشم [قلمزد]
خطاب بہ مہر عالمتاب	اے امیرِ خاور اے مہرِ منیر
حکمتِ کلیمی	تا نبوت حکمِ حق جاری کند
حکمتِ فرعونی	حکمتِ اربابِ دیں کردم عیاں
لا الہ الا اللہ	نکتہٴ می گویم از مردانِ حال
فقر	چیست فقر اے بندگانِ آب و گل
مردِ حُر	مردِ حُر محکم ز وردِ لاتخف
اشکے چند بر افتراقِ ہندیاں	اے ہمالہ! اے اٹک! اے رودِ گنگ!
سیاستِ حاضرہ	می کند بندِ غلاماں سخت تر
[حرفے چند با امت عربیہ]	اے درود دشتِ تو باقی تا ابد
پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق	آدمیت زار نالید از فرنگ
در حضور رسالت مآب	اے تو ما بیچارگاں را ساز و برگ

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

۴۔ بیاضِ ارمغانِ حجاز

علامہ اقبال میوزیم کے کیٹلاگ میں اس کا نمبر شمار

عنوان	پہلا مصرعہ	ارمغان حجاز میں عنوان

[پہلے صفحے پر علامہ اقبال کے ہاتھ کے لکھے ہوئے فارسی اشعار ہیں، بظاہر دوسرے شعرا مثلاً سنائی اور خاقانی وغیرہ کے]

x	ہو مبارک اس شہنشاہِ نکوفر جام کو	معزول شہنشاہ

[اس کے بعد کئی صفحات پر پس چہ باید کرد کے ابواب علامہ اقبال کے اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے ہیں]:

عنوان	پہلا مصرعہ	پس چہ باید کرد عنوان
تمہید	پیرِ رومی مرشدِ روشن ضمیر	تمہید
آسیا	سوز و ساز و درد و داغ از آسیاست	
مرد حر	مرد حر محکم ز ورد لا تخف	مرد حر
فقر	اے کہ از ترک جہاں گوئی مگو	فقر
در حضور رسالتماب	اے تو ما بیچارگاں را ساز و برگ	در حضور رسالت مآب
جلال و جمال/ لا و الا	نکتۂ می گویم از مردان حال	لا و الا

[اس کے بعد دو صفحوں پر علامہ اقبال کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی ارمغانِ حجاز کی رباعیات درج ہیں۔ ''آخر رباعیات'' کا عنوان

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

ہے۔ رباعیوں پر بظاہر بعد میں نمبر اور نشانات لگائے گئے ہیں۔]:

[اس کے بعد پھر کئی صفحات پر پس چہ باید کرد کے ابواب علامہ اقبال کے اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے ہیں]:

خطاب بہ مہرِ عالمتاب　　اے امیر خاور اے مہرِ منیر

درحقیقت شریعت [قلمزد: "بندہ منعم (حلال وحرام)"]　　نکتہ ہا از پیر روم آموختم

حکمت کلیمی　　تا نبوت حکم حق جاری کند

حکمت فرعونی　　حکمت ارباب دیں کردم عیاں

پس چہ باید کرد اے اقوام شرق　　باز روشن می شود ایام شرق

اشکے چند بر افتراق ہندیاں　　اے ہمالہ اے اٹک اے رود گنگ

[اس کے بعد ارمغان حجاز کی منظومات بظاہر علامہ اقبال کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہیں]:

صور اسرافیل

عالم برزخ [قلمزد: "پہلا منظر"، "زیر زمیں"] مردہ اپنی قبر سے/ کیا شی ہے؟ کس امروز کا فردا ہے قیامت؟

ابلیس کی مجلس شوریٰ　　ابلیس/ یہ عناصر کا پرانا کھیل یہ دنیائے دوں

خردمندان دوزخ کے مقولے

۱　　بہت شیریں ہیں گو مشرق کے اندازِ غزلخوانی

۲　　چھپا نہ اپنی نگاہوں سے آشیاں اپنا

م۱　　غزالانِ حرم تجکو مبارک ہو [قلمزد]

م۱　　بیابانوں میں سیلِ بے کراں دیکھ [قلمزد]

م۱　　کرے مری نگاہ نکتہ بیں کیا [قلمزد]

م۱　　رہ و رسمِ مقامِ دلبری سیکھ [قلمزد]

م۱　　سکوں سے کسقدر بیگانہ ہے موج! [قلمزد]

م۱　　نہ وہ ذوقِ رحیلِ صبحگاہی [قلمزد]

م۱　　مری شاخِ امل کا ہے ثمر کیا

م۱　　تری تقدیر کا صیدِ زبوں میں [قلمزد]

م۲　　مجھے فقرِ ید اللٰہی عطا کر [قلمزد]

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

م۱	عطا کر طاقتِ آہ و فغاں اور [قلمزد]
م۲	غریبی میں ہوں محسودِ امیری [قلمزد]
م۲	[؟] تقلیدِ وطن تھا [قلمزد]
م۲	کہوں میں کیا تجھے سب کچھ خبر ہے [قلمزد]
م۳	حدیثِ وحدتِ وصل و جدائی [قلمزد]
م۱	بنا خیر الامم تیرے کرم سے [قلمزد]
تصویر و مصور (آخر م۱)	کہا تصویر نے تصویر گر سے
م۲	مرا تنہائی و آہ و فغاں بہ
م۳	حرم سے ہے مسلماں نا امید آج [قلمزد]
م۱	کفِ خاکم نگاہِ من بلند است
م۲	حوادث سے ہوا خونیں جگر میں [قلمزد]
م۳	خرد کی تنگ دامانی سے فریاد
م۲	کہا اقبال نے شیخِ حرم سے
م۳	کہن ہنگامہ ہائے آرزو سرد
م۳	بیا با من آویزیم و رقصیم [قلمزد]
م۲	فروغ طلعتِ روح الامیں بخش [قلمزد]
م۳	ترا ایں زیر لب گفتی نشاید [قلمزد]
م۳	بایں بخشد ازو وامی ستاند
سرورق	ترا با خرقہ و عمامہ کارے
م۱	فراغت دے اسے کارِ جہاں سے
م۱	دگرگوں عالمِ شام و سحر کر
م۳	حدیثِ بندۂ مومن دل آویز
م۳	تمیزِ خار و گل سے آشکارا [قلمزد]
م۳	نکرد ذکرِ فراق و آشنائی
م۳	خودی تا گشت مہجور از خدائی
م۲	زشوق آموختم آں ہاو ہوئے

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

م۲ بدہ دستے ز پا افتادگاں را

م۳ کفِ خاکے کہ دارم از درِ اوست

م۳ چہ عصر است ایں کہ دیں فریادی اوست

م۳ نگاہش نقش بندِ کافری ہا

سرورق م۲ ادب گاہے است درزیرِ زمیں از عرش نازک تر [مصرعے میں ''درزیرزمیں'' کے اوپر ''زیرآسماں'' لکھا ہے۔ شعر کے نیچے قوسین میں شاعر کا نام ''(عزت بخاری)'' درج ہے]

م۲ یکے بنگر فرنگی کج کلاہاں

[صفحے کے حاشیے پر درج ہے:

م۱=حضورحق

م۲=حضوررسالت

م۳=حضورامت

م۳ نگاہش نقش بندِ کافری ہا

م۳ ہنوز اندر جہاں آدم غلام است

م۳ محبت از نگاہش پایدار است

م۳ زعلم چارہ سازے بے گدازے

م۲ یہ کیسا آسماں کیسی زمیں ہے [صرف پہلا مصرع، وہ بھی قلمزد]

ترے ہندی مسلماں کی کہانی [قلمزد]

م۲ یہ کیسا آسماں کیسی زمیں ہے [قلمزد]

م۱ سخن ہا رخت از بود و نبودم

م۳ خودی را نشۂ من عین ہوش است

م۳ ہوا میں جانبِ یثرب روانہ [قلمزد]

م۳ عجب ہے زندگی کا کارخانہ [قلمزد]

م۳ ترے دریا میں طوفاں کیوں نہیں ہے؟ [قلمزد]

م۳ کہوں کیونکر امیرِ کارواں سے [قلمزد]

آخر رباعیات م۲ تو ہم آں می بگیر از ساغرِ دوست

تو سلطانِ حجازی من فقیرم

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

سراپا درد درماں ناپذیرم

بیا باہم درآویزیم و رقصیم [مکرر]

بکویش سوز و مستی عام کردند [قلم زد]

ترا اندر بیابانے مقام است

ز افرنگی صنم بیگانہ تر شو [حاشیے میں کسی اور نے لکھا ہے: ''بعد میں لکھوادی'']

م۳ بآں مومن خدا کارے ندارد

م۲ بہشتِ یورپ آزارے ندارد

م۱ بروے کافراں ہر در کشادی

م۱ خرد دیکھے اگر دل کی نگہ سے

م۳ کبھی دریا سے مثلِ موج ابھر کر

م۳ خودی روشن ز نورِ کبریای است

م۳ ز جانم نغمۂ اللہ ہو ریخت

م۳ یکے از حجرۂ خلوت بروں آے

م۱ چہ می خواہی ازیں بے دین آسانے

م۳ چو اشک اندر دلِ فطرت تپیدم

م۲ سحر با ناقہ گفتم نرم تر رو

م۲ سارباں اور انشاید

م۲ نمِ خشک است در چشمِ سیاہش

م۲ خنک پرواز آں مرغے سبک بال [قلم زد]

م۱ (آخر رباعیات م۱) بدن واماند و جانم در تگ و پوست

م۲ ندانم دل شہید جلوۂ کیست

م۱ جہاں از خود بروں آوردۂ کیست

م۳ چہ پرسی از مقاماتِ نوایم

م۳ مرا از منطق آید بوے خامی

م۱ (اول رباعیات) دلِ ما بیدلاں بردند و رفتند

م۱ وکان الکاس مجراہا الینا

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

م۳ چو قومے در گذشت از گفتگوہا

م۳[قلمزد] خوش آں قومے پریشاں روزگارے

م۳ بتر کاں آرزوئے تازہ دادند

م۲ بآں رازے کہ گفتم پے نبردند

م۲ پریدم در فضائے دل پذیرش

م۲ باں رازے کہ گفتم پے نبردند[بعد میں حاشیے پر اضافہ کیا گیا]

م۲ تو گفتی از حیات جاوداں گوے

م۲ دریں وادی زمانی جاودانی

م۲ خُم از درد پنہاں زعفرانی

م۲ زبانِ ماغریباں از نگاہے است[حاشیے میں علامہ کے ہاتھ سے: "(آخری۔زیرسجود کے بعد)"]

سرورق م۱ خوش آں راہی کہ سامانے نگیرد

م۲ درونِ ما بجز دودِ نفس نیست

م۲(ابتدائی اشعار) بیا اے ہم نفس باہم بنالیم

م۳ خنک آں ملتے برخود رسیدے[قلمزد]

م۳ ہر آں قومے کہ می ریزد بہارش

م۳/۱ بکامِ خود دگر آں کہنہ می ریز

۲ بگیر از ساغرش آں لالہ رنگے

د نصیبے بردم از تاب و تر او

۴ سراپا درد و سوزِ آشنائی

م۳ زمانہ فتنہ ہا آورد و بگذشت

م۳ بیا از من بگیر آں دیر سالہ

م۳ بدستِ من ہماں دیرینہ چنگ است

م۳ گلہ از سختیٔ ایام بگذار

م۳ بگو از من بپرویزان ایں عصر[آخری مصرع میں صد کا لفظ آتا ہے، اس مصرع کے نیچے لکیر کھینچ کر "100" لکھا گیا

م۳ زمن گیر ایں کہ مردے کور چشمے

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

پہلی رباعی/م۲[قلمزد: ''رباعیات ابتدائی''] الایاخیمگی خیمہ فروہل

م۲ مراں ازدر کہ مشتاقِ حضوریم

م۲(ابتدائی رباعیاست سے) مپرس از کاروانِ جلوہ مستاں

م۳ ازاں فکرِ فلک پیما چہ حاصل

م۲(ابتدائی رباعیات سے) چہ خوش صحرا کہ دروے کاروانہا

چہ خوش صحرا کہ شامش صبح خنداست

م۲(ابتدائی رباعیات) امیرِ کارواں! آں اعجمی کیست؟

مقامِ شوق و مستی منزل اوست [یہ رباعی حاشیے میں اضافہ کی گئی]

م۲ غریبے دردمندے نے نوازے

م۳ گناہِ عشق و مستی عام کردند

م۲ نم و رنگ ازدمِ بادے نجویم

م۳ گرفتم حضرتِ ملّا ترش روست

م۳ محبت چیست؟ تاثیرِ نگاہے است

م۱ بخود پیچیدگاں در دل اسیرند

م۳ بروے عقل و دل بکشاے ہر در [قلمزد]

م۲ بافرنگی بتاں دل باختم من

م۲ چہ گویم با تو زیں عصرِ فسونگر [قلمزد]

م۳ 'بسا کس اندۂ فردا کشیدند [حاشیے میں ''امیر خسروؒ'' درج ہے]

م۳ زدستِ خود بنہ ایں چنگ و نے را

م۲ بیا ساقی بگرداں جامِ مے را

م۲ غم پنہاں کہ بے گفتن عیان است

م۱ روم راہے کہ او را منزلے نیست

م۳ چو بلبل نالۂ زارے نداری

م۳ کسے کو بر خودی زد لا الٰہ را

م۲ دراں دریا کہ او را ساحلے نیست

م۳ ادب پیرایۂ ناداں زداناست

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

م۳	سجودے آوری دارا و جم را
م۲	نہ با ملّا نہ با صوفی نشینم
م۳	چہ حاجت طول دادن داستاں را
م۳	صبا از من بگو مردِ عجم را [قلمزد]
م۱/۳	فرنگی کارپردازِ جہان است [قلمزد]
م۲	غلامی گرچہ شیراں می کند میش [قلمزد]
م۳	فقیرم ساز و سامانم نگاہے است
م۳	درِ دل را بروئے کس نہ بستم
م۳	ترا نومیدی از طفلاں روا نیست
م۳	جُز آں فقرے کہ اصلِ او حجازی است [قلمزد]
م۳	کبوتر بچۂ خود را چہ خوش گفت
۲	تن شاں راز جانے بیشتر نیست [قلمزد]
م۳	بیاموز اے شہیدِ عشوۂ سرد [قلمزد]
م۳	فتادی از مقامِ کبریائی
م۳	جہانگیری فریبد ہر یکے را [قلمزد]
م۱/۱	عطا کن شورِ رومی سوزِ خسرو
م۳	'سیاست گر' ہماں جانے کہ مائیم [قلمزد]
م۲/۱	ترا ایں کشمکش اندر طلب نیست
م۳	دریں گلشن ندارم آب و جاہے
م۱/۳	یقیں دانم کہ روزے حضرتِ او
۲	چساں محمود گویم خویشتن را
م۱	شراب پختہ از خاماں نگہدار [قلمزد]
م۲	تنِ مردِ مسلماں پایدار است
م۳	دو صد دانا دریں محفل سخن گفت
م۳	چو رختِ خویش بستم ازیں خاک [حاشیے میں درج ہے: "(کتبۂ مزارِ خویش)"]
م۱	می من از تنک جاماں نگہدار

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

م۳	جواناں رابد آموز است ایں عصر
	خودی را از وجود حق وجودے
م۳	چہ خوش زد ترک ملّاے سرودے [قلمزد]
م۳ (متعلہ رباعیات دربارہ مولینا رومی)	گرہ از کارِ ایں ناکارہ وا کرد
م۳	بروے من درِ دل باز کردند
م۳	دل آں بحر است کو ساحل نورزد
م۳/۲	دلِ ما آتش و تن موجِ دودش
م۳/۳	زمانہ کارِ او را می برو پیش
م۳/۴	نہ نیروے خودی راز مودے [حاشیے میں لکھی گئی]
م۳/۱	دلِ ملّا گرفتارِ غمے نیست
م۲/۲	سرِ منبر کلامش نیشدار است
م۳/۱	بگو ابلیس را از من پیامے
م۳/۲	ترا از آستانِ خویش راندند
م۳/۵	بیا تا نرد را شاہانہ بازیم
م۳/۳	جدائی شوق را روشن بصر کرد
	تو می دانی صواب و ناصوابم
م۲	براغاں لالہ رُست نو بہاراں
م۲	غریبم درمیان محفل خویش
م۲/۱	چہ گویم زاں فقیرے دردمندے
م۲	تا از ہندی مسلماں خود بدانی [قلمزد]
م۳	ازاں دینِ تو جز تقلید و ظن نیست [قلمزد]
م۲/۲	نگفتن مردِ حق را پیشۂ اوست [قلمزد]
م۲/۲	ہنوز ایں چرخِ نیلی کج خرام است
م۳	خوش آں روزے کہ خود را باز گیری
م۲/۱	گہے شعر عراقی را بخوانم
م۲/۲	دریں صحرا متاعِ کاروانے

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

م۳ زمین و آسماں اندر دلِ ماست [قلمزد]

م۳ دلِ صد فتنہ را بر خود کشادی

م۳ بملک خویش عثمانی امیر است

م۳ خنک مرداں کہ سحرِ او شکستند

م۳ خوش آں مردے کہ تن را عینِ جاں کرد [قلمزد]

م۳ خیالش با مہ و انجم نشیند

م۳/۱ تو اے بادِ بیاباں از عرب خیز

م۳/۲ مقامِ مصطفےٰ سرِّ الٰہی است [قلمزد]

م۳/۲ خلافت فقر با تاج و سریر است

م۳/۵ جواں مردے کہ خود را فاش بیند

م۳/۴ بروئے عقل و دل بکشاے ہر در

م۳/۵ خنک آں ملتے بر خود رسیدہ [قلمزد]

م۳/۶ چہ خوش زد ترک ملاحے سرودے

م۳/۷ جہانگیری بخاک ما سرشتند

م۳/۸ کسے کو داند اسرارِ یقیں را

م۳/۱ بگو از من نوا خوانِ عرب را

م۳/۲ بجانہا آفریدم ہاے وہورا

م۳/۳ سرود زندگی اندر غمِ تست [قلمزد]

تو ہم بگذار آں صورت نگاری

م۳/۴ بخاک ما دلے در دل غمے است

م۳/۵ مسلماں بندۂ مولا صفات است

م۳/۶ بدہ با خاکِ او آں سوز و تابے

م۳/۷ مسلمانی غمِ دل در خریدن

م۳/۸ کسے کو فاش دید اسرارِ جاں را

بگہدار آنچہ در آب و گِلِ تست

م۲/۳ (متعلقہ رباعیات در بارہ مسلمان ہندی) جبیں را پیشِ غیر اللہ سودیم

م۲/۴ چساں احوال او را بر لب آریم

م۲/۵ دگرگوں کرد لادینی جہاں را

م۳ ز آئینِ نوی در کشورِ ہند

م۳ کشادِ غنچۂ دل ایں چنیں نیست [قلمزد]

م۳ بروں کن کینہ را از سینۂ خویش

م۳ نہاں اندر دو حرفے سرِّ کار است

م۳/۱ سحر گاہاں کہ روشن شد در و دشت

م۲/۵ دگر پاکیزہ کن آب و گلِ او

م۳/۲ عرب را حق دلیلِ کارواں کرد

م۳/۳ دراں شبہا خروشِ صبحِ فردا

م۳ بپورِ خویش دین و دانش آموز

م۳ مجوے لالہ از کس غمگساری

ہماندم لذت خوانش بگیرد

م۳ ز پیرے یاد دارم ایں دو اندرز

...

م۱ وجود است اینکہ بینی یا نمود است!

م۲ غمِ راہی نشاط انگیز تر کن

م۳ دگر اے دل بذکرِ نیم شب خیز [قلمزد]

م۱ ز من ہنگامۂ دہ ایں جہاں را

م۱ بپایاں چوں رسد ایں عالمِ پیر

م۳/۱ دگر آئینِ تسلیم و رضا گیر

م۳/۲ چمن ہا زاں جنوں ویرانہ گردد

م۳/۲ نخستیں لالۂ صبحِ بہارم

م۳/۴ پریشانم چو گردِ رہ گزارے

م۳/۵ خوش آں قومے پریشاں روزگارے

م۳/۶ بہ بحرِ خویش چو موجے تپیدم

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

م۳/ ۷ نگاہش پر کند خالی سبوہا [حاشیے میں اضافہ کی گئی]
م۳/ ۶ بہ بحرِ خویش چو موجے تپیدم
م۳/ ۸ مبارک باد کن آں پاک جاں را
سبوئے خانقاہاں خالی از مے
م۲/ مسلماں آن فقیرِ کج کلاہے
م۲/ ۳ مسلمانم غریبِ ہر دیارم
م۲ [پڑھا نہیں جاتا] [قلمزد]
م۲ شبِ ایں کوہ و دشتے سینہ تابے [قلمزد]
م۳ من از زُناریاں دارم شگفتے [قلمزد]
م۳ مسلماناں بخویشاں در ستیزند
م۲ (متعلقہ رباعیات در بارہ مسلمانانِ ہند) متاعِ دابین و دانش کم عیارے
م۳ بہ رُوما گفت با من راہبِ پیر
م۳ فرنگی صید بست از کعبہ و دیر
م۳ صوفی و ملا سلامے
م۳ زمن از صوفی و مُلّا سلامے
م۳/ ۱ نہ از ساقی نہ از پیمانہ گفتم
م۳/ ۲ بخود باز آو دامانِ دلے گیر
م۳/ ۴ نکومی خواں خطِ سیمائے خود را [قلمزد]
م۳/ ۳ نمی دانی کہ از حج مدعا چیست؟ [قلمزد]
م۳/ ۴ نکومی خواں خطِ سیمائے خود را [مکرر]
م۲ (متعلقہ رباعیات در بارہ مسلمان ہندی) نماند آں تاب و تب در خونِ نابش
م۲ حکیماں را بہا کمتر نہادند
م۲ جہانِ چار سو اندر برِ من
م۳ مگو با من خدائے ما چنیں کرد
م۳ شنیدم بیتکے از مردِ پیرے
م۳ اگر دانا دل و صافی ضمیر است

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

م۳	اگر ایں آب و جامے از فرنگ است
م۳/۱/انسواں	بہل اے دخترک ایں دلبری ہا
م۳/۳	ضمیرِ عصرِ حاضر بے نقاب است
م۳/۳	کمالِ زندگی در خود رمیدن [قلمزد]
م۳/۴	جہاں را محکم از امہات است
م۳/۶	مرادادایں خرد پرور جنونے
م۳/۶	مقامِ ملتے از وارداتش [قلمزد]
م۳/۷	اگر پندے زِ درویشے پذیری
م۳/۸	زِ شامِ ما بروں آور سحر را
م۲ (متعلقہ مسلمانان)	تب و تابِ دل از نورِ غمِ تست
م۲ (متعلقہ مسلمانان)	حق آں دہ کہ 'مسکین و اسیر' است
م۲	کس از نورِ یقیں روشن جبیں نیست
م۲	میانِ حلقہ آں آہ و فغاں نیست [قلمزد]
م۳	دلِ بیگانہ خوزیں خاکداں نیست
م۳	جوانمردے کہ دل با خویشتن است
م۱	غلامم جز رضائے تو نجویم
م۳	شنیدم مرگ پیش حق بنالید [قلمزد]
م۱	جہانِ تست در دستِ خسے چند
م۱	دل از دستِ کسے بردن نداند
م۱	دلِ ما از کنارِ ما رمیدہ
م۳	نوا از سینۂ مرغِ چمن برد
م۳	نگاہے آخریں جاں در بدن بیں
م۳	کفِ خاکے اگر روشن بصر نیست [قلمزد]
م۳	تو اے ناداں دلِ آگاہ دریاب [قلمزد]
م۲	مسلمانیم و آزاد از مکانیم
م۲	مسلماں گرچہ بے خیل و سپاہے است

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

م۲ فقیرم از تو خواہم آنچہ خواہم

م۲ بصدقِ فطرتِ رندانۂ من

م۳ بساحل گفت موجے بے قرارے

بکوے تو گدازِ یک نوا بس

م۳ برہمن را نگویم ہیچ کارہ

م۱ چنیں دور آسماں کم دیدہ باشد

م۳ خدایا وقتِ آں درویش خوش باد

م۲ (متعلقہ رباعیات دربارہ مسلمانانِ ہند) دلِ خود را اسیرِ رنگ و بو کرد

م۲ (متعلقہ رباعیات دربارہ مسلمانان ہند) گریباں چاک و بے فکرِ رفو زیست

م۳ تو ہم مثلِ من از خود در حجابی

م۳ من و تو از دل و دیں نا امیدیم

م۳ نگہ دید و خرد پیمانہ آورد

م۲ (متعلقہ مسلمانان ہند) نہاں در جیبِ ہر سودش زیان است

م۳ دو گیتی را بخود باید کشیدن

بایزداں/م۳ شنیدم مرگ پیشِ حق چنیں گفت

م۳/۲ ثباتش دہ کہ میرِ شش جہات است

م۳ کسے کو لا الہ در گرہ بست

م۲ (متعلقہ رباعیات مسلمانان ہند) فقیراں تا بمسجد صف کشیدند

م۲ (متعلقہ مسلمانان ہند) بآں بالے کہ بخشیدی پریدم

م۲ گہے افتم گہے مستانہ خیزم

م۲ (متعلقہ مسلمانان ہند) حرم از دیر گیرد رنگ و بوے

م۲ (متعلقہ مسلمانان ہند) کتابِ شیخ اساطیرِ کہن بود

م۳ خدا آں ملتے را سروری داد

م۳ مسلمانے کہ داند رمزِ دیں را

م۳ دلِ دریا سکوں بیگانہ از تست

م۳ وصالِ ما وصالِ اندر فراق است

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

م۳ (متعلقہ مولینا روم)	زرومی گیر اسرارِ فقیری
م۳	چو بر فردا رسد ایں کارخانہ [قلمزد]
م۲	بایں پیری رہِ یثرب گرفتم
م۳	دلِ تو داغِ پنہانے ندارد
م۳	حکایت از شکستِ جام و جم گوے
م۳/۱	انا الحق جز مقامِ کبریا نیست
م۳/۲	بآں ملت انا الحق سازگار است
م۳/۳	میانِ امّتاں والا مقام است
م۳/۵	بجامِ نو کہن مے از سبو ریز
م۳	مسلماں راہمیں عرفان و ادراک
م۳/۴	...در وسعتِ گردوں یگانہ [قلمزد]
م۳	جبینِ بادشاہاں بر درش بہ [قلمزد]
م۳/۴	بباغاں عندلیبِ خوش صفیرے
م۲	شکوہِ فقر و سلطانِ مبیں بخش! [قلمزد]
م۳	ندانم نکتہ ہاے علم و فن را
م۲ (متعلقہ مسلمانان ہند)	سرودم از مقام و منزلِ او [قلمزد]
م۲	شکوہِ فقر و سلطانِ مبیں بخش [مکرر] [قلمزد]
م۲	خودی دادم زخود نامحرمے را
م۱	نگاہِ تو عتاب آلود تا چند
م۳/۱	پریدن از سرِ بامے ببامے
م۳/۲	نگر خود را بچشمِ محرمانہ
م۲ (متعلقہ مسلمانان ہند)	دل او بے گدازِ صبحگاہی است
م۲	بچشمش وانمودم زندگی را
م۱/۱	مسلماں فاقہ مست و ژندہ پوش است
م۱/۲	دگر ملت کہ کارے پیش گیرد
	دگر قومے کہ ذکرِ لاالٰہش

م۳ مسلماں فقر و سلطانی بہم کرد

م۳ چو می بینی کہ رہزن کارواں کشت

م۳ مقامِ شوق بے صدق و یقیں نیست

م۳ ندانی تا نہ باشی محرمِ مرد

م۳ بضربِ تیشہ بشکن بیستوں را

م۳ ببیند صوفی و مُلّا اسیری

م۲ (متعلقہ مسلمانان ہند) جوانے خوش گلے رنگیں کلاہے

م۳/۱ (متعلقہ مسلمانان ہند) چساں کارِ خود ایں ناداں برد پیش [قلمزد]

م۲/۱ نگویم از فروفالے کہ بگذشت

م۲/۲ بدستِ می کشاں خالی ایاغ است

م۳/ متعلقہ مسلمانان ہند مسلمانی حضور است و سرور است [قلمزد]

م۳ دو ویدن تا کجا دنبالِ محمل [قلمزد]

م۲/۱ دلِ خود را بدستِ کس ندادم

م۲/۲ ہمہ سوزِ جنوں اندر سرِ من

م۲/۳ ہنوز ایں خاک دارائے شرر است

م۲/۴ نگاہم زانچہ بینم بے نیاز است

م۲/۵ مرا در عصر بے سوز آفریدند [قلمزد]

م۲/۶ نگیر د لالہ و گل رنگ و بویم [حاشیے میں اضافہ کی گئی]

م۲/۷ من اندر مشرق و مغرب غریبم

م۲/۸ طلسمِ علمِ حاضر را شکستم

م۲/۹ بچشمِ من نگہ آوردۂ تست

م۲/۶ نگیرد لالہ و گل رنگ و بویم [مکرر]

م۲/۱۰ فروغِ سینۂ روح الامیں بخش

م۲/۳ بصدق فطرت رندانۂ من

فسادِ عصرِ حاضر شکار است

م۳/۶ [پڑھی نہیں جاتی۔ قلمزد]

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

م۳/۲ بہرکورِ ہنرنانِ چشم و گوش اند

دمید آں لالہ از مشتِ غبارم

م۲/۱۲ حضورِ ملّتِ بیضا تپیدم

م۳ ہزاراں... [پڑھی نہیں جاتی۔ قلمزد]

م۳/۴ چہ زہرابے کہ در پیمانۂ اوست

م۳/۳ چہ شیطانے باخرامش واژ گونے

م۳ زفہمِ دوں نہاداں گرچہ دوراست

م۳ زدوزخ واعظِ کافر گرے گفت

م۳ نہ پنداری کہ مرغِ صبح خوانم

م۳ اگر رقصد غلامے جز فسوں نیست[قلمزد]

چہ گویم رقصِ تو چون است و چوں نیست[حاشیے میں اضافہ کی گئی]

م۳ سحر ہا در گریبانِ شبِ اوست

م۳ ندارد ایں فقیرِ رہ نشینے

م۲(متعلقہ مسلمانان ہندآخر رباعیات) نگہبانِ حرم معمارِ دیراست

م۲ زنورِ ایں فقیرِ رہ نشینے

م۳/۱ تو می گوئی کہ دل از خاک و خون است

م۳/۲ جہان مہر و مہ زناریِ اوست

م۳/۳ من و تو کشتِ یزداں حاصل است ایں

م۳/۴ گہے جویندۂ حسنِ غریبے

م۳/۵ جہانِ دل جہانِ رنگ و بو نیست

م۲ دمے از خویشتن فارغ بنودم[قلمزد]

م۲/۱ چو خود را در کنارِ خود کشیدم

م۲/۲ دریں عالم بہشتِ خرّمے ہست

م۲/۳ بدہ اورا جوانِ پاک بازے

م۳/۱ بمنزل کوش مانندِ مہِ نو

م۳/۲ توائے ناداں بدامانش درآویز[قلمزد]

م۳/۳ چوموج از بحرِ خود بالیدہ ام من

م۳/۴ بیا ساقی بگرداں ساتگیں را [حاشیے میں لکھی گئی]

م۳/۶ بروں از سینہ کش تکبیرِ خود را

م۳/۷ مسلماں از خودی مردِ تمام است

کشودم پردہ را از روئے تقدیر [قلمزد]

م۳/۵ بیا ساقی نقاب از رخ برافگن

م۳/۸ مسلماناں کہ خود را فاش دیدند

م۳/۹ کشودم پردہ را از روئے تقدیر [مکرر]

م۳/۱۰ بتر کاں بستہ درہا را کشادند

م۳/۱۱ ز رازی حکمتِ قرآں بیاموز

م۳ ...عصرِ حاضر رمزِ دیں را [قلمزد]

م۳ چہ پرسی از نمازِ عاشقانہ

م۱ نداند جبرئیل ایں ہاے وہو را

م۳ قماش و نقرہ و لعل و گہر چیست؟

م۱ شبِ ایں انجم آراستم من

م۳ قلندر آں سبک گام گراں بار [قلمزد]

م۳ دلے اندر ضمیرِ ایں کفِ خاک [قلمزد]

دلے روشن نہادے اندریں خاک [حاشیے میں لکھی گئی]

م۳ قلندر بر درِ مسجد بنالید [قلمزد]

م۳ ...او مردودیں مُرد [قلمزد]

م۳ بدامانِ خودی آویز و برخیز [قلمزد]

م۲ جہاں از عشق و عشق از سینۂ تست

م۳ عرب خود را بسوزِ مصطفیٰؐ... [قلمزد]

م۲ دلِ صاحبدلاں او بُرد یا من [قلمزد]

م۲/۵ کہ گفت او را کہ آید بوئے یارے

م۲ دلِ صاحبدلاں او بُرد یا من [مکرر] [قلمزد]

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

م۲	بجلوت نے نوایہائے من بیں
م۱	مریدے فاقہ مستے گفت با شیخ
م۳	پسر را گفت پیرِ خرقہ بازے [قلمزد]
م۳/۱ تعلیم	تب وتابے کہ باشد جاودانہ
م۳/۲	بمکتب گرنہ پروردی خودی را [قلمزد]
م۳	تنِ کس راز جاں محرم ندیدم [قلمزد]
م۳	اگر خاکِ تو از جاں محرمے نیست
م۲	زبحرِ خود بجوے من گہردہ
	بہر حالے کہ بودم خوش سرودم
م۳	بسوز مومن از سوزِ وجودش
م۱/۱	دگرگوں کشورِ ہندوستاں است
م۳	پریشاں ہر دمِ ما از غمے چند
م۳	دریں صحرا دلِ دیوانہ نیست [قلمزد]
م۲	شریکِ درد و سوزِ لالہ بودم
م۲ (متعلقہ مسلمانان ہند)	بچشمِ او نہ نورونے سرور است
م۳	بچشمِ من جہاں جز رہ گزر نیست
م۳ خلافت/۲	خلافت بر مقامِ ما گواہی است
م۳/۱	عرب خود را بنورِ مصطفٰے سوخت
م۳/۳	در افتد با ملوکیت کلیمے
م۳	چہ خوش گفت اُشترے با کُرّۂ خویش
مسعود مرحوم	یہ مہر ومہ یہ ستارے یہ آسمانِ کبود [اُردو نظم ہے]
م۲ [قلمزد: ”متعلقہ مسلمانان ہند“]	نگہدارد برہمن کارِ خود را
م۳	الا اے کشتۂ نامحرمے چند
م۳	با فرنگی بتاں خود را سپردی
م۳	بباد صبح دم شبنم بنالید
م۳	بیا ساقی بیار آں کہنہ مے را

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

م۳ منہ از کف چراغِ آرزو را

م۳ بماے لالہ خود را وانمودی

آوازِ غیب [قلمزد: ''اے حضرتِ انساں!''] آتی ہے دمِ صبح صدا عرشِ بریں سے [اُردو نظم ہے]

م۲/ (متعلقہ مسلمانانِ ہند) مسلماں زادہ و نامحرمِ مرگ!

م۳ بایں نابودمندی بودن آموز

م۳ قلندر جُرّہ بازِ آسمانہا

م۳ خرد بیگانۂ روشن بصر است

م۳/۱ مرا یاد است از دانائے افرنگ

م۳/۲ الا اے کشتۂ نامحرمے چند

م۲ بنورِ تو برافروزم نگہ را

م۳ ز قرآں پیشِ خود آئینہ آویز

م۳ کہن پروردۂ ایں خاکدانم

م۱/۱ یکے اندازہ کن سود و زیاں را

م۱/۲ گرفتم اینکہ فکرم بے خطا نیست

م۱/۲ تو می دانی حیاتِ جاوداں چیست

م۳ مسلماناں! چو یاد آرم بلرزم

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

ضمیمہ۲

تصانیفِ اقبال کے ابتدائی ایڈیشن

جاویدنامہ(۱۹۳۲)

مثنوی مسافر کا پہلا ایڈیشن(۱۹۳۴)

The Reconstruction of Religious Thought in Islam (1934)

بالِ جبریل(۱۹۳۵)

ضربِ کلیم(۱۹۳۶)

مثنوی مسافر کا دُوسرا ایڈیشن(۱۹۳۶)

پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق(۱۹۳۶)

ارمغانِ حجاز(۱۹۳۸)

جاویدنامہ(۱۹۳۲)

[جاویدنامہ کے شروع میں 'فہرست مضامین' شامل تھی جسے ذیل میں نقل کیا جا رہا ہے۔ پہلے ایڈیشن میں دو اَشعار پر مشتمل 'دیباچہ' بھی تھا جس کا اندراج فہرست میں نہ تھا۔ اقبال کی وفات کے بعد شائع ہونے والے دوسرے ایڈیشن اور مابعد کے ایڈیشنوں سے چودھری محمد حسین نے یہ دیباچہ خارج کر دیا۔ ممکن ہے کہ اقبال نے اِس کی ہدایت دی ہو]۔

فہرستِ مضامین

شمار	مضمون	صفحہ
۱	مناجات	۱
۲	تمہیدِ آسمانی (نخستیں روز آفرینش۔ نکوہش می کند آسماں زمیں را)	۷
۳	نغمۂ ملائک	۱۰
۴	تمہیدِ زمینی/ آشکارا می شود حضرتِ رومی و شرح می دہد اسرارِ معراج را	۱۱

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

۵	زروان کہ روحِ زمان ومکان است مسافر را بسیاحتِ عالمِ علوی می برد	۲۱
۶	زمزمۂ انجم	۲۳
۷	**فلکِ قمر**	۲۹
۸	عارفِ ہندی کہ بہ یکے از غارہائے قمر خلوت گرفتہ واہلِ ہند اُورا جہاں دوست میگویند	۳۲
۹	نُہ تا سخن از عارفِ ہندی	۳۸
۱۰	جلوۂ سروش	۴۱
۱۱	نوائے سروش	۴۳
۱۲	حرکت بہ وادی یرغمید کہ ملائکہ اوراوادی طواسین می نامند	۴۴
۱۳	طاسینِ گوتم (توبہ آوردنِ زنِ رقاصۂ عشوہ فروش)	۴۸
۱۴	طاسینِ زرتشت (آزمائش کردن اہرمن زرشت را)	۵۱
۱۵	طاسینِ مسیحؑ (رویائے حکیم طالسطائی)	۵۵
۱۶	طاسینِ محمدؐ (نوحہ ابوجہل درحرمِ کعبہ)	۵۸
۱۷	**فلک عطارد**	۶۱
۱۸	زیارت ارواحِ جمال الدین افغانی وسعید حلیم پاشا	۶۳
۱۹	دین ووطن	۶۷
۲۰	اشتراک وملوکیت	۶۹
۲۱	شرق وغرب	۷۱
۲۲	محکماتِ عالمِ قرآنی	۷۴
۲۳	خلافتِ آدم	۷۴
۲۴	حکومتِ الٰہی	۷۸
۲۵	ارض ملکِ خدا است	۸۰
۲۶	حکمت خیر کثیر است	۸۲

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

۲۷	پیغامِ افغانی با ملّتِ روسیّہ	۸۷
۲۸	غزل زندہ رود	۹۳
۲۹	**فلک زہرہ**	۹۷
۳۰	مجلس خدایانِ اقوامِ قدیم	۱۰۰
۳۱	نغمۂ بعل	۱۰۲
۳۲	فرو درفتن بدریائے زہرہ و دیدن ارواحِ فرعون و کشنر را	۱۰۴
۳۳	نمودار شدن درویشِ سودانی	۱۰۹
۳۴	فلکِ مرّیخ	۱۱۳
۳۵	اہلِ مرّیخ	۱۱۵
۳۶	برآمدنِ انجم شناس مرّیخی از رصدگاہ	۱۱۷
۳۷	گردش در شہر مرغدین	۱۲۱
۳۸	احوالِ دوشیزۂ مریخ کہ دعوائے رسالت کردہ	۱۲۶
۳۹	تذکیر نبیّہ مریخ	۱۲۷
۴۰	**فلک مشتری**	۱۳۱
۴۱	ارواحِ جلیلہ حلاّج و غالب و قرّۃ العین طاہرہ کہ نشیمنِ بہشتی نگردیدند و بگردشِ جاوداں گرائیدند	۱۳۳
۴۲	نوائے حلاّج	۱۳۵
۴۳	نوائے غالب	۱۳۶
۴۴	نوائے طاہرہ	۱۳۷
۴۵	زندہ رود مشکلاتِ خود را پیش ارواحِ بزرگ می گوید	۱۳۸
۴۶	نمودار شدن خواجۂ اہلِ فراق ابلیس	۱۵۶
۴۷	نالۂ ابلیس	۱۶۰

(c) 2014. Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

۴۸	**فلک زحل**	۱۶۳
۴۹	ارواحِ جلیلہ کہ با ملک و ملت غدّاری کردہ و دوزخ ایشاں را قبول نکردہ	۱۶۵
۵۰	قلزمِ خونیں	۱۶۷
۵۱	آشکارا می شود روحِ ہندوستان	۱۶۸
۵۲	روحِ ہندوستان نالہ و فریاد می کند	۱۶۸
۵۳	فریادِ یکے از زورق نشینانِ قلزمِ خونیں	۱۷۱
۵۴	**آں سوئے افلاک**	۱۷۳
۵۵	مقامِ حکیمِ المانوی نطشہ	۱۷۵
۵۶	حرکت بجنت الفردوس	۱۷۸
۵۷	قصرِ شرف النسا	۱۸۱
۵۸	زیارت امیر کبیر حضرت سید علی ہمدانی و ملا طاہر غنی کشمیری	۱۸۴
۵۹	در حضور شاہ ہمدان	۱۸۵
۶۰	صحبت با شاعرِ ہندی برتری ہری	۱۹۷
۶۱	حرکت با کاخِ سلاطینِ مشرق (نادر، ابدالی، سلطان شہید)	۲۰۰
۶۲	نمودار می شود روح ناصر خسرو علوی و غزلے مستانہ سرائیدہ غائب می شود	۲۰۵
۶۳	پیغامِ سلطانِ شہید بہ رودِ کاویری (حقیقتِ حیات و مرگ و شہادت)	۲۱۴
۶۴	زندہ رود رخصت می شود از فردوسِ بریں و تقاضائے حورانِ بہشتی	۲۱۹
۶۵	غزل زندہ رود	۲۲۰
۶۶	حضور	۲۲۱
۶۷	خطاب بہ جاوید (سخنے بہ نژادِ نو)	۲۳۱

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

مثنوی مسافر کا پہلا ایڈیشن (۱۹۳۴)

[اس میں فہرست شامل نہ تھی۔ ذیل میں اس کے مشمولات پہلے ایڈیشن کو سامنے رکھ کر درج کیے جا رہے ہیں۔ اس ایڈیشن کی فوٹو اسٹیٹ اقبال اکادمی پاکستان کی لائبریری میں موجود ہے]۔

[نادرِ افغاں شہِ درویش خو]	۳
خطاب بہ اقوامِ سرحد	۸
مسافر وارد می شود بہ شہرِ کابل و حاضری شود بحضورِ اعلیٰحضرت شہیدؒ	۱۵
بر مزارِ شہنشاہ بابر خلد آشیانی	۲۱
سفر بہ غزنی و زیارتِ مزارِ حکیم سنائیؒ	۲۲
روحِ حکیم سنائی از بہشت بریں جواب می دہد	۲۵
بر مزارِ سلطان محمود علیہ الرحمۃ	۳۱
مناجاتِ مردِ شوریدہ در ویرانۂ غزنی	۳۴
قندھار و زیارتِ خرقۂ مبارک	۳۸
غزل [از دیرِ مغاں آیم بے گردشِ صہبا مست]	۳۹
بر مزارِ حضرتِ احمد شاہ بابا علیہ الرحمۃ موسسِ ملّتِ افغانیہ	۴۳
خطاب بہ پادشاہِ اسلام اعلیٰحضرت ظاہر شاہ ایدہ اللہ بنصرہ	۴۶

The Reconstruction of Religious Thought in Islam (1934)

CONTENTS

I. Knowledge and Religious Experience 1

II. The Philosophical Test of the Revelations of Religious Experience 27

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

III. The Conception of God and the Meaning of Prayer 59
IV. The Human Ego – His Freedom and Immortality . 90
V. The Spirit of Muslim Culture 118
VI. The Principle of Movement in the Structure of Islam 139
VII. Is Religion Possible? 171
Index 189

بال جبریل (۱۹۳۵)

[بال جبریل میں فہرست شامل نہ تھی۔ ذیل میں اس کے مشمولات پہلے ایڈیشن کو سامنے رکھ کر درج کیے جا رہے ہیں۔ اس ایڈیشن کا ایک نسخہ اقبال اکادمی پاکستان کی لائبریری میں موجود ہے]۔

	[اندرونی سرورق] اُٹھ کہ خورشید کا سامانِ سفر تازہ کریں	۱
	[شعر] پھول کی پتّی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر	۳
	[''بسم اللہ الرحمن الرحیم'']	۵
۱	میری نوائے شوق سے شور حریمِ ذات میں	۵
	[رباعی] ترے شیشے میں مے باقی نہیں ہے	۶
۲	اگر کج رَو ہیں انجم، آسماں تیرا ہے یا میرا؟	۷
۳	گیسوئے تابدار کو اور بھی تابدار کر	۸
	دلوں کو مرکزِ مہر و وفا کر	۹
۴	اثر کرے نہ کرے، سُن تو لے مری فریاد	۱۰
	جوانوں کو مری آہِ سحر دے	۱۱
۵	کیا عشق ایک زندگیِ مستعار کا	۱۲
۶	پریشاں ہو کے میری خاک آخر دِل نہ بن جائے	۱۳
	تری دنیا جہانِ مرغ و ماہی	۱۴

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

۷	دِگرگُوں ہے جہاں، تاروں کی گردش تیز ہے ساقی	۱۵
	کرم تیرا کہ بے جوہر نہیں میں	۱٦
۸	لا پھر اک بار وہی بادہ و جام اے ساقی!	۱۷
	وہی اصلِ مکان و لامکاں ہے	۱۸
۹	مِٹا دیا مرے ساقی نے عالمِ من و تُو	۱۹
	کبھی آوارہ و بے خانماں عشق	۲۰
۱۰	متاعِ بے بہا ہے درد و سوزِ آرزومندی	۲۱
	کبھی تنہائی کوہ و دمن عشق	۲۲
۱۱	تجھے یاد کیا نہیں ہے مرے دل کا وہ زمانہ	۲۳
	عطا اسلاف کا جذبِ دروں کر	۲۴
۱۲	ضمیرِ لالہ مئے لعل سے ہُوا لبریز	۲۵
	یہ نکتہ میں نے سیکھا بوالحسن سے	۲٦
۱۳	وہی میری کم نصیبی، وہی تیری بے نیازی	۲۷
	خرد واقف نہیں ہے نیک و بد سے	۲۸
۱۴	اپنی جولاں گاہ زیرِ آسماں سمجھا تھا میں	۲۹
	خدائی اہتمامِ خشک و تر ہے	۳۰
۱۵	اک دانشِ نورانی، اک دانشِ بُرہانی	۳۱
	یہی آدم ہے سلطاں بحر و بر کا	۳۲
۱٦	یارب! یہ جہانِ گزراں خوب ہے لیکن	۳۳
	[خالی صفحہ]	۳٦
۱	سما سکتا نہیں پہنائے فطرت میں مرا سودا [چھ حصوں میں]	۳۷
۲	یہ کون غزل خواں ہے پُرسوز و نشاط انگیز	۴۲

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

۳	وہ حرفِ راز کہ مجھ کو سِکھا گیا ہے جنُوں	۴۳
۴	عالمِ آب و خاک و باد، سرِّ عیاں ہے تُو کہ میں	۴۵
۵	تُو ابھی رہ گزر میں ہے، قیدِ مقام سے گزر	۴۶
۶	امینِ راز ہے مردانِ حُر کی درویشی	۴۷
۷	پھر چراغِ لالہ سے روشن ہُوئے کوہ و دمن	۴۸
۸	مسلماں کے لہُو میں ہے سلیقہ دِل نوازی کا	۵۰
۹	عِشق سے پیدا نوائے زندگی میں زیر و بم	۵۱
۱۰	دِل سوز سے خالی ہے، نِگہ پاک نہیں ہے	۵۲
۱۱	ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دِل کی رفیق	۵۳
۱۲	پُوچھ اس سے کہ مقبول ہے فطرت کی گواہی	۵۵
۱۳	یہ حوریانِ فرنگی، دِل و نظر کا حجاب	۵۶
۱۴	دلِ بیدار فاروقی، دلِ بیدار کرّاری	۵۷
۱۵	خودی کی شوخی و تُندی میں کِبر و ناز نہیں	۵۸
۱۶	میرِ سپاہ ناسزا، لشکریاں شکستہ صف	۶۰
۱۷	زمِستانی ہوا میں گرچہ تھی شمشیر کی تیزی	۶۱
۱۸	یہ دیرِ کُہن کیا ہے؟ انبارِ خس و خاشاک	۶۲
۱۹	کمالِ ترک نہیں آب و گِل سے مہجوری	۶۴
۲۰	عقل گو آستاں سے دُور نہیں	۶۵
۲۱	خودی وہ بحر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں	۶۶
۲۲	یہ پیام دے گئی ہے مجھے بادِ صبح گاہی	۶۷
۲۳	تری نگاہ فرومایہ، ہاتھ ہے کوتاہ	۶۹
۲۴	خِرد کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں	۷۰

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

۲۵	نگاہِ فقر میں شانِ سکندری کیا ہے	۷۱
۲۶	نہ تُو زمیں کے لیے ہے نہ آسماں کے لیے	۷۳
۲۷	تُو اے اسیرِ مکاں! لامکاں سے دُور نہیں	۷۴
۲۸	خِرد نے مجھ کو عطا کی نظر حکیمانہ	۷۵
۲۹	افلاک سے آتا ہے نالوں کا جواب آخر	۷۷
۳۰	ہر شے مسافر، ہر چیز راہی	۷۸
۳۱	ہر چیز ہے محوِ خود نُمائی	۷۹
۳۲	اعجاز ہے کسی کا یا گردشِ زمانہ	۸۰
۳۳	خرد مندوں سے کیا پُوچھوں کہ میری ابتدا کیا ہے	۸۱
۳۴	جب عشق سکھاتا ہے آدابِ خود آگاہی	۸۲
۳۵	مجھے آہ و فغانِ نیم شب کا پھر پیام آیا	۸۴
۳۶	نہ ہو طُغیانِ مشتاقی تو مَیں رہتا نہیں باقی	۸۵
۳۷	فطرت کو خرد کے رُوبرو کر	۸۶
۳۸	یہ پیرانِ کلیسا و حرم، اے وائے مجبوری	۸۷
۳۹	تازہ پھر دانشِ حاضر نے کیا سحرِ قدیم	۸۸
۴۰	ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں	۸۹
۴۱	ڈھونڈ رہا ہے فرنگ عیشِ جہاں کا دوام	۹۰
۴۲	خودی ہو علم سے محکم تو غیرتِ جبریل	۹۲
۴۳	مکتبوں میں کہیں رعنائیِ افکار بھی ہے؟	۹۳
۴۴	حادثہ وہ جو ابھی پردۂ افلاک میں ہے	۹۴
۴۵	رہا نہ حلقۂ صوفی میں سوزِ مشتاقی	۹۵
۴۶	ہُوا نہ زور سے اس کے کوئی گریباں چاک	۹۶

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

۴۷	یوں ہاتھ نہیں آتا وہ گوہرِ یک دانہ	۹۸
۴۸	نہ تخت وتاج میں نے لشکر وسپاہ میں ہے	۹۹
۴۹	فطرت نے نہ بخشا مجھے اندیشۂ چالاک	۱۰۰
۵۰	کریں گے اہلِ نظر تازہ بستیاں آباد	۱۰۱
۵۱	کی حق سے فرشتوں نے اقبالؔ کی غمّازی	۱۰۲
۵۲	نے مُہرہ باقی نے مُہرہ بازی	۱۰۳
۵۳	گرمِ فُغاں ہے جَرس، اُٹھ کہ گیا قافلہ	۱۰۴
۵۴	مِری نَوا سے ہوئے زندہ عارف وعامی	۱۰۵
۵۵۔	ہر اک مقام سے آگے گزر گیا مہِ نَو	۱۰۶
۵۶	کھو نہ جا اس سَحر وشام میں اے صاحبِ ہوش	۱۰۷
۵۷	تھا جہاں مدرسۂ شیری وشاہنشاہی	۱۰۸
۵۸	ہے یاد مجھے نکتۂ سلمانِ خوش آہنگ	۱۰۹
۵۹	فقر کے ہیں معجزات تاج وسریر وسپاہ	۱۱۰
۶۰	کمالِ جوشِ جُنوں میں رہا مَیں گرمِ طواف	۱۱۱
۶۱	شعور وہوش وخرد کا معاملہ ہے عجیب	۱۱۲
	[خالی صفحہ]	۱۱۴
	رہ ورسمِ حرم نامحرمانہ	۱۱۵
	ظَلامِ بحر میں کھو کر سنبھل جا	۱۱۵
	مکانی ہُوں کہ آزادِ مکاں ہُوں	۱۱۶
	خودی کی خلوَتوں میں گُم رہا مَیں	۱۱۶
	پریشاں کاروبارِ آشنائی	۱۱۶
	یقیں مثلِ خلیلؑ آتش نشینی	۱۱۶

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

عرب کے سوز میں سازِ عجم ہے	۱۱۷
کوئی دیکھے تو میری نے نوازی	۱۱۷
ہر اک ذرّے میں ہے شاید مکیں دل	۱۱۷
ترا اندیشہ افلاکی نہیں ہے	۱۱۷
نہ مومن ہے نہ مومن کی امیری	۱۱۸
خودی کی جلوتوں میں مصطفائی	۱۱۸
نگہ اُلجھی ہُوئی ہے رنگ و بُو میں	۱۱۸
کمالِ عشق و مستی نے نوازی	۱۱۸
وہ میرا رونقِ محفل کہاں ہے	۱۱۹
سوارِ ناقہ و محمل نہیں میں	۱۱۹
ترے سینے میں دم ہے، دِل نہیں ہے	۱۱۹
ترا جوہر ہے نوری، پاک ہے تُو	۱۱۹
محبت کا جنُوں باقی نہیں ہے	۱۲۰
خودی کے زور سے دُنیا پہ چھا جا	۱۲۰
چمن میں رختِ گُل شبنم سے تَر ہے	۱۲۰
خِرد سے راہرو روشن بصر ہے	۱۲۰
ترا تن رُوح سے نا آشنا ہے	۱۲۱
["بسم اللہ الرحمٰن الرحیم"]	۱۲۳
دُعا	۱۲۳
[رباعی] دمِ عارف نسیمِ صبح دم ہے	۱۲۵
مسجدِ قُرطبہ	۱۲۶
قید خانے میں معتمد کی فریاد	۱۳۷

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

عبدالرّحمٰن اوّل کا بویا ہُوا کھجور کا پہلا درخت سرزمینِ اندلس میں ۱۳۸
[رباعی] رگوں میں وہ لہو باقی نہیں ہے ۱۳۹
ہسپانیہ ۱۴۰
[رباعی] کھلے جاتے ہیں اَسرارِ نہانی ۱۴۱
طارق کی دُعا ۱۴۲
[رباعی] زمانے کی یہ گردش جاودانہ ۱۴۳
لینن (خدا کے حضور میں) ۱۴۴
فرشتوں کا گیت ۱۴۸
فرمانِ خدا (فرشتوں سے) ۱۴۹
[رباعی] حکیمی نامسلمانی خودی کی ۱۵۰
ذوق وشوق ۱۵۱
پروانہ اور جگنو ۱۵۶
جاوید کے نام ۱۵۷
گدائی ۱۵۸
مُلّا اور بہشت ۱۵۹
دِین وسیاست ۱۶۰
الارضُ للہِ ۱۶۱
ایک نوجوان کے نام ۱۶۲
نصیحت ۱۶۳
لالۂ صحرا ۱۶۴
[قطعہ] اقبالؔ نے کل اہلِ خیاباں کو سُنایا ۱۶۵
ساقی نامہ ۱۶۶

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

زمانہ	۱۷۵
فرشتے آدم کو جنت سے رخصت کرتے ہیں	۱۷۷
رُوحِ ارضی آدم کا استقبال کرتی ہے	۱۷۸
قطعہ [فطرت مری مانندِ نسیمِ سَحری ہے]	۱۷۹
پیرو مُرید	۱۸۰
جبریل و ابلیس	۱۹۲
قطعہ [کل اپنے مُریدوں سے کہا پیرِ مُغاں نے]	۱۹۴
اذان	۱۹۵
قطعہ [اندازِ بیاں گرچہ بہت شوخ نہیں ہے]	۱۹۶
محبت	۱۹۷
ستارے کا پیغام	۱۹۷
جاوید کے نام	۱۹۸
فلسفہ و مذہب	۱۹۹
یورپ سے ایک خط	۲۰۰
نپولین کے مزار پر	۲۰۱
مسولینی	۲۰۲
سوال	۲۰۳
پنجاب کے دہقان سے	۲۰۴
نادر شاہ افغان	۲۰۵
خوشحال خاں کی وصیّت	۲۰۶
تاتاری کا خواب	۲۰۷
حال و مقام	۲۰۸

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

ابوالعلامعرّیٰ	۲۰۹
سنیما	۲۱۰
پنجاب کے پیرزادوں سے	۲۱۱
سیاست	۲۱۲
فقر	۲۱۳
خودی	۲۱۳
جدائی	۲۱۴
خانقاہ	۲۱۴
ابلیس کی عرضداشت	۲۱۵
لہُو	۲۱۶
پرواز	۲۱۶
شیخِ مکتب سے	۲۱۷
فلسفی	۲۱۸
شاہیں	۲۱۸
باغی مُرید	۲۱۹
ہارُون کی آخری نصیحت	۲۲۰
ماہرِ نفسیات سے	۲۲۱
یورپ	۲۲۱
آزادیِ افکار	۲۲۲
شیراورخچّر	۲۲۳
چیونٹی اورعقاب	۲۲۴

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

ضربِ کلیم (۱۹۳۶)

[ضربِ کلیم کے شروع میں 'فہرست مضامین' شامل تھی جسے ذیل میں نقل کیا جارہا ہے]۔

(۱) اعلیحضرت نواب سرحمید اللہ خاں فرمانروائے بھوپال کی خدمت میں

(۲) ناظرین سے

(۳) تمہید

اسلام اور مسلمان

۱ صبح

۲ لاالٰہ الّا اللہ

۳ تن بہ تقدیر

۴ معراج

۵ ایک فلسفہ زدہ سیّد زادے کے نام

۶ زمین وآسماں

۷ مسلمان کا زوال

۸ علم وعشق

۹ اجتہاد

۱۰ شکر وشکایت

۱۱ ذکر وفکر

۱۲ ملائے حرم

۱۳ تقدیر

۱۴ توحید

۱۵ علم اور دین

۱۶ ہندی مسلمان

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

۱۷ آزادیٔ شمشیر کے اعلان پر

۱۸ جہاد

۱۹ قوت اور دین

۲۰ فقر و ملوکیت

۲۱ اسلام

۲۲ حیاتِ ابدی

۲۳ سلطانی

۲۴ صوفی سے

۲۵ افرنگ زدہ

۲۶ تصوف

۲۷ ہندی اسلام

۲۸ غزل (دل مردہ نہیں ہے، اسے زندہ کر دوبارہ)

۲۹ دنیا

۳۰ نماز

۳۱ وحی

۳۲ شکست

۳۳ عقل و دل

۳۴ مستیٔ کردار

۳۵ قبر

۳۶ قلندر کی پہچان

۳۷ فلسفہ

۳۸ مردانِ خدا

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

۳۹ کافر و مومن

۴۰ مہدی برحق

۴۱ مومن

۴۲ محمد علی باب

۴۳ تقدیر

۴۴ اے روح محمدؐ!

۴۵ مدنیت اسلام

۴۶ امامت

۴۷ فقر و راہبی

۴۸ غزل (تیری متاع حیات علم و ہنر کا سرور)

۴۹ تسلیم و رضا

۵۰ نکتۂ توحید

۵۱ الہام اور آزادی

۵۲ جان و تن

۵۳ لاہور و کراچی

۵۴ نبوت

۵۵ آدم

۵۶ مکہ اور جنیوا

۵۷ اے پیرِ حرم

۵۸ مہدی

۵۹ مردِ مسلمان

۶۰ پنجابی مسلمان

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

۶۱ آزادی

۶۲ اشاعت اسلام فرنگستان میں

۶۳ لاَ و اِلاّ

۶۴ امرائے عرب سے

۶۵ احکام الٰہی

۶۶ موت

۶۷ قُم باذنِ اللہ

تعلیم و تربیت

۶۸ مقصود

۶۹ زمانۂ حاضر کا انسان

۷۰ اقوام مشرق

۷۱ آگاہی

۷۲ مصلحین مشرق

۷۳ مغربی تہذیب

۷۴ اسرار پیدا

۷۵ سلطان ٹیپو کی وصیت

۷۶ غزل (نہ میں اعجمی نہ ہندی نہ عراقی وحجازی)

۷۷ بیداری

۷۸ خودی کی تربیت

۷۹ آزادی فکر

۸۰ خودی کی زندگی

۸۱ حکومت

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

۸۲ ہندی مکتب

۸۳ تربیت

۸۴ خوب وزشت

۸۵ مرگ خودی

۸۶ مہمان عزیز

۸۷ عصر حاضر

۸۸ طالب علم

۸۹ امتحان

۹۰ مدرسہ

۹۱ حکیم نطشہ

۹۲ اساتذہ

۹۳ غزل (ملے گا منزل مقصود کا اسی کو سراغ)

۹۴ دین و تعلیم

۹۵ جاوید سے عورت

عورت

۹۶ مرد فرنگ

۹۷ ایک سوال

۹۸ پردہ

۹۹ خلوت

۱۰۰ عورت

۱۰۱ آزادی نسواں

۱۰۲ عورت کی حفاظت

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

۱۰۳ عورت اور تعلیم

۱۰۴ عورت

ادبیات، فنون لطیفہ

۱۰۵ دین و ہنر

۱۰۶ تخلیق

۱۰۷ جنوں

۱۰۸ اپنے شعر سے

۱۰۹ پیرس کی مسجد

۱۱۰ ادبیات

۱۱۱ نگاہ

۱۱۲ مسجد قوت الاسلام

۱۱۳ تیاتر

۱۱۴ شعاع امید

۱۱۵ امید

۱۱۶ نگاہ شوق

۱۱۷ اہل ہنر سے

۱۱۸ غزل (دریا میں موتی، اے موج بے باک!)

۱۱۹ وجود

۱۲۰ سرود

۱۲۱ نسیم و شبنم

۱۲۲ اہرام مصر

۱۲۳ مخلوقات ہنر

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

۱۲۴ اقبال

۱۲۵ فنون لطیفہ

۱۲۶ صبح چمن

۱۲۷ خاقانی

۱۲۸ رومی

۱۲۹ جدت

۱۳۰ مرزا بیدل

۱۳۱ جلال و جمال

۱۳۲ مصور

۱۳۳ سرود حلال

۱۳۴ سرود حرام

۱۳۵ فوارہ

۱۳۶ شاعر

۱۳۷ شعر عجم

۱۳۸ ہنروران ہند

۱۳۹ مرد بزرگ

۱۴۰ عالم نو

۱۴۱ ایجاد معانی

۱۴۲ موسیقی

۱۴۳ ذوق نظر

۱۴۴ شعر

۱۴۵ رقص و موسیقی

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

۱۴۶ ضبط

۱۴۷ رقص

سیاسیات مشرق و مغرب

۱ اشتراکیت

۲ کارل مارکس کی آواز

۳ انقلاب

۴ خوشامد

۵ مناصب

۶ یورپ اور یہود

۷ نفسیات غلامی

۸ بلشویک روس

۹ آج اور کل

۱۰ مشرق

۱۱ سیاست افرنگ

۱۲ خواجگی

۱۳ غلاموں کے لیے

۱۴ اہل مصر سے

۱۵ ابی سینیا

۱۶ ابلیس کا فرمان اپنے سیاسی فرزندوں کے نام

۱۷ جمعیت اقوامِ مشرق

۱۸ سلطانی جاوید

۱۹ جمہوریت

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

۲۰ یورپ اور سوریا
۲۱ مسولینی
۲۲ گلہ
۲۳ انتداب
۲۴ لادین سیاست
۲۵ دامِ تہذیب
۲۶ نصیحت
۲۷ ایک بحری قزاق اور سکندر
۲۸ جمعیت اقوام
۲۹ شام و فلسطین
۳۰ سیاسی پیشوا
۳۱ نفسیات غلامی
۳۲ غلاموں کی نماز
۳۳ فلسطینی عرب سے
۳۴ مشرق و مغرب
۳۵ نفسیات حاکمی

محراب گل افغان کے افکار

۱ میرے کہستاں! تجھے چھوڑ کے جاؤں کہاں
۲ حقیقت ازلی ہے رقابت اقوام
۳ تری دعا سے قضا تو بدل نہیں سکتی
۴ کیا چرخ کج رو، کیا مہر، کیا ماہ
۵ یہ مدرسہ، یہ کھیل، یہ غوغائے روا رو

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

۶ جو عالم ایجاد میں ہے صاحب ایجاد
۷ رومی بدلے، شامی بدلے، بدلا ہندوستان
۸ زاغ کہتا ہے نہایت بدنما ہیں تیرے پر
۹ عشق طینت میں فرومایہ نہیں مثل ہوس
۱۰ وہی جواں ہے قبیلے کی آنکھ کا تارا
۱۱ جس کے پرتو سے منور رہی تیری شب دوش
۱۲ لادینی و لاطینی، کس پیچ میں الجھا تو!
۱۳ مجھ کو تو یہ دُنیا نظر آتی ہے دگرگوں
۱۴ بے جرأت رندانہ ہر عشق ہے روباہی
۱۵ آدم کا ضمیر اس کی حقیقت پہ ہے شاہد
۱۶ قوموں کے لیے موت ہے مرکز سے جدائی
۱۷ آگ اس کی پھونک دیتی ہے برنا و پیر کو
۱۸ یہ نکتہ خوب کہا شیر شاہ سوری نے
۱۹ نگاہ وہ نہیں جو سرخ و زرد پہچانے
۲۰ فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی

مثنوی پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق (۱۹۳۶)

[اس مثنوی کے شروع میں 'فہرست مضامین' شامل تھی جسے ذیل میں نقل کیا جا رہا ہے۔]

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	بخوانندہ کتاب	۴
۲	تمہید	۵
۳	خطاب بہ مہرِ عالمتاب	۹

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

۴	حکمتِ کلیمی	۱۲
۵	حکمتِ فرعونی	۱۶
۶	لا الٰہ الا اللہ	۱۹
۷	فقر	۲۳
۸	مردِ حُر	۳۲
۹	در اسرارِ شریعت	۳۶
۱۰	اشکے چند بر افتراقِ ہندیاں	۴۳
۱۱	سیاستِ حاضرہ	۴۶
۱۲	حرفے چند با اُمّتِ عربیہ	۵۱
۱۳	پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق	۵۶
۱۴	در حضورِ رسالت مآبؐ	۶۴

مثنوی مسافر کا دوسرا ایڈیشن (۱۹۳۶)

[پہلے ایڈیشن کی طرح اس میں بھی فہرستِ مضامین شامل نہ تھی]

[نادرِ افغاں شہِ درویش خو]	۳
خطاب بہ اقوامِ سرحد	۷
مسافر وارد می شود بہ شہرِ کابل و حاضر می شود بحضورِ اعلیٰحضرت شہیدؒ	۱۲
بر مزارِ شہنشاہ بابر خلد آشیانی	۱۶
سفر بہ غزنی و زیارتِ مزارِ حکیم سنائیؒ	۱۸
روحِ حکیم سنائی از بہشت بریں جواب می دہد	۲۰
بر مزارِ سلطان محمود علیہ الرحمۃ	۲۴
مناجاتِ مردِ شوریدہ در ویرانۂ غزنی	۲۶

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

قندھار و زیارتِ خرقۂ مبارک	۲۹
غزل [از دیرِ مغاں آیم بے گردشِ صہبا مست]	۳۰
بر مزارِ حضرتِ احمد شاہ بابا علیہ الرحمۃ موسّسِ ملّتِ افغانیہ	۳۴
خطاب بہ پادشاہِ اسلام اعلیٰحضرت ظاہر شاہ ایدہ اللہ بنصرہ	۳۶

ارمغانِ حجاز (۱۹۳۸)

[ارمغانِ حجاز کے شروع میں 'فہرست مضامین' شامل تھی جسے ذیل میں نقل کیا جا رہا ہے۔]

فہرست مضامین

حصۂ اول

ارمغانِ حجاز

نمبر شمار		مضمون	صفحہ
۱		حضورِ حق	۳
۲		حضورِ رسالتؐ	۲۷
۳		حضورِ ملت	
	۱	بحق دل بند و راہِ مصطفیٰ رَو	۸۹
	۲	خودی	۹۵
	۳	انا الحق	۹۷
	۴	صوفی و ملّا	۱۰۰
	۵	رومیؒ	۱۰۴
	۶	پیامِ فاروقؓ	۱۰۹
	۷	شعرائے عرب	۱۱۴
	۸	اے فرزندِ صحرا	۱۱۹

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

	۹	تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد	۱۲۱
	۱۰	خلافت و ملوکیت	۱۲۶
	۱۱	ترک عثمانی	۱۲۸
	۱۲	دخترانِ ملت	۱۳۰
	۱۳	عصر حاضر	۱۳۴
	۱۴	برہمن	۱۳۶
	۱۵	تعلیم	۱۳۸
	۱۶	تلاشِ رزق	۱۴۵
	۱۷	نہنگ با بچہ ٔ خویش	۱۴۶
	۱۸	خاتمہ	۱۴۷
۴	حضورِ عالمِ انسانی		
	۱	تمہید	۱۵۱
	۲	دل	۱۶۶
	۳	خودی	۱۷۲
	۴	جبر و اختیار	۱۷۵
	۵	موت	۱۷۶
	۶	بگو ابلیس را	۱۷۷
	۷	ابلیس خاکی و ابلیس ناری	۱۸۰
۵	بہ یارانِ طریق		۱۸۷

حصہ ٔ دوم

اردو نظمیں

۱	ابلیس کی مجلس شوریٰ	۲۱۳

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

۲	بڈھے بلوچ کی نصیحت بیٹے کو	۲۲۹
۳	تصویر و مصور	۲۳۱
۴	عالمِ برزخ	۲۳۴
۵	معزول شہنشاہ	۲۴۰
۶	دوزخی کی مناجات	۲۴۱
۷	مسعود مرحوم	۲۴۲
۸	آوازِ غیب	۲۴۷
۹	رباعیات	۲۴۹
۱۰	ملّا زادہ ضیغم لولابی کشمیری کا بیاض	۲۵۶
۱۱	سر اکبر حیدری صدر اعظم حیدر آباد دکن کے نام	۲۷۷
۱۲	حسین احمدؒ	۲۷۸
۱۳	حضرتِ انسان	۲۷۹

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

کتابیں

اقبال کی تصانیف

اقبال کی تحریریں جو دوسروں نے مرتب کیں

اقبال کی تحریروں کے ترجمے

دیگر ماخذ

حنیف شاہد، محمد۔ ۱۹۷۶۔ اقبال اور انجمن حمایت اسلام۔ کتب خانہ انجمن حمایت اسلام۔ لاہور

Muhammad Siddique: *Descriptive Catalogue of Allama Iqbal's Personal Library*. Iqbal Academy, Lahore

جرائد

عمومی حوالہ جات

جن حقائق کا تعلق براہِ راست اقبال سے نہیں ہے اُن کے حوالے دینے سے عموماً گریز کیا ہے کیونکہ اُن میں سے بیشتر معلومات بنیادی نوعیت کی ہیں جو عام طور پر دستیاب ہیں۔ پھر یہ کتاب اقبال کے بارے میں ہے اور بقیہ معلومات صرف قارئین کی سہولت کے لیے پیش کی گئی ہیں لہٰذا جنہیں قبول نہ ہوں وہ ردبھی کر دیں تو خالص اقبال کی سوانح پر کیا اثر پڑے گا! تب بھی بعض مقامات پر مختلف وجوہات کی بنا پر مجھے ثانوی معلومات پر بھی حواشی میں حوالے دے کر بحث کرنا پڑی ہے۔ صرف ان حواشی میں ذکر کی جانے والی کتب کی فہرست مندرجہ ذیل ہے۔ چونکہ ان کتابوں کا تعلق اقبال کی حیات وافکار سے نہیں ہے لہٰذا علیحدہ درج کی جا رہی ہیں۔

(c) 2014 Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)

(c) 2014, Iqbal Academy Pakistan (www.allamaiqbal.com)